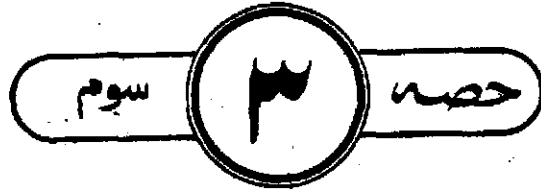


جلد حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں



بَحَارُ الْأَخْوَارِ

مُؤَلَّفُ مُحَمَّدٌ بَقَرِ مَجَلِسِي رَحْمَةُ

تَرْجَمَهُ

مَوْلَانَا سَيِّدِ حَسَنِ اِمْدَادِ مَنَازِلِ

وَرِحَالَاتِ

حَضْرَتِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَا صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهَا

ایمام بارگاہ مارٹن روڈ کراچی ۵

فون: ۴۲۴۲۸۶

محمود بک کنسی

اس کتاب بحار الانوار جلد سوم کے ترجمے کی اشاعت کے
جلد حقوق بحق ناشر محفوظ ہے

کوئی بھی نشر دیا ادارہ اس کتاب کے کلی یا جزوی حقے کو
بغیر اجازت ناشر شائع کرنے پر قانونی چارہ جوئی کا ذمہ دار ہوگا

نام کتاب _____ بحار الانوار جلد سوم
مؤلف _____ مولانا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ
مترجم _____ مولانا سید حسن امداد صاحب (ممتاز لافاضل)
کتابت _____ جعفر زبیر ۲۰۰۹-۲۰۰۶ بی۔ لاندھی
مطبع _____ سندھ آفیسٹ پریس۔ کراچی

فہرست تراجم اخبار و احادیث بحار الانوار در حالات جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا

صفحہ نمبر	عنوان مضامین احادیث و اخبار	صفحہ نمبر	عنوان مضامین احادیث و اخبار
۲۹	وجہ تسمیہ ام ایسا		باب اول شکل و شمائل اور حلیہ مبارک
۲۹	وجہ تسمیہ طاہرہ		
	باب سوم	۷	
۳۱	مرتبہ، معجزات، قرآنی آیات کا نزول	۸	
۳۲	بہترین زنان عالم	۸	
۳۳	دنیا کی منتخب خاتون	۱۰	
۳۴	سیدۃ النساء العالمین	۱۱	
۳۸	مریم سے بھی بتولی کو رتبہ سوا ملا	۱۲	
۴۲	خیر النساء العالمین	۱۳	
۴۲	خاتون جنت	۱۴	
۴۲	کلمہ باقیہ کی بشارت	۱۴	
۴۲	شہینہ رسول	۱۶	
۴۲	دُرِ دندانِ فاطمہ کی نور افشانی	۱۷	
۴۲	قصر فاطمہ زہرا؟	۱۷	
۴۵	علی و فاطمہ کا تہتم	۱۹	
۴۵	نور زہرا سے چاند کا ماند پڑنا		
۴۶	تسبیح فاطمہ کا شرف	۲۰	
۴۶	انجیل میں ذکر	۲۰	
۴۶	ذریعہ پر آتش جہنم کا حرام ہونا	۲۰	
۴۶	جنت میں داخلہ	۲۳	
۴۷	گنہگار ان امت کی شفاعت	۲۸	
			اصحاب مبارک کنیت اور نام وجہ تسمیہ فاطمہ مومنین کی روایات وجہ تسمیہ زہرا، مومنین کی روایات وجہ تسمیہ بتولی، مومنین کی روایات

صفحہ نمبر	عنوان مضامین احادیث و اخبار	صفحہ نمبر	عنوان مضامین احادیث و اخبار
۸۳	میدانِ حشر میں سواری کا انتظام	۵۰	فاطمہ کی رضا، اللہ کی رضا
۸۵	غیب سے سواری کا آنا	۵۲	اللہ کا سلام۔ فاطمہ کے لیے
۸۶	خادمہ کے لیے پانی کے ڈول کا نزول	۵۲	فرشتوں سے ہیکلائی
۸۶	معجزہ ناپیل	۵۳	جنت سے انگوٹھی کا آنا
۸۷	شاہِ حبش کی بھیجی ہوئی چادر	۵۳	خوابِ فاطمہ کا دکھل
۸۸	چادرِ سنیہ کا اعجاز	۵۳	اللہ کو فاطمہ کا رنجیدہ ہونا گوارا نہیں
۸۹	جنابِ سیدہ کی کہانی	۵۵	رسولِ خدا کی آسید گردانی
۹۰	بارکتِ قلاوہ	۵۸	لعامِ جنت آنا
۹۳	ایشیا کا مسد	۶۳	ذریعہٴ رسول کے لیے حدیث
۹۶	حضراتِ حسین کے لیے عید کے لباس	۶۴	حضرت علی کی گرفتاری اور خفا کی فریاد
۹۷	رسالت پر سوسمار کی گواہی	۶۴	قیامت کے دن ملاقات
۱۰۵	سیرت، مکالمہ اخلاق اور آپ کی بعض کثیروں کے حالات	۶۵	عورت کے لیے سب سے بہتر بات
۱۰۶	علی و فاطمہ کے لیے تقسیمِ کلمہ	۶۶	مومن کے لیے تین باتیں
۱۰۶	لباس کی سادگی	۶۶	شانِ نزول آیات
۱۰۷	مکارمِ اخلاق	۷۱	لسیلۃ القدس کی تفسیر
۱۰۸	تسبیحِ فاطمہ	۷۱	اِحْدَى الْکُتُبِ کی تفسیر
۱۱۰	جنابِ فضہ اور تکلم بالقرآن	۷۳	آنحضرت کو روسِ باتوں کا اندیشہ
۱۱۳	زاہدانہ زندگی	۷۳	چار مشہور توبہ کرنے والے
۱۱۵	نبی امیہ کی عداوت	۷۳	چار صالح عورتیں
۱۱۵	پسنیدہ سبزی	۷۴	دعائے نور
۱۱۵	زیارتِ قبورِ شہداء	۷۷	تنظیمِ دختر
۱۱۶	بعضتہٴ معنی	۸۰	جنابِ فاطمہ پر درود کا ثواب
۱۱۷	بابِ پنجم - تزویج	۸۱	زہر
۱۱۷		۸۱	محمدؐ
۱۱۸		۸۲	جنر عامہ اور صحنِ فاطمہ کی تعریفیں
		۸۳	

صفحہ نمبر	عنوان مضامین احادیث و اخبار	صفحہ نمبر	عنوان مضامین احادیث و اخبار
۱۲۴	شیخین اور شادی کا پیام	۱۲۴	شیخین اور شادی کا پیام
۱۲۵	نشینین کو مایوسی	۱۲۸	نشینین کو مایوسی
۱۲۶	رشتے کی منظوری	۱۲۸	رشتے کی منظوری
۱۲۷	اگر عسلی نہ ہوتے...	۱۳۰	اگر عسلی نہ ہوتے...
۱۲۸	شادی کے لیے حکمِ خدا	۱۳۰	شادی کے لیے حکمِ خدا
۱۲۹	فضائلِ علیؑ بزبانِ محمدؐ	۱۳۰	فضائلِ علیؑ بزبانِ محمدؐ
	حدیثِ محمود	۱۳۳	حدیثِ محمود
	بھائی بھی اور داماد بھی	۱۳۴	بھائی بھی اور داماد بھی
	نسباً و صہراً کی تفسیر	۱۳۴	نسباً و صہراً کی تفسیر
	تاریخِ عقد	۱۳۷	تاریخِ عقد
	عقدِ فاطمہ آسمانوں میں	۱۳۷	عقدِ فاطمہ آسمانوں میں
	خصتی کی شان	۱۳۷	خصتی کی شان
	خصتی کا اہتمام	۱۳۷	خصتی کا اہتمام
	آسمانی طے اور جوہرِ برکت کی برچھار	۱۳۷	آسمانی طے اور جوہرِ برکت کی برچھار
	مددۃ المنتہیٰ پر عقد	۱۳۸	مددۃ المنتہیٰ پر عقد
	دعوتِ ولیمہ کا اہتمام	۱۴۱	دعوتِ ولیمہ کا اہتمام
	خصتی کے لیے گفتگو	۱۴۶	خصتی کے لیے گفتگو
	رسمِ رونمایی	۱۵۰	رسمِ رونمایی
	شادی کا احوال	۱۵۳	شادی کا احوال
	کناح کا خطبہ اور اہل کی خطبہ خوانی	۱۵۳	کناح کا خطبہ اور اہل کی خطبہ خوانی
	حضرت علیؑ اور خطبہ نکاح	۱۵۵	حضرت علیؑ اور خطبہ نکاح
	جنابِ رسولِ خدا کا خطبہ نکاح خوانی	۱۵۷	جنابِ رسولِ خدا کا خطبہ نکاح خوانی
	زیرِ پرکھی صحیح تعداد اور اختلافِ روایات		زیرِ پرکھی صحیح تعداد اور اختلافِ روایات
	مہرِ مجمل اور مہرِ جوتیل	۱۶۱	مہرِ مجمل اور مہرِ جوتیل
	حضرت علیؑ کا انعقاد	۱۶۳	حضرت علیؑ کا انعقاد
	حدیثِ فاطمہؑ زہراؑ کے ذمہ دار	۱۶۳	حدیثِ فاطمہؑ زہراؑ کے ذمہ دار
	شعیبان علیؑ کے برات نامے	۱۶۴	شعیبان علیؑ کے برات نامے
	زمین کا حضرت علیؑ سے کلام کرنا	۱۶۵	زمین کا حضرت علیؑ سے کلام کرنا
	دعائے تشکر	۱۶۶	دعائے تشکر
	علامہ مجلسی کا تنقیدی جائزہ	۱۶۷	علامہ مجلسی کا تنقیدی جائزہ
	سامانِ جہیز کی خریداری	۱۶۸	سامانِ جہیز کی خریداری
	حضرت خدیجہ کا اسارتِ ہمیں سے عہد لینا	۱۶۹	حضرت خدیجہ کا اسارتِ ہمیں سے عہد لینا
	بابِ ششم		بابِ ششم
	حضرت عسلی کے ساتھ برتاؤ	۱۷۱	حضرت عسلی کے ساتھ برتاؤ
	زمانہٴ قریش کا طعنے	۱۷۲	زمانہٴ قریش کا طعنے
	شوہر کی اطاعت کا حکم	۱۷۵	شوہر کی اطاعت کا حکم
	خیر ہی خیر	۱۷۵	خیر ہی خیر
	شکایت	۱۷۶	شکایت
	حضرت علیؑ پر دوسری عقدِ حرام ؟	۱۷۶	حضرت علیؑ پر دوسری عقدِ حرام ؟
	سورہ ہل اتی کا نزول	۱۷۷	سورہ ہل اتی کا نزول
	بابِ ہفتم		بابِ ہفتم
	آپؐ پر مظالم، شہادت	۱۷۹	آپؐ پر مظالم، شہادت
	دنیا کے پانچ گریہ کنان	۱۸۰	دنیا کے پانچ گریہ کنان
	آنحضرتؐ کا عالم نزع	۱۸۱	آنحضرتؐ کا عالم نزع
	آنحضرتؐ کی پیش گوئیاں	۱۸۳	آنحضرتؐ کی پیش گوئیاں
	بہ از رحمتِ حضورؐ کی خواب میں ملاقات	۱۸۵	بہ از رحمتِ حضورؐ کی خواب میں ملاقات
	رحلتِ رسولِ پر جنابِ فاطمہؑ کا مرتبہ اور توجہ	۱۸۷	رحلتِ رسولِ پر جنابِ فاطمہؑ کا مرتبہ اور توجہ
	ارشیہ دیگر	۱۹۱	ارشیہ دیگر
	حضرت بلالؓ سے اذان کی فرمائش	۱۹۱	حضرت بلالؓ سے اذان کی فرمائش
	شیوخِ اہلِ مدینہ کی استیجا	۱۹۲	شیوخِ اہلِ مدینہ کی استیجا
	جنابِ فاطمہؑ کا خطاب	۱۹۳	جنابِ فاطمہؑ کا خطاب
	وقتِ اعتقار کا حال	۱۹۵	وقتِ اعتقار کا حال

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۱

ولادت شکل و شمائل اور حلیہ مبارک

صفحہ نمبر	عنوان مضامین احادیث و اخبار	صفحہ نمبر	عنوان مضامین احادیث و اخبار
۲۲۷	شفاعت باب ہفتم جناب فاطمہؑ کی اولاد کا ذریت رسولؐ ہونا	۲۰۰	آپؐ کی جائے قبر کا تعین
۲۳۸	حسینیؑ رسول اللہؐ کے صلیبی فرزند ہیں	۲۰۱	فاطمہؑ کی وصیتیں
۲۳۹	کیا حسنینؑ کو فرزند ان رسولؐ کہا جاسکتا ہے	۲۰۲	جفر جانبد اور مصوفہ فاطمہؑ کیا چیز ہے؟
۲۴۱	اولاد فاطمہؑ کا ذریت رسولؐ ہونا قرآن سے ثبوت	۲۰۵	بہنیں قبر کا ارادہ اور حضرت علیؑ کا جلال
۲۴۳	بہن فاطمہؑ سے پیدا ہونے والوں کا شرف	۲۰۶	باب فاطمہؑ کا جلا یا جانا
۲۴۵	زیرین امام موشی کو الہم رساہ کی تیبہ	۲۱۱	شکم مادر میں حضرت حسنؑ کی شہادت
	باب دہم اوقاف و صدقات	۲۱۲	جناب فاطمہؑ کا مجروح ہونا
۲۴۷	نجی لم شتم اور نجی عبدالمطلب کے لیے	۲۱۳	شیشین کی ناراضگی اور تدفین
	آپؐ کا صدقہ	۲۱۸	شایان شان تدفین کی ہدایت
۲۴۷	وقف نامے کی عبارت	۲۱۹	جناب فاطمہؑ کی نماز جنازہ پڑھنے والوں کا شرف
۲۴۸	سلمانؓ کا لگایا ہوا باغ	۲۱۹	تاریخ وفات و تجہیز و تکفین
۲۳۸	جناب فاطمہؑ کے باغات کے نام	۲۲۰	وفات کے بارے میں مختلف روایات
		۲۲۱	وقت وفات آپؐ کے سن میں اختلافات
		۲۲۲	حضرت عسلی کا مرتبہ
		۲۲۲	تعمیری وصیت نامہ
		۲۲۲	اپنا سارا مال تصدق کرنے کی وصیت
		۲۲۳	عسلی ابن ابی طالب کا مرتبہ
		۲۲۵	وفات سے قبل آپؐ کی دعا
			باب ہشتم
		۲۲۷	روزِ حشر اللہ کی نظر میں جناب فاطمہؑ زہرا
			کا مرتبہ و عظمت
		۲۲۸	استقبال
		۲۳۱	داخلہ
		۲۳۳	اہلِ محشر کو آنکھیں بند کرنے کا حکم
		۲۳۳	حضرت امام حسینؑ کے مدینہ حشر میں آنا

کرتی ہے۔ یہ دختر طاہرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی بیٹی کی نسل سے ائمہ پیدا کرے گا جنہیں اللہ تعالیٰ سلسلہ وحی کے منقطع ہوجانے کے بعد میرا وحی اور اپنا خلیفہ فی الارض مقرر فرمائے گا جو میری نسل کہلائیں گے۔

بہر حال حضرت خدیجہؓ اس طرح اپنی بیٹی سے باتیں کرتی اور جی بہسلاقی رہیں تا اسینکہ وقت ولادت قریب آیا۔ آپ نے زنان قریش و بنی ہاشم کے پاس کسی کو بھیجا تاکہ زچگی کے دوران تعاون کریں۔ لیکن انہوں نے جواب دیا کہ چونکہ تم نے ہماری بات نہیں مانی اور تیمم عبد اللہ (محمدؐ) جو بالکل فقیر و مفلس ہیں اسے عقد کر لیا ہے اس لیے ہم نہیں آئیں گے اور اس کام میں ہم تمہاری مدد نہ کریں گے۔

حضرت خدیجہؓ کو اس کا بڑا دکھ ہوا اور ابھی وہ اس فکر میں بیٹھی ہوئی سوچ ہی رہی تھیں کہ آپ کے پاس چار عورتیں گندمی رنگ، دراز قد (جیسے عمو یا بنی ہاشم کی عورتیں ہوتی ہیں) آئیں۔ آپ ان اجنبی عورتوں کو دیکھ کر کچھ گھبرائیں تو ان میں سے ایک نے کہا۔ اے خدیجہؓ! گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے ہم تو تمہارے رب کی طرف سے اسی (زچگی کے) کام کے لیے آئے ہیں۔ یہ حضرت آسیہ بنت مزاحم ہیں جو جنت میں تمہاری سہیلی ہوں گی، یہ حضرت مریم بنت عمران ہیں، یہ حضرت موسیٰ کی ہمیشہ کلثوم ہیں اور میں سارا زوجہ ابراہیم ہوں۔

چنانچہ ان میں سے ایک دائیں جانب بیٹھ گئیں ایک بائیں جانب، ایک سامنے کی طرف اور ایک پشت کی جانب ہو گئیں۔ پھر حضرت فاطمہؓ طاہرہ دمطرہ کی ولادت عمل میں آئی۔ جب آپ تولد ہوئیں تو آپ کے چہرے سے ایک ایسا نور سا طبع ہوا جس کی روشنی مکہ کے ہر گھر میں پہنچی بلکہ مشرق سے مغرب تک روئے زمین پر کوئی ایسی جگہ نہ تھی جہاں اس کی روشنی نہ پہنچی ہو۔

اس کے بعد جنت سے دس حوریں آئیں، ہر ایک کے ساتھ ایک طشت اور ایک ابرق (لونا) تھا جس میں آپ کو تر بھرا ہوا تھا۔ اور وہ معظّمہ جو حضرت خدیجہؓ کے سلنے بیٹھی ہوئی تھیں انہوں نے ایک حور کے ہاتھ سے ابرق لیا اور حضرت فاطمہؓ کو آپ کو تر سے غسل دیا، پھر دو پارچے نکلے جو دودھ سے زیادہ سفید اور مشک و عنبر سے زیادہ خوشبو دار تھے، ایک پارچے میں آپ کو لپیٹ دیا اور دوسرا پارچہ بطور دوپٹے سر پر ڈال دیا، پھر ان سے کچھ بوسنے کی خواہش ظاہر کی تو حضرت فاطمہؓ نے کلمہ شہادتین زبان پر جاری کیا اور فرمایا: اشہد ان لا اله الا الله وان ابی رسول الله

① = بطنِ مادر میں گفتگو و حالاتِ ولادت

مفضل بن عمر سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا آپ مجھے اپنی جدہ ماجدہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی ولادت کا حال کچھ سنائیں گے؟

آپ نے فرمایا، ہاں سنو! جب حضرت خدیجہ صدیقہ کا عقد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا تو زنانِ مکہ نے ان معظّمہ سے تمام تر مطالبات ختم کر دیے۔ نہ ان کے پاس کوئی عورت آتی نہ آپ کو سلام کرتی، اور نہ کسی دوسری عورت کو آپ کے پاس آنے دیتیں۔ یہ صورت حال دیکھ کر حضرت خدیجہ بہت پریشان رہنے لگیں۔ ان کو سب سے زیادہ فکر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی۔

الغرض جب آپ کے بطن مبارک میں حضرت فاطمہ زہرا آئیں تو آپ اسی وقت سے اپنی والدہ گرامی کا جی بہسلانے کے لیے ان سے گفتگو کیا کرتیں اور انہیں صبر و تحمل کی تلقین کرتی تھیں۔ مگر یہ بات حضرت خدیجہؓ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں بتائی تھی۔

ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بیت الشرف میں داخل ہوئے تو آپ نے سنا کہ حضرت خدیجہؓ کسی سے باتوں میں مصروف ہیں۔

آپ نے دریافت فرمایا اے خدیجہؓ! یہاں تو بظاہر کوئی دوسرا شخص نہیں ہے پھر تم کس سے مصروف گفتگو ہو؟

انہوں نے عرض کیا، یا حضرت! یہ بچہ جو میرے شکم میں ہے اکثر مجھ سے باتیں کیا کرتا ہے جس کی وجہ سے میرا دل بہل جاتا ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا اے خدیجہؓ! اللہ تعالیٰ نے جبریل کے ذریعے سے مجھے

سید الانبیاء وان بعلى سید الاوصیاء وولدی سادة
الاسباط = (میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں ہے اور یہ کہ میرے
پدر بزرگوار اللہ کے رسول اور سید الانبیاء ہیں اور یہ کہ میرے شوہر سردار اوصیاء ہیں
اور میرے بچے (بیٹے) سردار ہیں آئندہ نسل کے (پوتوں وغیرہ کے)
اس کے بعد آپ نے ان چاروں عورتوں کو نام لے لے کر سلام کیا وہ سب
سننے لگیں۔ حوروں نے ایک دوسرے کو ولادتِ حضرت فاطمہ کی مبارکباد دی، اہل آسمان
نے بھی ایک دوسرے کو مبارکباد دی۔ پھر آسمان پر ایک ایسا نور ظاہر ہوا کہ فرشتوں اس
قسم کا نور کبھی نہ دیکھا تھا۔

الفرض ان عورتوں نے حضرت خدیجہ سے کہا اے خدیجہ بیجی، یہ آپ کی بیٹی
یا نکل طائرہ و مطہرہ ہے۔ پاک و صاف ہے اقبال مند ہے اللہ اس کو اس کی نسل میں
برکت دے گا۔ چنانچہ جناب خدیجہ نے خوش خوش انھیں لے لیا۔ چھاؤں سے لگایا اور اپنا
دودھ پلایا۔

حضرت فاطمہ ایک دن میں اتنا بڑھی تھیں جتنا عام بچے ایک ماہ میں بڑھے
ہیں۔ اور ایک ماہ میں اتنا بڑھی تھیں کہ جتنا عام بچے ایک سال میں بڑھے ہیں۔
(امالی شیخ صدوق)
• صبح الاوار میں بھی حماد سے یہی روایت مرقوم ہے۔

۲ = جناب فاطمہؑ آنیہ خوراء ہیں

امالی شیخ صدوق میں ہے کہ ہر وہی نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے
روایت کی ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا کہ جب (شبِ عراج)
مجھے آسمان پر لے جایا گیا تو جبریل نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور مجھے جنت میں لے گئے
پھر وہاں کے چند رطب مجھے دیے۔ میں نے اسے کھایا تو اس نے میرے صلب میں مخصوص
جوہر حیات کی شکل اختیار کر لی۔ جب میں زمین پر واپس آیا تو اسی مخصوص جوہر حیات سے
حضرت خدیجہ کے رحم میں حضرت فاطمہ کا حمل قرار پایا۔ فاطمہ آنیہ خوراء ہے۔ جب
میں جنت کی خوشبو سونگھا جاتا ہوں تو اپنی بیٹی فاطمہ کی خوشبو سونگھ لیتا ہوں۔
(امالی شیخ صدوق)

۳ = جناب فاطمہؑ کی تخلیق نور سے

معانی الاخبار میں ہے کہ :
سدیر صیرفی نے حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انھوں نے
اپنے آباؤں کے نام سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد
فرمایا کہ ”میسری بیٹی فاطمہ کا نور زمین و آسمان کی خلقت سے پہلے خلق ہوا۔“
کسی نے آپ سے عرض کیا، یا رسول اللہ! اس کا مطلب یہ ہے کہ پھر
جناب فاطمہ انسانی مخلوق نہیں ہیں؟

آپ نے ارشاد فرمایا، فاطمہ ایک حوراء بشلک انسانی ہے۔
اُس نے پھر عرض کیا، یا نبی اللہ! یہ حوراء انسانی شکل میں کیسے؟
آپ نے ارشاد فرمایا، عالم ارواح میں حضرت آدم کی خلقت سے پہلے
اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے نور فاطمہ کو پیدا کیا، وہ ایک عرصے تک زیرِ ساقِ عرش ایک
قبۃ نور میں رہا۔

اُس نے عرض کیا، یا نبی اللہ! وہاں پر جناب فاطمہ کی غذا کیا تھی؟
آپ نے فرمایا، تسبیح و تقدیس، تمہیل و تمجید پروردگارِ عالم۔ مگر جب
اللہ نے حضرت آدم کو پیدا کیا اور ان کے صلب سے مجھے پیدا کیا اور جاہا کہ میرے صلب سے
فاطمہ کو پیدا کرے تو اس کے نور کو جنت میں سیب کی شکل میں بنا دیا۔ وہ سیب جبریل
لیکے آئے اور بولے اے محمد! السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،
میں نے کہا، میرے دوست جبریل و عیسیٰ ورحمۃ اللہ ورحمۃ
انہوں نے کہا، اے محمد! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے۔
میں نے کہا، سلام اسی سے ہے اور اسی کی طرف بازگشت ہے۔
جبریل نے کہا، اے محمد! یہ ایک سیب ہے جو جنت سے اللہ نے آپ کے
لیے بطور تحفہ بھیجا ہے۔

میں نے وہ سیب لیکر اپنے سینے سے لگایا۔
جبریل نے کہا، یا محمد! اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اسے تناول فرمائیں
میں نے کہا بہتر پھر میں اسے کھلنے لگا تو میں نے دیکھا کہ اس میں سے ایک

جبریل نے کہا اے محمد! آپ اس کو تناول فرمئے میں توقع نہ کریں کیونکہ یہ نور
اُس (عصت آب) کا ہے جس کا نام آسمان پر منصور ہے اور زمین پر فاطمہ ہے۔
میں نے کہا اے میرے دوست جبریل! اس کا نام آسمان پر منصور اور زمین

پر فاطمہ کیوں ہے؟
جبریل نے کہا، اس کا نام زمین پر فاطمہ اس لیے ہے کہ یہ اپنے شیعوں کو جہنم
سے چھڑائے گی اور اپنے دشمنوں کو اپنی محبت سے جدا رکھے گی اور آسمان پر اس کا نام
منصورہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے **وَيُؤْتِيهِم مِّنَ الْمُؤْمِنُونَ**
بِنَضْحِ اللَّهِ يُنْضِرُ مَنْ يُشَاءُ (سورہ روم آیت ۴-۵)
ترجمہ:- (اس دن مومنین اللہ کی نصرت سے خوش ہو جائیں گے اور وہ جس کی چاہے گا نصرت
کرے گا۔)

اس کا مطلب یہ ہے کہ (اللہ کی نصرت سے مراد فاطمہ ہی) فاطمہ اپنے دوستوں
معیوں اور شیعوں کو اپنی نصرت سے خوش کریں گی۔ (معانی الاخبار)

④ = جناب فاطمہ حورا بشکل بشر ہیں

علل الشرائع میں ابن عباس
سے روایت ہے، اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ جناب رسولِ خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آئیں تو انہوں نے دیکھا کہ آپ حضرت فاطمہؓ کی خوشبو سونگھ رہے ہیں
حضرت عائشہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ ان کو کیوں سونگھ رہے ہیں،

کیا آپ ان سے بیحد محبت کرتے ہیں؟
آپ نے ارشاد فرمایا، اے عائشہ! خدا کی قسم اگر تمہیں علم ہوتا کہ مجھ سے
کیوں اس قدر محبت ہے تو تم ان سے اور زیادہ محبت کرنے لگتیں۔ سنو! جب میں معراج میں
چوتھے آسمان پر پہنچا تو جبریل نے اذان کہی میکائیل نے اقامت کہی اور مجھ سے کہا گیا کہ:
اے محمد! آگے بڑھیں (نماز پڑھائیں)

میں نے کہا اے جبریل! تمہارے ہوتے ہوئے میں آگے بڑھوں؟
انہوں نے کہا جی ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ مقررین پر اپنے انبیاء و مرسلین
کو فضیلت دی ہے اور آپ کو خصوصیت کے ساتھ فضیلت حاصل ہے۔
... ..

داہنی جانب رخ کیا تو دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جنت کے ایک باغ میں ہیں
اور فرشتوں کی ایک جماعت اُن کے گروہ ہے

پھر میں پانچویں آسمان پر گیا اور وہاں سے چھٹے آسمان پر پہنچا تو آواز آئی
”اے محمد! تمہارے جد ابراہیم کتنے لہجے جہیں اور تمہارے بھائی علیؑ
کتنے لہجے بھائی ہیں۔“

اس کے بعد جب میں حجابوں تک پہنچا تو جبریل نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے
جنت میں لے گئے۔ وہاں میں نے دیکھا کہ نور کا ایک درخت ہے جس کے نیچے دوزشتے
خُٹے اور زیورات تیار کر رہے ہیں۔

میں نے پوچھا اے اخی جبریل! یہ درخت کس کے لیے ہے؟
انہوں نے کہا، یہ درخت آپ کے اخی (علی بن ابی طالب) کے لیے ہے
اور یہ دونوں فرشتے قیامت تک اُن کے لیے خُٹے اور زیورات تیار کرتے رہیں گے۔

پھر میں وہاں سے آگے بڑھا تو ایک رُطب (رخما) کا درخت دیکھا، میں
نے ایک رُطب توڑ کر کھایا تو ذائقہ میں انتہائی لذیذ، خوشبودار، شہد سے زیادہ شیریں
اور کھن سے زیادہ نرم تھا۔ وہ رُطب جو ہر حیات بن کر میرے صلب میں منتقل ہو گیا۔ جب
میں زمین پر واپس آیا تو اسی جوہر حیات سے خدیجہ کے رحم میں فاطمہ کا حمل قرار پایا اسلئے
فاطمہ حوراء الانسیہ ہے۔ جب میں جنت کی خوشبو کا مشاقق ہوتا تو فاطمہ کی
خوشبو سونگھ لیتا ہوں۔ (علل الشرائع)

ابن ابی بلبیہ قحس کی کتاب "مولد فاطمہ سلام اللہ علیہا" میں اسماء بنت
عمیس سے روایت ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہؓ کے کسی بچے کی ولادت کے
موقع پر میں نے اُن کی دیکھ بھال کی، مگر میں ان کو حالتِ نفاس میں نہیں دیکھا تو
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تذکرہ کیا۔

آپ نے فرمایا دراصل میری بیٹی فاطمہؓ زہرا حور ہے جو بشکلِ انسان
پیدا ہوئی ہے۔

⑤ = آپ کا حلیہ مبارک

مناقب میں انس ابن مالک سے روایت
ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں نے اپنی والدہ سے پوچھا کہ حضرت فاطمہؓ شکل و شمائل میں کیسی
... ..

انہوں نے کہا کہ آپ کا رنگ انتہائی صاف اور گودا تھا، گویا چودھویں رات کا چاند۔ نقاب کے اندر جیسے بادل کے اندر آفتاب۔
 جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں جب حضرت فاطمہؑ کو چلتے ہوئے دیکھتا تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفتار یاد آجاتی تھی۔ آپ بھی چلنے میں کبھی دائیں جانب مائل ہوتیں کبھی بائیں جانب۔

۶۔ آپ کی ولادت و وفات

① حضرت فاطمہؑ بعثت نبویؐ کے پانچ سال اور معراج کے تین سال بعد جمادی الآخر میں تولد ہوئیں۔ اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ مکہ میں آٹھ سال رہیں۔ پھر آنحضرتؐ کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ آئیں اور دو سال (ہجرت کے) بعد مکہ کی طرف لوٹے اور بعض روایات کے مطابق چھ ذی الحجہ کو حضرت علیؑ سے آپ کا عقد ہوا۔ روایت میں یہ بھی ہے کہ جنگ بدر کے بعد بروز شنبہ ۶ ذی الحجہ کو آپ کی رخصت ہوئی۔ اور جب آنحضرتؐ کی وفات ہوئی تو آپ کی عمر اٹھارہ سال سات ماہ تھی۔ حضرت امام حسنؑ کی ولادت کے وقت آپ کی عمر بارہ سال تھی۔

② کشف الغم میں مرقوم ہے کہ ابن خثاب نے اپنے شیوخ سے اور انہوں نے حضرت ابو جعفر محمد بن علیؑ سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا اظہار نبوت اور نزول وحی کے پانچ سال بعد تولد ہوئیں۔ جب کہ قریش کے لوگ خانہ کعبہ کی تعمیر میں مصروف تھے اور وقت وفات آپ کی عمر اٹھارہ سال پچھتر دن کی تھی۔

ایک روایت میں ہے کہ وقت وفات آپ کی عمر اٹھارہ سال ایک ماہ پندرہ دن تھی۔ آپ اپنے پدر گرامی کے ساتھ مکہ میں آٹھ سال رہیں۔ پھر آپ کے ساتھ وہاں سے ہجرت کر کے مدینہ آئیں اور وہاں آنحضرتؐ کے ساتھ دس سال رہیں۔ اس طرح آپ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ آپ اپنے پدر عالیقدر کی وفات کے بعد حضرت علیؑ سے ملاقات کی اور ساتھ پچھتر دن زندہ رہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ صرف چالیس دن زندہ رہیں۔
 ③ ذریعہ کا قول ہے کہ میں کہتا ہوں کہ مندرجہ بالا روایت کی بنا پر حضرت

تین سال بعد جب آپ گیارہ سال کی تھیں تو حضرت امام حسن علیہ السلام تولد ہوئے۔
 ④ روضۃ الواعظین میں مرقوم ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا بعثت نبویؐ کے پانچ سال بعد اور واقعہ معراج کے تین سال بعد تولد ہوئیں۔

آپ ہیکے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آٹھ سال رہیں۔ اس کے بعد آنحضرتؐ کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آگئیں اور مدینہ آنے کے ایک سال بعد حضرت علیؑ سے آپ کا عقد ہوا اور آنحضرتؐ کی وفات کے وقت حضرت فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ اپنے پدر بزرگوار کی رحلت کے بعد آپ صرف بہتر دن زندہ رہیں۔ (روضۃ الواعظین)

⑤ کافی میں مرقوم ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا بعثت نبویؐ کے پانچ سال بعد تولد ہوئیں۔ اور وقت وفات آپ کی عمر اٹھارہ سال پچھتر دن تھی۔ اپنے پدر بزرگوار کی وفات کے بعد آپ صرف پچھتر دن زندہ رہیں۔ (کافی)

⑥ شیخ مفید علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب "حدائق الریاض" میں تحریر فرمایا ہے کہ بعثت جناب سرور کائنات کے دو سال بعد حضرت سیدہ فاطمہؑ زہرا صلوات اللہ علیہا میں جمادی الآخر کو تولد ہوئیں۔

⑦ کتاب کافی میں حبیب بھستانی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت فاطمہؑ زہرا صلوات اللہ علیہا بعثت نبویؐ کے پانچ سال بعد تولد ہوئیں اور اٹھارہ سال پچھتر دن کی عمر میں آپ نے وفات پائی۔ (کتاب کافی)

⑧ مصابحین میں ہے کہ بعثت سرور کائنات سے دو سال بعد ۲ جمادی الآخر بروز جمعہ حضرت فاطمہؑ زہرا صلوات اللہ علیہا کی ولادت ہوئی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ بعثت سے پانچ سال بعد آپ کی ولادت ہوئی اور عامہ کی روایت ہے کہ بعثت سے پانچ سال پہلے آپ کی ولادت ہوئی۔ (مصباحین)

⑨ محمد بن جریر طبری کی کتاب "دلائل الامت" میں مرقوم ہے کہ: ابو بصیر نے حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر ۴۵ سال تھی حضرت فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا ماہ جمادی الآخر میں تولد ہوئیں۔ آپ کا قیام مکہ میں آٹھ سال اور مدینہ میں دس سال رہا اور بعد وفات پیغمبر اکرمؐ صرف پچھتر دن زندہ رہیں اور اپنے

۳ جمادی الاول الاخر المسلمہ روزِ شنبہ رحلت فرمائی۔

نقشِ خاتم

سرورِ کائنات سے دو سال قبل ۲۰ جمادی الآخر بروز جمعہ حضرت فاطمہ زہرا کی ولادت ہوئی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ بعثت سے پانچ سال بعد آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ کا نقشِ خاتم امن المتوکلوت تھا۔ آپ کی دربان و کیزر فتنہ تھیں۔

تاریخ ولادت منالین کی روایات میں

بعض منالین نے اپنی کتابوں میں اپنے اسناد کے ساتھ تحریر کیا ہے کہ عبد اللہ بن محمد بن سلیمان ہاشمی نے اپنے باپ سے اور اس نے اس کے دادا سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا اس وقت پیدا ہوئیں جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر اکتالیس سال تھی۔ محمد بن اسحاق کا خیال ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا کی ولادت آنحضرت پر وحی نازل ہونے سے پہلے ہوئی اور اسی طرح آنحضرت کی بطن جناب خدیجہ سے ساری اولاد کا بھی قبیلہ نزولِ وحی پیدا ہوئیں۔ اور حافظ ابو منصور دہلی کی دونوں روایات کی بناء پر، نیز کتابِ معرفۃ الصحاہ میں ابی علی حداد کی حافظ ابو نعیم سے روایت کی بناء پر یہ ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا ازروئے بن دختران رسول میں سب سے چھوٹی تھیں۔ یہ اس وقت پیدا ہوئیں جب قریش خانہ کعبہ کی تعمیر میں مصروف تھے۔ اور اس سے پہلے آپ کی کنیت اُمّ آسماء تھی۔ ابو الفرج اصفہانی نے اپنی کتاب مقاتل الطالبین میں تحریر کیا ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی ولادت باسعادت جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل اس وقت ہوئی جب اہل قریش تعمیر کعبہ میں مصروف تھے اور آنحضرت کے مدینہ آنے اور غزوہ بدر سے واپسی کے بعد آپ کا عقد حضرت علی علیہ السلام سے اس کے بعد ہوا۔ (مشاہدہ سال تھی۔)

یہ روایت حسن بن علی نے حارث سے اس نے ابن سعد سے اس نے داؤد دی سے اس نے ابو بکر بن عبد اللہ بن ابی سبرہ سے انھوں نے اسحاق بن عبد اللہ ابو فروہ سے اس نے جعفر بن محمد بن علی علیہ السلام سے کی ہے۔

(موفتہ الصحاہ - مقاتل الطالبین)

۹۔ آپ تربیت یافتہ تھیں

دلائل امامت میں ابن عباس سے یہ بھی روایت ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ایک دن میں اتنی بڑی ہو جاتی تھیں جتنے عام بچے ایک ہفتہ میں بڑھتے ہیں اور ایک ہفتہ میں اتنی بڑی ہو جاتی تھیں جتنا عام بچے ایک ماہ میں، اور ایک ماہ میں اتنی بڑی ہو جاتی تھیں جتنا عام بچے ایک سال میں بڑھتے ہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے، وہاں مسجد تعمیر کی گئی، اہل مدینہ آپ سے مانوس ہو گئے، آپ کا کلمہ بلند ہوا، آپ کے قدموں کی برکت کو لوگوں نے محسوس کیا۔ دور دور سے سوار ہو کر لوگ آنے لگے، ایمان کا ظہور ہوا۔ قرآن کا درس شروع ہوا، عرب کے امراء و شرفاء کے نامہ و پیام آنے لگے۔ سردارانِ قبلہ اور اکابرِ قوم آپ کی تلوار سے ڈرنے لگے۔ تو حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے ساتھ حضرت فاطمہ زہرا اور جابر بن عبد اللہ کی عورتیں جن میں حضرت عائشہ بھی تھیں، مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ام ابی ایوب انصاری کے گھر رہنے لگیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مدینہ میں آکر سب سے پہلے حضرت سوہ سے عقد کیا تو حضرت فاطمہ زہرا بھی حضرت سوہ کے پاس منتقل ہو گئیں، پھر آپ نے حضرت ام سلمہ سے دوسرا عقد کیا، چنانچہ وہ خود فرماتی تھیں کہ آنحضرت نے مجھ سے عقد کے بعد اپنی بیٹی کو میرے سپرد فرمایا۔ میں نے انہیں ادب سکھانا چاہا، مگر خدا کی قسم فاطمہ تو مجھ سے بھی زیادہ مؤدب تھیں اور تمام باتیں مجھ سے بہتر جانتی تھیں۔ (دلائل امامت طبری)

۱۰۔ حضرت فاطمہ اور علم ماکان وما یکون

عیون المعجزات میں مرقوم ہے کہ حضرت سلمان نے حضرت عمار سے روایت کی ہے۔ حضرت سلمان کا بیان ہے کہ ایک دن عمار نے مجھ سے کہا کہ کیا میں تم کو ایک عجیب بات بتاؤں؟

میں نے کہا، ہاں، اے عمار بتاؤ کیا بات ہے؟
 عمار نے کہا، میں شاہد ہوں کہ ایک مرتبہ حضرت علیؑ سلام حضرت فاطمہؑ
 کے پاس پہنچے۔ جب ان منظر نے دیکھا، تو آواز دی، میرے قریب آئیے، میں آپ کو بتاؤں
 گی کہ اب تک کیا ہو چکا ہے اور قیامت تک کیا ہونے والا ہے؟
 عمار کا بیان ہے کہ یہ سن کر حضرت علیؑ سلام فوراً ہی واپس ہوئے اور
 میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ آپ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے
 تو آنحضرت نے فرمایا، اے ابوالحسن! قریب آ جاؤ۔

آپ قریب گئے اور جب مطمئن ہو کر بیٹھ گئے تو:

آنحضرت نے فرمایا، تم کیوں آئے ہو؟ یہ میں بتاؤں یا تم بتاؤ گے؟
 حضرت علیؑ سلام نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ کا بیان کرنا تو سب
 سے عمدہ و بہتر ہے۔

آنحضرت نے فرمایا، تم فاطمہ کے پاس گئے تھے اور انہوں نے تم سے اس طرح
 بیان کیا، تم وہاں سے واپس پلٹ کر یہاں آ گئے۔

حضرت علیؑ سلام نے عرض کیا کہ کیا فاطمہ بھی اسی نور سے ہیں جس سے ہم ہیں؟
 آنحضرت نے ارشاد فرمایا، اے علی! کیا تمہیں اس کا علم نہیں ہے؟
 یہ سن کر حضرت علیؑ نے سجدہ شکر ادا کیا۔

عمار کا بیان ہے کہ پھر حضرت علیؑ وہاں سے حضرت فاطمہ کے پاس تشریف
 لے گئے، میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔

حضرت فاطمہ نے فرمایا، ابھی آپ میرے بابا کے پاس گئے تھے اور جو کچھ میں نے
 آپ سے کہا تھا اس کی اطلاع آپ نے بابا کو دی؟

حضرت علیؑ نے فرمایا، ہاں، اے فاطمہ! ایسا ہی ہوا تھا۔

پھر حضرت فاطمہ نے فرمایا، اے ابوالحسن! سنئے، اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو خلق
 فرمایا جو خدائے ذوالجلال کی تسبیح میں معروف رہا، پھر اللہ نے اس نور کو جنت کے ایک درخت
 میں ودیعت فرمادیا اور شجر پر نور بن گیا۔ جب میرے پدر بزرگوار شب معراج جنت کی سیر کو تشریف لے
 گئے تو اللہ نے ان پر وہی کی کہ اس شجر کے پاس جاؤ اور اس کا پھل توڑ کر کھاؤ۔ آپ نے ایسا ہی کیا۔ اس
 کے ذریعہ سے اللہ نے میرے نور کو صلب پدر میں منتقل فرمادیا، پھر وہ نور میری مادری لہی کے رحم میں منتقل ہوا اور پھر
 میری ولادت ہوئی، اے ابوالحسن! مجھے بھی علم ماکان دیا کیوں ہے اور میں تو اللہ کے عطا کردہ نور سے دکھتا ہوں۔
 (صحیح بخاری، ج ۱، ص ۱۸۷)

آپ کے اسماء مبارکہ اور بعض فضائل

① = اسماء مبارکہ اور کنیت

یونس بن ظبیان نے حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے نو نام منتخب فرمائے ہیں: یعنی: فاطمہ صدیقہ مبارکہ۔ طاہرہ۔ زکیہ۔ راضیہ۔ مرضیہ۔ محمدہ اور زہرا۔

② = کنیت اور نام

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی کنیت اُمّ الحسن، اُمّ الحسین، اُمّ الامتہ، اُمّ الحسن، اُمّ ابیہا۔ ہیں اور ابو جعفر قتی کے بیان کے مطابق آپ کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہے فاطمہ، البتول، الحصان، الحمرة، السیدہ، العذراء، الخوراء، المبارکہ، الطاہرہ، الزکیہ، الرضیہ، المرضیہ، المحدثہ، مریم الکبریٰ الصدیقہ الکبریٰ نیز: آسمان پر آپ کو۔ ثوریہ، سادیہ اور حاتیہ کے اسماء سے یاد کیا جاتا ہے۔ (مناقب ابو شہر آشوب)

③ = وجہ تسمیہ فاطمہ

① یونس بن ظبیان : حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک بار یونس بن ظبیان سے دریافت فرمایا: تمہیں معلوم ہے کہ فاطمہ کا کیا مطلب ہے؟ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا 'مولا! آپ ہی ارشاد فرمائیں؟' آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کا مطلب یہ کہ ہر بُرائی اور شر سے دور رکھی جانے والی۔ اور یہی وجہ ہے کہ آپ کے عقد کے لیے حضرت علی امیر المؤمنین جیسی مقدس اوصاف کا انتخاب کیا گیا۔ آپ کے علاوہ اولین و آخرین میں از آدم تا قیامت

جناب فاطمہ کا کوئی کفو اور ہمسر نہ ملتا۔ (اعلیٰ شرح صدوق، علی الشرائع الخصال) کتاب دلائل الامامہ طبری میں بھی صدوق علیہ الرحمہ سے یہی روایت نقل کی گئی ہے۔ (دلائل الامامہ طبری)

② خلیفہ منصور :

خلیفہ منصور نے اپنے باپ سے اور اُس نے اُس کے دادا سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ابن عباس نے معاویہ سے کہا: تمہیں معلوم ہے کہ جناب فاطمہ کا نام فاطمہ کیوں رکھا گیا؟ اُس نے کہا: نہیں۔

ابن عباس نے کہا: اس لیے کہ وہ اور ان کے دو ستار جہنم سے بالکل الگ رکھے گئے ہیں اور یہ بات میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے۔ (عیون اخبار الرضا)

③ حضرت امام رضاؑ

حضرت امام رضا علیہ السلام نے اپنے آباؤ کے کلام سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنی بیٹی کا نام فاطمہ اس لیے رکھا ہے کہ اللہ نے اُس کو اور اُس کے دوستوں کو جہنم سے بالکل جدا رکھا ہے۔ (عیون اخبار الرضا)

صحیفہ الرضا میں بھی حضرت امام رضا علیہ السلام کی اپنے آباؤ کے کلام سے یہی روایت مرقوم ہے۔

④ یزید بن عبد الملک

یزید بن عبد الملک نے حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی ولادت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیبا مبارک پیشین فرمادیا جس کی وجہ سے آپ نے اپنی بیٹی کا نام فاطمہ رکھا اور فرمایا کہ لے فاطمہ! میں نے تجھے علم دے کر جس سے چھڑا دیا، طہارت دے کر جس سے دور رکھا۔

حضرت امام ابو جعفر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پھر خدا کی قسم اللہ نے حضرت فاطمہ کو اتنا علم عطا فرمادیا کہ وہ جہالت کے کہیں پاس بھی نہ گئیں اور ظاہری و باطنی نجاسات سے دور رکھا۔ (عیون اخبار الرضا)

• مصباح الانوار میں بھی اسی کے مثل روایت ہے
 • ابو ہریرہ سے بھی یہی روایت مرقوم ہے (معانی الاخبار - عيون اخبار الرضا)

حضرات جعفر بن محمد

⑤ حضرت جعفر بن محمد بن علی علیہ السلام نے اپنے
 پدر بزرگوار سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی
 سے فرمایا: اے فاطمہ! تمہیں معلوم ہے کہ تمہارا نام فاطمہ کیوں رکھا گیا ہے؟
 حضرت علی علیہ السلام نے (جو وہیں موجود تھے) عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ
 ارشاد فرمائیے کہ ان کا نام فاطمہ کیوں رکھا گیا ہے؟
 آپ نے ارشاد فرمایا: اس لیے کہ یہ اور ان کے دوست اور جنم سے لائق ہیں۔
 (عیون اخبار الرضا)

امالی شیخ مفید میں بھی حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے ایسی ہی روایت
 منقول ہے۔

محمد بن مسلم ثقفی

⑥ مرن مسلم ثقفی کی روایت ہے کہ میں نے حضرت
 ابو جعفر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا: آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت فاطمہ زہراؑ دروازہ
 جہنم پر کھڑی رہیں گی۔ جب قیامت کے دن ہر شخص کی پیشانی پر لکھ دیا جائے گا یہ مومن اور یہ
 کافر ہے۔ اور آپ کے کسی حبیب کے لیے اس کے گناہوں کی کثرت کی وجہ سے یہ حکم ہو گا کہ
 اسے لے جاؤ جہنم میں۔ جب وہ دروازہ جہنم پر پہنچے گا تو آپ اس کی پیشانی پر لکھا ہوا پڑھ
 کر اللہ سے عرض کریں گی۔

اے میرے پروردگار! اے میرے مالک! تو نے تو میرا نام فاطمہ رکھا ہے اور
 میری وجہ سے تو نے میرے محبوبوں اور میری ذریت کے محبوبوں کو جہنم سے نجات کا وعدہ
 فرمایا ہے اور تیرا وعدہ حق ہے تو مجھے اپنے وعدے کی مخالفت نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: اے فاطمہ! تم نے سچ کہا، بیشک میں نے ہی
 تمہارا نام فاطمہ رکھا اور تمہاری وجہ سے میں نے تمہارے محبوبوں اور تمہاری ذریت کے
 محبوبوں کو جہنم سے نجات دینے کا وعدہ کیا ہے اور واقعاً میرا وعدہ سچا ہے میں کبھی بھی اپنے
 وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ میں نے تو اپنے اس بندے کو جہنم کی طرف اس لیے بھیجا ہے

اور رسول نیز اہل موقف دیکھ لیں کہ میرے نزدیک تمہاری قدر و منزلت کیا ہے۔ اچھا اب
 جس شخص کی پیشانی پر تم مومن لکھا ہو اور لکھو اسے اپنے ساتھ لیاؤ اور جنت میں داخل کر دو۔
 (عیون اخبار الرضا)

کلبی

④ کلبی نے حضرت امام جعفر صادق بن محمد علیہ السلام سے روایت
 کی ہے۔ آپ کا بیان ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام
 سے ارشاد فرمایا کہ اے علی! تم جانتے ہو کہ فاطمہ کا نام فاطمہ کیوں رکھا گیا ہے؟
 حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا: آپ ہی ارشاد فرمائیے۔
 آنحضرت نے ارشاد فرمایا: اس لیے کہ یہ اور ان کے شیعہ جہنم سے بالکل بری ہیں۔
 (ربانہ ابن بطلہ، کتاب مولانا فاطمہ ابن بابویہ - شرف النبی خروشی)

ابو ہریرہ

④ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ
 حضرت فاطمہ کا نام فاطمہ اس لیے رکھا گیا کہ جو ان سے محبت کرے گا وہ جہنم سے
 چھوٹ جائے گا۔
 (تاریخ ابوعلی سہلی)

جابر ابن عبد اللہ انصاری

④ جابر ابن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ
 نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری بیٹی کا نام فاطمہ اس لیے رکھا گیا کہ
 یہ اور اس سے محبت کرنے والے جہنم سے بری ہیں۔
 (فردوس الاخبار شیرازی)

ایک نئی وجہ

④ عبد اللہ بن حسن بن حسن سے روایت ہے۔ ان کا بیان
 ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو الحسن علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: تمہیں معلوم ہے کہ میری جڑہ ماجرا
 جناب فاطمہ کا نام فاطمہ کیوں رکھا گیا ہے؟
 میں نے عرض کیا: اس لیے تاکہ اس نام میں اور دیگر اسماء کے درمیان فرق
 آپ نے فرمایا مگر یہ بھی تو مجھلا اسماء ہی ہے۔ اچھا سنو! میں بتاؤں اس کی
 وجہ کیا ہے۔ دراصل یہ نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی واقعہ کے ہونے سے
 پہلے ہی علم ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 (میر جناب خدیجہ) مختلف قبائل کی عورتوں سے عقد کریں گے۔ اور ہر وہ لوگ جن کی پیشانی

آپ کے عقد میں آئیں گی، آپ کے بعد آپ کی نیابت پر وراثتاً قابض ہونے کی طمع کریں گی۔ اس لیے جب حضرت فاطمہؑ کی ولادت ہوئی تو اللہ نے ان کا نام فاطمہ رکھا اور نیابت و وراثت ان کی اولاد میں قرار دی، جناب فاطمہؑ کے وجود سے ایسے تمام لوگوں کی حرص و طمع منقطع ہو گئی۔

(عیون اخبار الرضا)

⑩ محمد بن علی بن حسین بن زین

محمد بن علی بن حسین بن زین نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے اور آپ نے اپنے آباؤ اجداد سے اور انھوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے، آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا، آپ فرماتے تھے کہ حضرت فاطمہؑ کا نام فاطمہؑ اس لیے رکھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کے شیعوں کو جہنم سے لالعلق کر دیا ہے وہ اس ایمان و توحید کے ساتھ جو میں سیکر آیا ہوں اللہ سے ملاقات کریں گے۔

⑪ وجہ تسمیہ زہرا

① ابان بن تغلب

ابان بن تغلب سے روایت ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابو عبد اللہ جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ فرزند رسول (آپ کی جدہ ماجدہ) جناب زہرا کا نام زہرا کیوں رکھا گیا؟ آپ نے ارشاد فرمایا، اس لیے رکھا گیا کہ آپ دن میں تین باجیناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے لیے اپنی نورانیت کا اظہار فرمایا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ صبح کے وقت جبکہ ابھی لوگ اپنے بستروں پر ہوتے تو آپ کے چہرہ انور سے ایسا نور ساطع ہوتا، جس کی ضیا لوگوں کے گھروں کے اندر پہنچتی اور گھروں کی دیواریں دمک اٹھتیں، لوگوں کو حیرت ہوتی اور لوگ دوڑے ہوئے جناب رسول اللہ کے پاس پہنچتے اور پوچھتے کہ یا رسول اللہ! یہ کیسی روشنی ہے؟ آپ انھیں حضرت فاطمہؑ کے بیت الشرف بھیج دیتے۔ وہ لوگ یہاں آتے اور اگر دریافت کرنے تو معلوم ہوتا کہ جناب فاطمہؑ زہرا بنت رسول محراب عبادت میں بھی ہوتی محو نماز ہیں اور آپ کے چہرہ انور سے نور ساطع ہو رہا ہے۔ تب ان کی سمجھ میں آتا کہ وہ نور محمدی

پھر جب ظہر کا وقت آتا اور تکب نماز کے لیے کھڑی ہوتیں تو ایک بسنتی نور آپ کے چہرے سے ساطع ہوتا جب یہ روشنی لوگوں کے گھروں میں پہنچتی تو لوگوں کے کپڑے اور ان جسم بھی زرد نظر آنے لگتے۔ پھر وہ لوگ دوڑے ہوئے جناب رسول اللہ کی خدمت میں آتے اور دریافت کرتے یا رسول! ایسی روشنی کیسی ہے؟ آپ انھیں پھر خانہ جناب زہرا کی طرف بھیج دیتے، وہ لوگ یہاں آ کر دیکھتے کہ جناب فاطمہؑ زہرا کے محراب عبادت سے نور ساطع ہے لوگ سمجھ جاتے کہ یہ نور آپ کے چہرے کا ہے جس سے ہمارے کپڑے وغیرہ بسنتی نظر آتے ہیں۔

اس کے بعد جب آفتاب غروب ہو جاتا تو آپ کے چہرے کا رنگ خوشی اور شکر خدا میں سرخ ہو جاتا جس کی وجہ سے لوگوں کے گھروں میں روشنی پھیل جاتی لوگ پھر شجب ہو کر جناب رسول اللہ کی خدمت میں پہنچ کر دریافت کرتے کہ یا رسول! یہ سرخ روشنی کہاں سے آ رہی ہے؟

آپ انھیں پھر جناب فاطمہؑ کے بیت الشرف کی طرف بھیج دیتے۔ یہ لوگ وہاں آ کر دیکھتے کہ یہ نور آپ کے بیت الشرف کا محراب عبادت سے ساطع ہے تو معلوم ہو جاتا کہ آپ نماز ادا کر رہی ہیں۔ وہ لوگ سمجھ جاتے کہ ہمارے گھروں میں جو سرخ روشنی نظر آ رہی ہے وہ آپ ہی کے چہرے کے نور کا عکس ہے۔

چنانچہ جناب فاطمہؑ زہرا کے چہرے کے نور کی یہی کیفیت حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت تک رہی۔ اس کے بعد وہ نور ہمارے چہروں کی طرف منتقل ہو گیا۔ قیامت تک ہم ائمہ اہل بیت سے ایک امام کے بعد دوسرے امام کو یہ نور منتقل ہوتا رہے گا۔ (عیون اخبار الرضا)

② حضرت سلمان فارسی

ارشاد القلوب میں یہ روایت مرفوعاً حضرت سلمان فارسی سے مرقوم ہے۔ آپ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں مسجد نبوی میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ کے چچا عباس بن عبد المطلب مسجد میں داخل ہوئے اور انھوں نے آنحضرتؐ کو سلام کیا۔ آنحضرتؐ نے جواب سلام دیا اور خوش آمدید بھی کہا۔ عباس بن عبد المطلب نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ہم سب ایک ہی خاندان کے افراد ہیں ہم سب کے جدِ اعلیٰ ہی ایک ہی ہیں پھر حضرت علیؑ کو ہم سب پر فضیلت کیوں ہے؟ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا اے چچا جان! اللہ تعالیٰ نے مجھے اور علیؑ (مکان نور) کو

اُس وقت پیدا کیا جب نہ زمین تھی نہ آسمان، نہ جنت تھی نہ جہنم، نہ لوح تھی نہ قلم۔
 پھر جب اللہ نے ہمارے لور کی تخلیق کا ارادہ فرمایا تو لب قدرت سے ایک کلمہ جاری ہوا جو نور بن گیا، پھر دوسرا کلمہ جاری ہوا وہ روح بن گیا، بعد ان دونوں کو مخلوق ہونے کا حکم ہوا تو وہ دونوں ایک جان ہو گئے، پھر وہ ایک جان شدہ نور اور روح میں اور علیٰ خلق کیے گئے۔ میرے نور کی صورت سے عرش کا نور پیدا کیا، اس لیے میں عرش پر بھی فضیلت مآب ہوں اور علیٰ کے نور کی ضیاء سے آسمانوں کے انوار کو خلق فرمایا، اس لیے علیٰ بھی تمام سموات سے بزرگ و برتر ہیں، پھر حسن کے نور سے آفتاب کے نور کو اور حسین کے نور سے قمر کے نور کو پیدا کیا اس لیے یہ دونوں شمس و قمر سے بالا و اعلیٰ ہیں۔ پھر ملائکہ ہمارے انوار کو دیکھ کر کہنے لگے کہ سبحان اللہ کس قدر مکرم ہیں یہ انوار اللہ کے نزدیک۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو آزمانا چاہا تو ایک سیاہ بادل بھیج دیا جس کی وجہ سے ہر طرف ایسا اندھیرا چھا گیا کہ انھیں قریب کی بھی کوئی چیز نظر نہ آتی تھی تو انھوں نے بارگاہ الہی میں دعا کی: اے ہمارے اللہ اور اے ہمارے مالک! جب سے تو نے ہمیں پیدا کیا ہے ہم نے کبھی ایسی ظلمت اور تاریکی نہیں دیکھی تھی ان ہی انوارِ مکرم کا واسطہ اس اندھیرے وظلمت کو دور فرما دے۔

خان کا ارشاد ہوا، ہاں ہاں ہم ضرور ایسا کریں گے، پھر فوراً ہی اللہ تعالیٰ نے میری بیٹی فاطمہ زہرا کے نور کو پیدا کیا اور اسے قندیل کی طرح گوشوارہ عرش میں آویزاں کر دیا جس کی روشنی سے تمام آسمان اور تمام زمینیں جگمگا اٹھیں، اسی لیے فاطمہ کو زہرا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

نور فاطمہ کو دیکھ کر ملائکہ پھر تسبیح و تقدیس کر دگاریں مشغول ہو گئے، تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، میں اپنے عزت و جلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تمھاری اس تقدیر و تسبیح کا ثواب فاطمہ، اس کے پدر بزرگوار، اس کے شوہر نامدار اور اس کی اولاد کے محبوبوں کو عطا کروں گا۔

حضرت سلمان کا بیان ہے کہ یہ سن کر جب عباس ابن عبدالمطلب بارگاہ رسالت سے نکلے تو علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے ملاقات ہو گئی۔
 عباس ابن عبدالمطلب نے انھیں گلے لگایا، پیشانی کو بوسہ دیا اور بولے اہلبیت میں سے آپ عترتِ معظنہ پر میرے ماں باپ قربان ہو جائیں، آپ حضرت اللہ کے نزدیک کتنے مکرم و محترم ہیں۔

۳) جناب جابر

جابر نے حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ ایک دن میں نے آنجناب سے دریافت کیا کہ آپ کی جدہ ماجدہ (حضرت فاطمہ زہرا کا نام زہرا کیوں رکھا گیا؟
 آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اُن معظّمہ کو اپنے نور کی عظمت سے خلق فرمایا، جب آپ کے نور کی ضیاء آسمانوں اور زمینوں میں پھیلی تو ملائکہ کی آنکھیں خیرہ ہونے لگیں اور وہ سر بہ سجود ہو کر کہنے لگے، اے پروردگار! اے ہمارے مالک! یہ نور کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اُن پر وحی فرمائی کہ یہ نور میرے ہی نور کی عظمت سے پیدا ہوا ہے اس کو میں نے اپنے ہی آسمان میں رکھا جس کو میں اپنے انبیاء میں سب سے باعظمت نبی کے حلب میں ودیعت فرما کر ظاہر کروں گا، پھر اس سے ایسے انوار پیدا کروں گا جو اہل زمین پر میری تمام تر مخلوقات میں افضل ہونگے اور میرے دین حق کی طرف لاگوں کی ہدایت کریں گے۔ اور سلسلہ وحی کے ختم ہو جانے کے بعد وہی انوار ائمہ میرے خلیفہ اور میرے دین کے محافظ ہوں گے۔

(عیون اخبار الرضا)

• مصباح الانوار میں حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے اسی کے مثل روایت رقم ہے۔

۴) ابن عمّار

ابن عمّار نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کا نام زہرا کیوں رکھا گیا؟

آپ نے ارشاد فرمایا، جب آپ مہراب عبادت میں کھڑی ہوتی تھیں تو آپ کا نور اہل آسمان کے لیے اس طرح چمکتا تھا جیسے اہل زمین کے لیے ستارے چمکتے ہیں۔ (عیون اخبار الرضا)

۵) ابو ہاشم عسکری

ابو ہاشم عسکری کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے دریافت کیا کہ حضرت فاطمہ کا نام زہرا کیوں رکھا گیا؟

آپ نے فرمایا: آپ کا چہرہ نور حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے لیے چمکتا تھا۔ صبح کے وقت چمکتے ہوئے آفتاب کے مانند، دوپہر کے وقت روشن چاند کے مانند اور غروب آفتاب کے وقت کوکبِ دُری کے مانند چمکتا تھا۔

۶) حسن بن سید

امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ حضرت فاطمہ کا نام زہرا کیوں رکھا گیا؟ آپ نے فرمایا، جنت میں ان معطرہ کی ملکیت یا قوت سرخ کا بنا ہوا ایک قبہ ہے جو فضا میں (یعنی سال کی مسافت پر) بلند ہے وہ قدرت خدا نے جہاد سے متعلق ہے، نہ اوپر کسی چیز سے لٹکا ہوا ہے اور نہ نیچے کسی ستون پر رکھا ہوا ہے۔ اس قبہ کے ایک لاکھ دروازے ہیں ہر دروازے پر ایک ہزار فرشتے منتعین ہیں اور جس طرح تم لوگ آسمان میں ستارہ زہرہ کو دیکھتے ہو اسی طرح فرشتے اس قبہ کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ یہ زہرا حضرت فاطمہ کیلئے ہے۔

⑤ وجہ تسمیہ بتول

① ابو صالح مؤذن

ابو صالح مؤذن نے اپنی کتاب اربعین میں تحریر کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ: اے اللہ کے برگزیدہ رسول! بتول سے کیا مراد ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا، بتول اُس عورت کو کہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے حیض کی نجاست سے پاک رکھا ہو۔

آنحضرت نے حضرت عائشہ سے فرمایا، اے حمیراء! حقیقت یہ ہے کہ میری بیٹی فاطمہ عام عورتوں کی طرح نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسکو حیض کی نجاست سے پاک بنا لیا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تک حضرت فاطمہ زندہ تھیں حضرت علی علیہ السلام کے لیے کسی دوسری عورت سے عقد کرنا حرام قرار دیا گیا تھا۔ حضرت بتول، پیام ماہواری سے بالکل ممتاز تھیں، اسی لیے آپ طاهرہ تھیں۔ عبید مہروی کا قول ہے کہ حضرت مرثیہ کا نام بتول اسی لیے رکھا گیا تھا کہ آپ کا کوئی شوہر نہ تھا اور حضرت فاطمہ کا نام بتول اسی لیے رکھا گیا تھا کہ آپ کی کوئی (عورتوں میں) ثانی و نظیر نہ تھی۔

② حضرت علی علیہ السلام

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ بتول کے کیا معنی ہیں اس لیے

بھی بتول ہیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا، بتول وہ عورت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نجاست حیض سے پاک رکھا ہے۔

(معانی الاخبار عیون اخبار الرضا)

مصباح الانوار میں بھی حضرت علی علیہ السلام سے یہی روایت مرقوم ہے۔

⑥ وجہ تسمیہ اُم ایہا

صاحب مقالہ الطالین نے اپنے اسناد کے ساتھ حضرت جعفر بن محمد سے اور انہوں نے اپنے پیر بزرگوار سے روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا اُم ایہا کی کنیت سے پکاری جاتی تھیں

④ وجہ تسمیہ طاہرہ

مصباح الانوار میں مرقوم ہے کہ حضرت ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام نے اپنے آباؤ کرام سے روایت کیا ہے کہ حضرت فاطمہ بنت محمد چونکہ ہر طرح کی نجاست سے پاک تھیں، حتیٰ کہ انہیں نہ کبھی حیض آیا، نہ نفاس، اس لیے وہ طاہرہ کے نام سے پکاری جاتی تھیں۔



① — بہترین زنانِ عالم

روایت کی ہے ابو الہذیل نے مقاتل سے انہوں نے محمد حنیفہ سے انہوں نے اپنے پر بزرگوار سے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت مجیدہ کی تلاوت فرمائی: **إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ خَدِيجَةَ وَطَهْرَةَ (آل عمران ۴۲)** پھر فرمایا اے علی! بہترین زنانِ عالم چار ہیں۔ مریم بنتِ عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد اور آسیہ بنت مزاحم۔ حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں ابن البیہق نے مسند میں خطیب نے اپنی تاریخ میں ابن بطہ نے اپنی کتاب "ابانہ" میں اور احمد رحمہانی نے اپنی کتاب الفضائل میں اپنے اپنے اسناد کے ساتھ عمر سے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس سے روایت کی ہے نیز شعبی نے اپنی تفسیر میں اسلامی نے اپنی تاریخ خراسان میں ابوصالح مؤذن نے اربعین میں اپنے اپنے اسناد کے ساتھ ابو ہریرہ سے ہی روایت کی ہے اور شعبی نے جابر بن عبد اللہ و سعید بن مسیب سے، کریم نے ابن عباس سے مقاتل نے سلیمان سے انہوں نے صفحہ کسے اور انہوں نے ابن عباس سے ہی روایت نقل کی ہے۔

ابو مشعور و عبد الرزاق و احمد و اسحاق نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی روایت بیان کی ہے۔ اور یہاں یہ روایت حلیۃ الاولیاء کے الفاظ میں پیش کی جاتی ہے۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "تم تمام عالم کی عورتوں میں مریم بنتِ عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد اور آسیہ بنت مزاحم (زوجہ فرعون) تمہارے لیے بطور نمونہ عمل بہت کافی ہیں" اور مقاتل و صفحہ کسے و عمرہ کی روایت ہے کہ اس کے ساتھ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ "اور ان میں سب سے افضل فاطمہ ہیں" عبد الملک عکبری نے کتاب الفضائل میں اور احمد نے اپنی کتاب مسند میں اپنے اپنے اسناد کے ساتھ کریم سے انہوں نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ تمام عالم کی

عورتوں میں سب سے بہتر مریم بنتِ عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد اور آسیہ بنت مزاحم (زوجہ فرعون) ہیں اور اس میں یہ فقرہ بھی آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ "اور دنیا و آخرت میں ان سب عورتوں میں افضل فاطمہ زہرا ہیں"

نیز حضرت عائشہ اور ان کے علاوہ دوسرے راویوں نے بھی روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ فرمایا "اے فاطمہ! میں تمہیں خوشخبری سنادوں کہ اللہ نے تم کو تمام عالم کی عورتوں میں عموماً اور اہل اسلام کی عورتوں میں خصوصاً منتخب فرمایا ہے، اسلام بہترین دین ہے۔"

حذیفہ نے آنحضرتؐ سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس ایک رشتہ آیا اور اس نے مجھے یہ بشارت دی کہ فاطمہ سیدۃ النساء اہل جنت یا سیدۃ النساء ائمت ہیں۔

امام بخاری و مسلم نے اپنے "صحیحین" میں ابوالسعادات نے فضائل عشرہ میں ابو بکر شیبہ نے اپنی کتاب الامالی میں دہلی نے اپنی کتاب فردوس میں تحریر کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فاطمہ سیدۃ النساء اہل جنت ہیں" حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں جابر بن سمرہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ "نیکن یہ فاطمہ قیامت کے دن تمام عورتوں کی سرطہ بزرگی۔"

تاریخ بلاذری میں مرقوم ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا سے فرمایا "بیٹی! اب میرا وقت قریب ہے مگر تم میرے اہل بیت میں سب سے پہلے مجھ سے ملاقات کرو گی"

یہ سن کر آپؐ ٹپکن ہوئیں تو: آپؐ نے فرمایا، کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ تم تمام زنانِ اہل جنت کی سرطہ بزرگی یہ سن کر آپؐ مسکرانے لگیں۔ (خصال)

② — فاطمہ ساری دنیا کی عورتوں میں منتخب ہیں

کتاب خصال میں ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کو جو وصیتیں فرمائیں ان میں یہ وصیت بھی تھی کہ "اے علیؑ! اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا پر ایک نظر انتخاب ڈالی اور تمام

مردوں میں سے مجھے منتخب فرمایا، پھر دوسری نظر انتخاب ڈالی تو میرے بعد ساری دنیا کے مردوں میں سے تمہیں منتخب فرمایا؛ اس کے تیسری بار تمہارے بعد ان آئمہ کو منتخب فرمایا جو تمہاری نسل میں سے ہوں گے، اور جب چوتھی مرتبہ نظر انتخاب ڈالی تو تمام دنیا کی عورتوں میں سے فاطمہؑ زہرا کو منتخب فرمایا۔

مفضلے سے روایت ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا، مولا! یہ ارشاد فرمائیں کہ آنحضرتؐ نے جو حضرت فاطمہؑ زہرا کے متعلق یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ”یہ دنیا کی تمام عورتوں کی سردار ہیں“ تو کیا حضرت فاطمہؑ زہرا صرف اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں؟
آپؑ نے ارشاد فرمایا، یہ صفت تو حضرت مریمؑ کی ہے کہ وہ اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار تھیں اور ہماری جدہ ماجدہ حضرت فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا ساسے جہاں کی عورتوں کی سردار ہیں خواہ اولین کی عورتیں ہوں یا آخرین کی۔ (معانی الاخبار)

۳) سیدۃ نساء العالمین

① سعید بن مسیب : سعید بن مسیب نے ابن عباس سے روایت بیان کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرمایا تھے، اُس وقت آپ کے پاس حضرت علیؑ و حضرت فاطمہؑ، امام حسنؑ اور امام حسینؑ بھی موجود تھے، آپ نے دعائے کے لیے ہاتھ بلند فرمائے اور کہا، پروردگار! تو خوب جانتا ہے کہ یہی میرے اہل بیت ہیں اور میرے نزدیک انسانوں میں سب سے زیادہ مکرم اور عزیز ہیں، پس تو دوست رکھ لے جو ان کو دوست رکھے، اور دشمن رکھ لے جو ان سے دشمنی رکھے۔ مدد کر اس کی جو ان کی مدد کرے اور ان سے ہر قسم کی تجامت و گندگی کو دور رکھ، ان کو ہر گناہ سے معصوم بنا دے، اور ان کی مدد فرما ہر لمحہ روح القدس۔

اس کے بعد آپ حضرت علیؑ علیہ السلام کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”وہی علیؑ! تم میری امت کے امام ہو اور میرے بعد تم میرے خلیفہ و جانشین ہو، راہ جنت میں مومنین کے قائد و رہنما ہو، اور گویا میں اپنی بیٹی فاطمہؑ زہرا کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ مشرکے روز ناقہ پور پر سوار ہو کر آئی ہے، اس کے داہنی جانب ستر ہزار فرشتے ہیں

بائیں جانب ستر ہزار فرشتے آگے ستر ہزار فرشتے پیچھے ستر ہزار فرشتے ہیں اور وہ میری امت کی مومنہ عورتوں کی جنت کی طرف قیادت کر رہی ہے۔ پس جو عورت دن رات میں ہانک وقت کی نماز پڑھے گی۔ ماہ رمضان میں روزے رکھے گی، حج بیت اللہ الحرام کرے گی اپنے مال میں سے زکوٰۃ ادا کرے گی۔ اپنے شوہر کی اطاعت کرے گی اور میرے بعد علیؑ کی ولایت اور امامت کا اقرار کرے گی، وہ میری بیٹی فاطمہؑ کی شفاعت کے وسیلے سے داخل جنت ہوگی فاطمہؑ تمام عالمین کی عورتوں کی سردار ہے۔

کسی نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا یہ اپنے ہی زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا، یہ صفت تو حضرت مریم بنت عمران کی ہے۔ میری بیٹی فاطمہؑ تو تمام عالمین کی عورتوں کی سردار ہے خواہ وہ اولین میں سے ہو یا آخرین میں سے۔ جب یہ محراب عبادت میں کھڑی ہوتی ہے تو ستر ہزار مقرب فرشتے آکر اسے سلام کرتے ہیں اور اُسے ان ہی الفاظ میں خطاب کرتے ہیں جن الفاظ میں مریمؑ کو خطاب کرتے تھے۔ وہ کہتے ہیں یا فاطمہ، اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكَ وَطَهَّرَكَ وَاصْطَفٰكَ عَلٰی نِسَاءِ الْعٰلَمِيْنَ (آل عمران ۴۲) ”اے فاطمہ! اللہ نے تمہیں منتخب کیا اور سہرا لائی سے پاک رکھا اور تمام عالمین کی عورتوں پر تمہیں فضیلت دی۔“

اس کے بعد آپ حضرت علیؑ علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ”فاطمہؑ میری پادہ جگر ہے میری نور نظر ہے، میری میوہ دل ہے جس نے اس کو رنج پہنچایا اس نے مجھے رنج پہنچایا، جس نے اس کو خوش رکھا اُس نے مجھے خوش رکھا، یہ میرے اہل بیت میں سب سے پہلے مجھ سے ملحق ہوگی۔ لہذا میرے بعد اس کا بڑا خیال رکھنا، اور حسن و حسین میرے فرزند ہیں جو میرے شجر زندگی کے دو پھول ہیں۔ یہ دونوں جو انان اہل جنت کے سردار ہیں۔ ان دونوں کا بھی اتنا ہی خیال رکھنا جتنا تم اپنی چشم و گوش کا دھیان رکھتے ہو۔“

پھر آنحضرتؐ نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور کہا ”پروردگار! تو گواہ رہنا کہ میں اُس شخص سے محبت کرتا ہوں جو ان (میرے اہل بیت) سے محبت کرتا ہے اور اس کو دشمن رکھتا ہوں جو ان سے دشمنی رکھتا ہے، میری صلح اُس سے ہے جو ان سے صلح رکھتا ہے، میری جنگ اُس سے ہے جو ان سے جنگ کرتا ہے۔ میری عداوت اُس سے ہے جو ان سے عداوت رکھتا ہے، میری دوستی اُس سے ہے جو ان سے دوستی رکھتا ہے۔“

(امالی شیخ صدوق)
② تمیمی نے اپنے اسناد کے ساتھ حضرت امام علیؑ رضی اللہ عنہ سے اور آپ

نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: دو حصے حسین میرے بعد اور اپنے والد (حضرت علی) کے بعد اہل زمین میں سب سے بہتر ہیں اور ان کی والدہ (حضرت فاطمہ زہرا) تمام اہل زمین کی عورتوں میں سب سے افضل و بہتر ہیں۔

(۳) شخصی نے منسوقی سے اور انہوں نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے وہ کہتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ سے بہت آہستہ سے کچھ فرمایا تو وہ ہنسنے لگیں۔ میں نے پوچھا کہ آنحضرت نے کیا فرمایا؟ حضرت فاطمہ نے فرمایا کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ بیٹی! کیا تم اس پر خوش ہو گی کہ تم سیدہ نساء اہل جنت یا سردار نساء امت ہو؟ حدیث الاولیاء اور کتاب شیری میں عمر بن حصین اور جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ کے گھر تشریف لے گئے اور پوچھا بیٹی کیسی ہو؟ انہوں نے کہا، بابا! طبیعت نامناسب ہے اور اس پر مزید یہ کہ گھر میں کچھ کھانے کو بھی نہیں ہے۔

آپ نے فرمایا، بیٹی کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ تم سیدہ نساء عالمین ہو؟ انہوں نے عرض کیا، بابا اگر ایسا ہے تو پھر مریم بنت عمران کا کیا مقام ہے؟ آپ نے فرمایا، وہ صرف اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار تھیں، تم ہر زمانہ کی عورتوں کی سردار ہو۔ خدا کی قسم، میں نے تمہاری شادی ایک ایسے شخص سے کی ہے جو دنیا میں بھی سردار ہے اور آخرت میں بھی سردار ہے۔

واضح ہو کہ جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس روایت کے متعلق دریافت کیا گیا کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ فاطمہ سیدہ نساء اہل جنت ہے۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا، نہیں، یہ مرتبہ تو حضرت مریم کا ہے (بہاری جلد ماجدہ) حضرت فاطمہ زہرا جنت کے اندر اولین و آخرین کی عورتوں کی سردار ہیں۔

ایک حدیث میں یہ ہے کہ آسیہ بنت مزاحم و مریم بنت عمران اور خدیجہ بنت خویلد جنت میں جانے کے لیے حضرت فاطمہ کے آگے آگے حاجیوں کی طرح چلیں گی۔ فضائل عشرہ میں البراسادات نے اور فضائل صحابہ میں سمعانی نے نیز سرداروں

نے بھی ابن حجام سے روایت کی ہے اور انہوں نے جمیع بن کثیر کے واسطے سے حضرت عائشہ اور اسامہ سے روایت کی ہے۔ اس کے علاوہ بریدہ سے بھی یہی روایت مروی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ:

یا رسول اللہ! عورتوں میں سب سے زیادہ کون عورت آپ کو محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا: فاطمہ۔

میں نے عرض کیا، اور مردوں میں؟

آپ نے فرمایا: اُن کے شوہر (علی ابن ابی طالب)

• جامع ترمذی میں بھی مرقوم ہے کہ بریدہ نے کہا کہ عورتوں میں حضرت فاطمہ اور مردوں میں حضرت علی علیہ السلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب تھے۔

• قوت القلوب ابوطالب مکی، الربیعین ابوصالح مؤذن اور فضائل صحابہ ائمہ میں اپنے اسناد کے ساتھ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ دونوں بیٹھے ہوئے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کے درمیان بیٹھے تھے۔

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ہم دونوں میں کون آپ کو زیادہ محبوب ہے؟ (میں یا یہ؟)

آپ نے فرمایا، یہ۔ (فاطمہ) مجھ کو زیادہ محبوب ہے اور تم مجھ کو زیادہ عزیز ہو۔ جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ ایک حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ نے اپنے اپنے فضائل پر فخر کیا تو حضرت جبریل نے حضرت پیغمبر اکرمؐ کو آ کر خبر دی کہ حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ میں طویل بحث چھڑ گئی ہے کہ دونوں میں کون افضل ہے، مگر کوئی فیصلہ نہیں ہو پاتا، لہذا آپؐ جا کر ان دونوں کے درمیان فیصلہ کریں۔ آنحضرت تشریف لے گئے اور حضرت فاطمہؑ سے فرمایا: تمہارے لیے صرف اولاد کی مٹھاس ہے اور ان کے (علیؑ کے) پاس مردوں کا عز و وقار ہے۔ یہ مجھ کو تم سے زیادہ محبوب ہیں۔

یہ سن کر حضرت فاطمہؑ نے عرض کیا، بابا جان! اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو منتخب کیا اور آپ کے ذریعے سے امت کی ہدایت فرمائی، آپ میں جہتک زندہ رہوں گی ان کی افضلیت کی بے قراریوں کی۔

عام شعبی، حسن بصری، سفیان ثوری، مجاہد، ابن جبر، جابر انصاری
نیز حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا:
"و انما فاطمہ ابضحة منی فمن اغضبها فقد اغضبنی"
یعنی: (اس کے سوا نہیں ہے کہ فاطمہ میرا ہی ایک ٹکڑا ہے جس نے اس کو ناراض کیا
اس نے مجھ کو ناراض کیا۔)

بخاری نے بھی مسور بن مخرمہ سے یہ روایت لی ہے اور جابر کی روایت ہے
کہ آنحضرت نے فرمایا جس نے اس کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی، جس نے مجھے اذیت
دی اس نے خدا کو اذیت دی۔
صحیح مسلم اور حلیۃ الاولیاء میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک
میری بیٹی فاطمہ میرا ہی ایک ٹکڑا ہے جو چیز اس کو ناپسند ہے وہ مجھے بھی ناپسند ہے جو اس
کے لیے باعث اذیت ہے وہ میرے لیے باعث اذیت ہے۔

۴) — مریم سے بھی قبول کو رتبہ سوا مل

① حضرت مریم کو بنت عمران کہا
جاتا ہے اور حضرت فاطمہ کو بنت محمد، اور ظاہر ہے کہ اولاد کا شرف باپ سے ہے۔
② حضرت مریم کی والدہ نے حضرت مریم کو بوقت حمل اللہ کے لیے نذر کیا تھا اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ تمام خلق میں سب سے زیادہ تقرب الہی کے خواستگار
تھے اس لیے آپ نے فاطمہ کے حمل کے وقت ان سے زیادہ تقرب خداوندی کے کلمات استعمال
کیے پھر یہ بھی کہ ماں کی نذر کا ثواب باپ کی نذر کے ثواب سے آدھا ہوتا ہے۔
③ حضرت مریم کی کفالت حضرت زکریا نے کی اور حضرت فاطمہ زہرا کی کفالت
حضرت محمد مصطفیٰ نے فرمائی، کیا اس سے کسی کو انکار ہوسکتا ہے کہ آنحضرت کی کفالت حضرت
زکریا کی کفالت سے کہیں زیادہ افضل و برتر ہے۔ نیز حضرت زکریا نے حضرت مریم کی کفالت
بحالت تنہی کی تھی، یہ ایک مستحب کام انجام دیا تھا جبکہ جناب فاطمہ کی کفالت حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برائے فریضہ انجام دی تھی کیونکہ اولاد کی پرورش واجب ہے اور واجب
بہر حال خدا و سبح سے افضل ہے۔

ولادت دور اسلامی میں ہوئی۔

⑤ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو ان کی اور ان کے بچے کی سلامتی کا یقین دلایا تھا
اس لیے ان کو کسی قسم کا خوف نہ ہونا چاہیے تھا، اور حضرت فاطمہ زہرا کو امام حسن و امام حسین
کے حمل کے دوران یہ معلوم نہ تھا کہ آپ زندہ رہیں گی یا بعد ولادت فوت ہو جائیں گی لہذا
آپ کو ثواب زیادہ ملنا چاہیے۔ اسی بنا پر غزوہ بدر میں مسلمانوں کو ملائکہ سے زیادہ ثواب حاصل
ہوا (جیسا کہ حدیث میں ہے) اس لیے کہ مسلمان ہم درجہ کے عالم میں جہاد کر رہے تھے انہیں
معلوم نہ تھا کہ قتل ہو جائیں گے یا بچ جائیں گے جبکہ ملائکہ کی یہ حالت نہ تھی۔

⑥ حضرت مریم سے کہا گیا کہ: "لا تحزنی" (حزن نہ کرو) اور جناب فاطمہ
زہرا کے متعلق کہا گیا کہ: "ان الله يريد صفي الرحمن صفا" (اللہ تمہاری رضا سے راضی ہوتا ہے)
④ حضرت مریم کے لیے ہے کہ: "و نفضنا فيه من زوجي" (ہم نے اس میں
اپنی روح پھونک دی) اور حضرت فاطمہ زہرا خاتون آل عبا تھیں جن پر حضرت جبریل
نے فرمایا اور کہا من مثلی وانا سادس الخمسة (میرا مثل و نظیر کون ہے
میں ان پانچ کا چھٹا ہوں)۔

⑧ حضرت مریم کے لیے درخت سے خرے ٹپکے اور چٹھے سے پانی نکلا جیسا
کہ قرآن مجید میں ہے: "فناقط عينك رطبا جنتيا ه فكلني واشربني" (ريح آیات ۱۲-۱۵)
(تجھ پر تازہ پچے ہوئے خرے گرے گا، پس کھا اور پی۔) یہ بطور اعجاز نہ تھا کیونکہ اس سے
قبل کی آیت ۱۲ میں یہ ذکر موجود ہے: "فأجاءها المخاصن اى جذع النخله"
(پس دیدو زہ اس کو ایک کھجور کے درخت کے تنے تک لے آیا) اور یہ بھی احتمال ہے کہ پانی
کا چشمہ پہلے سے وہاں موجود ہو، ورنہ اگر بطور اعجاز ہوتا تو اس کی کوئی نہ کوئی یادگار وہاں
پر بطور نام و نشان ضرور ہوتی۔ جس طرح چاہہاں زمزم، و مقام تنور نوح، دریا شگفتہ ہونے اور
رد شمس کے نشانات اپنی اپنی جگہ موجود ہیں۔

اور حضرت فاطمہ زہرا کے لیے رطیب صحابی و آب کوثر کی احادیث مشہور ہیں۔
یہ بھی روایت ہے کہ ام ایمن نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شریکیت کی کہ
یا رسول اللہ! آپ نے فاطمہ کی شادی میں کچھ بچھا اور نہیں فرمایا۔
آنحضرت نے ارشاد فرمایا، یہ تم غلط کیوں کہتی ہو، اللہ تعالیٰ نے فاطمہ کی شادی
کے موقع پر جنت کے درختوں کو حکم دیا کہ وہ زرد و جاہر اور صلبائے فاخرہ اہل جنت پر پھلدار کریں
جائزہ اہل جنت نے ایسی ایسی نعمتیں پائیں جو جوہر جانتے بھی نہ تھے۔

① ملائکہ نے حضرت مریم سے یہ کہہ کر خطاب کیا کہ : **إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ**
وَطَهَّرَكَ وَاصْطَفَىٰ عَلَيَّ نِسَاءَ الْعَالَمِينَ (آل عمران ۴۲)
 (اے مریم) بیشک اللہ نے تم کو منتخب کیا اور پاک رکھا اور منتخب کیا عالمین کی تمام
 عورتوں پر، اس آیت میں عالمین سے مراد اس زمانہ کی عورتیں ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے
 بنی اسرائیل سے کہا کہ **إِنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ** (البقرة آیت ۴۷)
 (میں نے تم کو عالمین پر فضیلت دی۔) حالانکہ بنی اسرائیل مسلمانوں سے افضل نہ تھے
 چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : **كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ** (آل عمران ۱۱۰)
 (تم بہترین امت تھے) نیز مذکورہ آیت میں جن اوصاف کا تذکرہ ہے ان میں حضرت
 مریم کے علاوہ دوسرے لوگ بھی شریک ہیں، جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے :
إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَالْإِسْمَاعِيلَ (آل عمران آیت ۳۳)
عَلَى الْعَالَمِينَ ذمیر تینہ "بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ" (آل عمران آیت ۳۳)
 (بیشک اللہ نے آدم و نوح و آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام جہانوں پر منتخب کیا۔ ان میں
 سے بعض بعضوں کی ذمیت ہیں۔)

یعنی حضرت فاطمہ اور ان کی ذمیت بھی اس آیت میں داخل ہے اور حضرت
 فاطمہ کے لیے سنیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم اولین و آخرین کی عورتوں
 کی سردار ہو اور فرمایا کہ جب فاطمہ زہرا محراب عبادت میں گھری ہوتی ہے تو ستریزا بوقت
 فرشتے ان کو سلام کرتے ہیں اور اسی طرح ان کو نوازیتے ہیں جس طرح حضرت مریم کو پکار
 کر کہتے تھے " **يَا فَاطِمَةُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ لَكَ صِغْرًا وَاصْطَفَىٰ**
عَلَى نِسَاءِ الْعَالَمِينَ۔

① حضرت مریم کے متعلق قرآن مجید میں ہے کہ : **كَلَّمَآ دَخَلَ عَلَيْهَا**
رُكُوتًا مِنَ السَّمَاءِ وَوَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا (آل عمران آیت ۳۷)
 (جب بھی ذکر کیا اُس کے پاس محراب (عبادت) میں داخل ہوتے تھے تو اُس کے پاس
 رزق پاتے تھے) مگر قرآن مجید میں یہ نہیں ہے کہ یہ کھانا جنت ہی سے باعجاز آتا تھا حضرت
 مریم صرن یہ کہتی تھیں کہ : **هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ** ، **إِنَّ اللَّهَ يُرِزُقُ مَنْ يَشَاءُ**
بِغَيْرِ حِسَابٍ (آل عمران آیت ۳۷) (یہ اللہ کی طرف سے ہے بیشک اللہ جس
 کو چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے)
 کہ اوصاف حضرت مریم کے کثرت شکر کی دلیل ہے اور یہ ایسا ہی ہے جیسے

یہ کہا جاتا ہے کہ آج مجھے اللہ نے ایک درہم دیا، یا یہ کہا جائے **كُلٌّ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ**
 (ہر چیز اللہ ہی کی طرف سے ہے۔) (سورۃ النساء آیت ۱۸)

مگر حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے لیے اس سلسلے میں بہت سے واقعات
 مندرج ہیں جن سے کوئی مسلمان خواہ وہ سنی ہو یا شیعہ، انکار نہیں کر سکتا جیسے
 حدیث مقدلو، حدیث طبر و انار و انور و بکری وغیرہ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے وہ طعام
 تناول فرمایا ہے جو دنیا میں کسی کو حضرت آدم و حوا کے نزول کے بعد نصیب نہیں ہوا۔
 چنانچہ حدیث میں ہے کہ ایک دن حضرت رسول خدا ﷺ فاطمہ زہرا کے پاس تشریف لائے تو دیکھا
 کہ آپ اپنے مصلے پر بیٹھی ہوئی نماز میں مشغول ہیں اور آپ کے قریب ہی ایک طبق رکھا ہوا
 ہے جس سے گرم گرم طعام کی بھاپ اٹھ رہی تھی۔

حضرت فاطمہ زہرا نے نماز تمام کر کے وہ طعام حضرت رسول خدا ﷺ اور حضرت
 علی مرتضیٰ کے سامنے رکھا۔

حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ **أَتَى لَكَ هَذَا** یہ کہاں سے آیا ہے؟
 آپ نے جواب دیا **هُوَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَرِزْقِهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ**
مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔

اور اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ حضرت مریم کا کھانا جنت ہی سے آیا تھا تو حضرت
 فاطمہ زہرا وہ ہیں کہ جن کا خمیسہ رزق جنت سے تیار ہوا تھا۔

① اگر حضرت مریم کی اللہ تعالیٰ نے یہیں جگہ صرح فرمائی ہے تو حضرت فاطمہ
 کے بھی اللہ تعالیٰ نے یہیں نام رکھے ہیں اور ہنام آپ کی ایک فضیلت کی نشاندہی کرتا ہے
 جس کا ذکر ابن بابویہ نے "مولد فاطمہ" میں کیا ہے۔

② حضرت مریم بنت عمران کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ :
"أَخْصَنَّا فَرَجَهَا" (سورہ تحریم آیت ۱۲) یعنی انہوں نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت
 کی (اس سے ان کی عفت و عصمت مراد ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ انہوں نے چونکہ
 شادی نہیں کی اور شوہر سے ان کی ذمیت پیدا نہیں ہوئی اس لیے وہ قابل تعریف ہیں۔ اگر
 ایسا ہوتا تو ان کا محل اور وضع محل خلاف عادت (مجزا طور پر) ہوتا جبکہ وہ عادت کے
 مطابق ہوا تو اس سے ہمارا دعویٰ ثابت ہوا۔ اور ہمارے اس دعوے کی تائید ان احادیث سے
 بھی ہوتی ہے جن میں تزویج و نکاح اور نسل بڑھانے کی صراحت اور مجرور رہنے کی مذمت کی گئی
 ہے۔ اور حضرت فاطمہ زہرا اور ان کی اولاد ظاہرین سے آیت کے ذریعہ سے خطاب ہوا

کہ ” اِنَّمَا يَرِيْدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ
يُطَهِّرَ كُمْ تَطْهِيراً ” (سورہ احزاب آیت ۵۳)

یعنی (بیشک اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ لے اہل بیت وہ تم سے ہر قسم کی نجاست کو دور رکھے اور تمہیں اس طرح پاک رکھے جس طرح کہ پاک رکھنے کا حق ہے۔)
حسان بن ثابت نے اپنے قصیدے میں اسی کے پیش نظر یہ شعر جن کا مطلب

مندرجہ ذیل ہے کہے ہیں:

- ۱۔ حضرت مرثیہ نے اپنی عصمت کی حفاظت کی اور اللہ نے اُن کو حضرت عیسیٰؑ جیسا چاند سا بیٹا دے دیا۔
- ۲۔ اور حضرت فاطمہ نے اپنی عصمت کی حفاظت کی تو اللہ نے اُن کو رسول کے دونوں سے (امام حسن و امام حسین) دیے۔ (المناجیح صدوق)

۵۔ خَيْرُ النِّسَاءِ الْعَالَمِيْنَ

کشف الغمۃ میں بحوالہ معالم العترۃ
انس سے یہ روایت مرقوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ” اُس امت
کی بہترین عورت مرثیہ تھیں اور اس امت کی بہترین عورت فاطمہ بنت محمد ہیں۔“
ایک دوسری روایت جو احمد بن حنبل سے مروی ہے اس میں انس کا بیان
ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ عالمین کی عورتوں میں تیرے لیے مرثیہ بنت عمران خدیجہ
بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد اور آسیہ بنت مزاحم زوجہ فرعون کافی ہیں۔
انس سے اپنے اسناد کے ساتھ یہ بھی روایت ہے کہ تیرے لیے عالمین
کی عورتوں میں سے مرثیہ بنت عمران خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد کافی ہیں
اسی کتاب میں یہ بھی مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہ نے جناب فاطمہ
زہرا سلام اللہ علیہا سے کہا، میں تم کو خوشخبری سناتی ہوں کہ میں نے آنحضرتؐ کو ارشاد
فرماتے ہوئے سنا کہ اہل جنت کی عورتوں کی سردار چار ہیں مرثیہ بنت عمران، فاطمہ
بنت محمد، خدیجہ بنت خویلد اور آسیہ بنت مزاحم زین فرعون۔

۶۔ خاتون جنت

مرثیہ احمد بن حنبل میں حضرت عائشہ سے یہ روایت بھی مرقوم ہے

کہ حضرت فاطمہ زہرا کی رفتار آنحضرتؐ کی رفتار سے بالکل مشابہ تھی۔ ایک مرتبہ حضرت
فاطمہ زہرا اپنے پدر بزرگوار کے پاس آئیں تو آنحضرتؐ نے فرمایا، بیٹی خوش آمدید۔ پھر آپؐ
نے اُن کو اپنی داہنی یا بائیں جانب بٹھالیا اور اُن کے کان میں چُپکے سے کچھ کہا جس سے
جناب فاطمہ رونے لگیں۔ میں نے پوچھا کہ رسول اللہ نے تم سے کیا خاص بات کہی جس سے
تم رونے لگیں۔؟

اس کے بعد آنحضرتؐ نے دوبارہ اُن کے کان میں کچھ کہا اور فاطمہ سننے لگی اور
میں نے کبھی کسی کو اتنا جلد روتے اور نہتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ جب میں نے فاطمہ سے اس کا
سبب پوچھا، تو انہوں نے جواب دیا۔ میں اپنے پدر بزرگوار کے راز کو فاش نہیں کرتی۔
مگر آنحضرتؐ کی وفات کے بعد جب دوبارہ اُن سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ:
رسول اللہ نے پہلی مرتبہ فرمایا تھا کہ ” بیٹی! ہر سال جبریل امین میرے سامنے قرآن مجید کو
ایک مرتبہ پیش کرتے تھے لیکن اس سال انہوں نے دو مرتبہ پیش کیا۔ یہ اس بات کی علامت
ہے کہ میری وفات قریب ہے اور تم میرے اہل بیت میں سب سے پہلے میرے پاس آؤ گی۔
اور میں تمہارے لیے اچھا سلف ہوں۔

یہ سن کر میں رونے لگی۔ پھر آپؐ نے فرمایا، کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ تم امت
کی تمام عورتوں اور مومنین کی تمام عورتوں کی سردار ہو۔؟
یہ سن کر میں سننے لگی۔ (کشف الغمۃ جلد ۱ ص ۸۷)

۷۔ حضرت فاطمہ کو کلمہ باقیہ کی بشارت

حضرت مرثیہ کو اللہ نے اُن
کے بیٹے (عیسیٰ) کی یہ کہہ کر بشارت دی کہ ” اِنَّا اللّٰهُ يَبِيْئُكَ بِكَلِمَةٍ “
(بیشک اللہ تجھے ایک کلمہ کی بشارت دیتا ہے۔)۔ (آل عمران آیت ۴۵)

اور حضرت فاطمہ کو بھی حسن و حسین کی بشارت دی گئی۔ چنانچہ حدیث میں ہے
کہ ان دونوں کی ولادت کے موقع پر یوں بشارت دی گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان
سے فرمایا ” بیٹی مبارک ہو تم سے ایک ایسا امام پیدا ہو گا جو اہل جنت کی سرداری کرے گا۔ اللہ
نے امامت کے سلسلے کو نسل فاطمہ میں کامل کیا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: وَجَعَلَهَا كَلِمَةً
بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ اَ وِ اِس كُو كَلْمٌ بَاقِيَةٌ قَرَارِيَا، اس کی نسل میں یعنی حضرت علی علیہ السلام کی
نسل میں۔ (سورة الاحزاب آیت ۲۸) (مناقب)

۸ — حضرت فاطمہ زہرا شجنتہ رسول ہیں

ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "فاطمہ زہرا میرے سلسلے کی ایک گھنیری شاخ ہے جس نے اس کو اذیت دی، اُس نے مجھے اذیت دی، جس نے اسے مسرور کیا اُس نے مجھے مسرور کیا، اللہ تعالیٰ فاطمہ زہرا کی ناراضگی سے ناراض اور ان کی خوشی سے خوش ہوتا ہے۔" (معانی الاخبار)

۹ — شجنتہ کا مفہوم

علی بن عبدالعزیز کا بیان ہے کہ میں نے قاسم بن سلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث "الرحم شجنتہ من اللہ" کے وضاحت کرتے ہوئے سنا، اُنہوں نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ رحم ایک جال کی طرح آپس میں گھٹی ہوئی قربت کو جہنم دیتا ہے۔ (معانی الاخبار)

۱۰ — درِ دندانِ فاطمہ کی نور افشانی

سعید الحافظ دہلی نے اپنے اسناد کے ساتھ انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس وقت اہل جنت، جنت کی نعمتوں سے فیضیاب ہو رہے ہوں گے اور اہل جہنم عذاب جہنم میں مبتلا ہوں گے تو یہ ایک اہل جنت دیکھیں گے کہ ایک طرف سے ایک نور سا طبع ہوا۔ اُس وقت یہ لوگ ایک دوسرے سے کہیں گے کہ یہ نور کیسے ہے؟ شاید اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف نگاہ مرحمت فرمائی ہے۔ تو:

رضوان جنت جواب دے گا، نہیں، یہ بات نہیں ہے بلکہ حضرت علی علیہ السلام نے جناب فاطمہ زہرا سے مزاح کوئی بات کہی ہے اور آپ مسکرائی ہیں، یہ نور آپ ہی کے دندان مبارک سے سا طبع ہوا ہے۔

۱۱ — قصرِ فاطمہ زہرا

کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب شبِ معراج مجھے آسمان کی سیر کرائی گئی، اور میں جنت میں داخل ہوا تو وہاں میں نے قصرِ زہرا کو بھی اندر سے جا کر دیکھا، اُس میں ترے قصرِ سرخ موٹے کے دیکھے جو موتیوں سے مرتع تھے اور اس کے دروازے، دیواریں چھتیں یہ سب ایک ڈلی سے تراش کر بنائی گئی تھیں۔

۱۲ — حضرت علی وفاطمہ کا بتیم

اور جنت میں روشنی

حدیث کی اکثر کتابوں میں مثلاً: کشف القمۃ لعلی اور ابوالسعادات کی کتاب الفضائل میں قرآن مجید کی اس آیت: "وَلَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمَهْرًا بَرًّا" (سورۃ الاحزاب ۱۳) (جنت میں نہ تو لوگ دھوپ دیکھیں گے اور نہ سردی محسوس کریں گے) کے مفہوم کے متعلق تحریر کیا ہے کہ ابن عباس سے مروی ہے کہ اہل جنت جب جنت میں سکونت اختیار کریں گے تو ایک ایسا نور دیکھیں گے جس سے پوری جنت منور ہو جائے گی اور لوگ بلکہ الہی میں عرض کریں گے۔ اے ہمارے پروردگار! تو نے اپنی اُس کتاب میں جو تو نے اپنے حبیب پر نازل فرمائی تھی، یہ ارشاد فرمایا تھا کہ "لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمَهْرًا بَرًّا" پھر یہ روشنی کیسی ہے؟

اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک منادی ندا دے گا: سنو! اے اہل جنت! یہ سورج کی روشنی ہے اور نہ چاند کی چاندنی، بلکہ علی وفاطمہ کو کسی بات پر تعجب ہوا ہے جس پر وہ مسکرانے ہیں اُن ہی کی مسکراہٹ سے جنت کی ساری فضا منور ہو گئی ہے۔

۱۳ — نورِ زہرا سے چاند مانڈ پر جاتا ہے

کتاب "فضائل شہرِ رمضان" شیخ صدوق علیہ الرحمہ میں ایک طویل حدیث اپنے اسناد کے ساتھ حضرت امام رضاؑ سے مرقوم ہے جس میں یہ فقرہ ہے کہ جب ہلالِ ماہِ رمضان طلوع ہوتا، اور حضرت فاطمہ زہراؑ اس کے سامنے جاتیں تو آپ کے چہرے کا نور اس ہلال پر غالب آجاتا تو وہ نظر نہیں آتا اور آپ سامنے سے ہٹ جاتی تھیں تو وہ نظر آنے لگتا تھا۔

۱۳ = تسبیح فاطمہ زہرا کا شرف

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی عبادت اور اس کی حمد کے لیے تسبیح فاطمہ سے بہتر اور افضل اور کوئی شے نہیں۔ اگر اس سے بہتر کوئی چیز ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً جناب فاطمہ زہرا کو اس تسبیح کے بدلے اس ہی کی تعلیم فرماتے (کافی)

۱۵ = آپ کا ذکر انجیل میں ہے

جماد نے عبداللہ بن سلیمان سے روایت کی ہے کہ میں نے انجیل میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف پڑھے اس میں یہ تھا کہ آپ نکاح تو بہت سے کریں گے مگر آپ کی اولاد قلیل ہوگی اور آپ کی نسل صرف ایک بابرکت (دبی بی) لڑکی سے چلے گی جس کا کھرا ایسی جنت میں ہوگا جس میں کسی بھی تکلیف کا گذر نہیں ہوگا۔ اس کی پرورش نبی آخر الزماں بالکل اسی انداز سے کریں گے جس انداز سے تمہاری ماں (حضرت مریم) کی پرورش حضرت زکریا نے کی تھی۔ اس کے دو لڑکے ہوں گے اور دونوں درجہ شہادت پر فائز ہوں گے۔ (امالی شیخ صدوق)

۱۶ = آپ کی ذریت پر آتش جہنم حرام ہے

عیون الاخبار الرضا میں بھی ہے کہ اسنا کے ساتھ منقول ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فاطمہ انتہائی عفت مآب اور باعصمت ہے اس لیے اللہ نے جہنم پر ان کی ذریت (کا جلانا) حرام کیا ہے

۱۷ = جنت میں داخلہ

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو باطن عرش سے ایک منادی ندا کرے گا کہ لے اہل محشر اپنی اپنی آنکھیں بند کر لو کیونکہ دختر حبیب خدا فاطمہ زہرا اپنے قصر کی جانب روانہ ہو رہی ہیں۔ اس کے بعد میری بیٹی اس شان سے روانہ ہوگی کہ اس کے ہم پر دو ہزار

ہوں گے۔ ستر ہزار اور اس کے چلوں ہوں گی اور جب وہ جنت کے دروازے پر پہنچے گی تو وہاں امام حسن کو کھڑا ہوا پائے گی اور امام حسین بغیر سر کے بیٹے ہوں گے۔

آپ امام حسن سے پوچھیں گی: بیٹا! یہ کون ہے۔؟
امام حسن جواب دیں گے: 'مادر گرامی' یہ میرا بھائی حسین ہے۔ آپ کے بعد ناناکا اُمت نے اسے قتل کر کے سر تن سے جدا کر دیا۔

اُس وقت غیب سے آواز آئے گی: 'دختر حبیب کبریا! میں نے تم کو تمہارے حسین کا وہ حال خود تمہاری آنکھوں سے دکھا دیا جو تمہارے بابا کی اُمت نے اس کا بتا یا ہے اور اب تمہاری تشفی کے لیے یہ سامان کیا ہے کہ خلافت کا حساب میں اُس وقت تک لینا شروع نہ کروں گا جب تک تم اور تمہاری ذریت اور تمہارے شیعوں اور جو بھی ان کے ساتھ نیکی کرے خواہ وہ شیعوں کی ہو جنت میں داخل نہ ہو جائے۔

چنانچہ میری بیٹی فاطمہ، اس کی ذریت، اس کے شیعوں اور وہ افراد جنہوں نے ان کے ساتھ نیکی کی ہے اگر وہ شیعوں نہیں تھے سب جنت میں داخل ہو جائیں گے اور اس آیت کا بھی مطلب ہے۔ "لَا يَحْزَنُهُمُ الْفَرَقُ الْأَكْبَرُ"
یعنی (ان کو) قیامت کا) ہوں محزون نہ کرے گا۔ (سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۱)
وَهُمْ فِي مَا أَشْتَهَتْ أَنْفُسُهُمْ خَالِدُونَ (سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۲)
یعنی (وہ اپنے پسندیدہ مقام پر ہمیشہ رہیں گے) (تفسیر فرات ابن ابراہیم)

۱۸ = گنہگار ان اُمت کی شفاعت

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ جابر بن عبداللہ انصاری نے میرے والد حضرت امام محمد باقر سے عرض کیا: فرزند رسول! میں آپ پر قربان، آپ اپنی جدۃ ماجدہ (فاطمہ زہرا) کی فضیلت میں کوئی ایسی حدیث بیان فرمائیں کہ جسے میں آپ کے شیعوں سے بیان کروں تو وہ بھی خوش ہو جائیں۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا سنو! میرے پدر زہرا گوار نے میرے جد سے اور انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ:
"قیامت کے دن میدانِ حشر میں تمام انبیاء و مرسلین کے لیے نور کے منبر نصب کیے جائیں گے اور اس روز میرا منبر تمام انبیاء کے منبروں سے بلند ہوگا اور مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا کہ محمد!

جبریل نے کہا، یہ حضرت فاطمہ بنت محمد ہیں جو آخری زمانہ میں تمہاری ذریت سے ہوں گی۔

حضرت آدم نے پوچھا، یہ تاج کیسا ہے جو ان کے سر پر ہے؟

جبریل نے کہا، یہ ان کے شوہر علی ابن ابی طالب ہیں۔

حضرت آدم نے پوچھا، اور یہ گوشتوارے کیسے ہیں؟

جبریل نے کہا، یہ ان کے دونوں بیٹے حسن و حسین ہیں۔

حضرت آدم نے کہا، کیا یہ مجھ سے پہلے خلق کیے گئے ہیں؟

جبریل نے جواب دیا، یہ تمہاری خلقت سے چار ہزار سال قبل اللہ تعالیٰ کے علم کی گہرائیوں میں موجود تھے۔

۱۹۔ حضرت فاطمہ کی رضا اللہ کی رضا ہے

عمیون الاخبار الرضا میں

معلوم ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے اپنے آباؤ کے کرام سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فاطمہ کے ناراض ہونے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے، فاطمہ کے خوش ہونے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔

صحیفہ رضائین میں بھی حضرت امام رضا علیہ السلام کی اپنے آباؤ کے کرام سے یہی روایت منقول ہے۔

علی بن عمر بن علی نے ایک مرتبہ بیان کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آباؤ کے کرام سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ سے ارشاد فرمایا کہ: اے فاطمہ! تمہاری ناراضگی اللہ کی ناراضگی ہے اور تمہاری خوشی اللہ کی خوشی ہے۔

یہ سن کر صندل نامی ایک راوی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ یا ابا عبد اللہ! یہ آجکل کے نوجوان آپ کی طرف منسوب کر کے ایسی ایسی حدیثیں بیان کرتے ہیں جن کو عقل تسلیم نہیں کرتی۔

آپ نے فرمایا، اے صندل وہ کون سی حدیثیں ہیں؟

صندل نے کہا، ان کی بیان کردہ حدیثوں میں سے ایک یہ حدیث بھی ہے کہ

صندل نے کہا، ان کی بیان کردہ حدیثوں میں سے ایک یہ حدیث بھی ہے کہ

آپ نے فرمایا، اے صندل! پھر اس میں حیرت کی کیا بات ہے؟ کیا تم لوگ اپنی روایتوں میں یہ روایت نہیں بیان کرتے کہ "اللہ تعالیٰ اپنے بندہ مومن کی ناراضگی سے ناراض اور اُس کی خوشی سے خوش ہوتا ہے؟"

صندل نے کہا، جی ہاں۔

آپ نے فرمایا، پھر جناب فاطمہ زہرا کو کم از کم مومنہ تو ضرور ہی ملتے ہو، پھر ان کی ناراضگی اللہ کی ناراضگی اور ان کی خوشی اللہ کی خوشی ہے۔ اس سے تم لوگوں کو کیوں انکار ہے؟

صندل نے کہا، (اب بات سمجھ میں آگئی) واقعاً اللہ تعالیٰ اپنے پیغام کو جسے چاہے حوالہ کرے۔ (امالیہ صحیحہ مدوق، احتجاج طبری)

غضازی نے شیخ صدوق سے اور انھوں نے یحییٰ سے اسی کے مثل روایت بیان کی ہے۔ (امالیہ صحیحہ مفید)

ابوصالح سوذن نے اپنے اسناد کے ساتھ ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ میں نے آنحضرت کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ جب میں نے بحکم خدا فاطمہ کا عقد علی سے کر دیا تو جبریل میں نے مجھ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک موتیوں کا باغ ایسا بنایا ہے کہ جس کے ایک رخمت سے دوسرے درخت کے درمیان موتی دیا قوت اور سونے کے ٹکڑے بکھرے ہوئے ہیں۔ اس باغ کا سا بیابان زبرد سبز کا ہے جس میں موتیوں کے

طاقے ہیں جن میں باقوت جڑے ہوئے ہیں، اس کی دیواروں میں سونے چاندی موتی اور زبرد کی اینٹیں لگی ہوئی ہیں۔ پھر اس میں جا بجا چشمے جاری ہیں اور نہریں بہ رہی ہیں۔ نہروں پر موتیوں کے برج ہیں، جو طرح طرح کے درختوں کے جھنڈ میں گھرے ہوئے ہیں اور اسی طرح اس باغ کے اندرونی حصے میں بہت سے گنبد ناقص ہیں، ہر قصر میں ایک خوراک ہے ہر قصر کے سو دروازے ہیں، ہر دروازے پر دو کیزیاں اور دو درخت ہیں، ہر قصر میں ایک منہ ہے، قصر کی دیواروں آیت الکرسی تحریر ہے۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل سے پوچھا، اخی جبریل! یہ کس کا قصر ہے؟

انھوں نے جواب دیا، یہ قصر حضرت علی ابن ابی طالب اور آپ کی دختر حضرت فاطمہ زہرا کے لیے ہے اور یہ ان کی اس جنت کے علاوہ ہے جس کے وہ مالک ہیں۔ یہ تو اللہ نے (ان کی شادی کے موقع پر) الگ سے ایک تحفہ انہیں دیا ہے، تاکہ آپ کی آنکھوں

کوٹھنڈک پہنچے۔

۲۰ = حضرت فاطمہ کیلئے اللہ کا سلام

مروی ہے کہ حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب حضرت خدیجہ نے رحلت فرمائی تو حضرت فاطمہ ہر وقت آنحضرت کے ساتھ ساتھ رہیں، اور پوچھا کرتیں کہ، بابا میری ماور گرامی کہاں ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں کوئی جواب نہ دیتے۔ آپ بار بار یہی سوال کرتیں اور آنحضرت پریشان تھے کہ بیٹی کو کیا جواب دیں کہ اتنے میں جبریل امین نازل ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کا پروردگار، آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ فاطمہ سے میرا سلام کہیں اور اُسے بتادیں کہ تمہاری ماور گرامی ایک ایسے سونے کے مکان میں ہیں کہ جس کے ستون یاقوتِ سرخ کے ہیں۔ آسیہ زین فرعون اور مریم بنت عمران ان کی ہنیشی میں ہیں۔ جب آنحضرت نے جناب فاطمہ کو اللہ کا سلام اور پیغام پہنچایا، تو: جناب فاطمہ نے عرض کیا، بابا جان! میری طرف سے کہہ دیجیے کہ اللہ خود سلام ہے اُسی سے سلام کی ابتدا ہے اور اسی پر سلام کی انتہا ہے۔

۲۱ = فرشتوں سے ہمکلامی

علل الشرائع میں مرقوم ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا کا نام حمد نثر اس لیے رکھا گیا کہ آسمان سے فرشتے نازل ہو کر آپ کو بھی اسی طرح پکارتے تھے جس طرح حضرت مریم بنت عمران کو پکارتے تھے۔ وہ کہتے تھے۔ اے فاطمہ! اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكَ وَطَهَّرَكَ وَاصْطَفٰكَ عَلٰی نِسَاءِ الْاَنْبِيَاءِ (اللہ نے تجھ کو منتخب فرمایا اور پاک رکھا اور عالین کی تمام عورتوں میں منتخب کیا۔) (آل عمران ۴۲)۔ اے فاطمہ! اِقْسَمِيْ لِيْ رَبِّيْ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الْاَلْبَعِيْنَ (سورہ آل عمران آیت ۲۳)۔ فاطمہ زہرا فرشتوں سے کلام کیا کرتی تھیں اور فرشتے ان سے گفتگو کیا کرتے تھے۔ ایک شب ان معجز نے فرشتوں سے فرمایا کیا مریم بنت عمران کو عالین کی عورتوں پر فضیلت نہیں حاصل تھی؟ انہوں نے کہا جی ہاں مریم بنت عمران کو اپنے زمانے کی عورتوں پر فضیلت حاصل

تھی لیکن آپ کو اللہ نے آپ کے زمانے کی عورتوں پر اور مریم کے زمانے کی عورتوں پر بلکہ تمام اولین و آخرین کی عورتوں پر فضیلت عطا فرمائی۔ (علل الشرائع اول نازل لامت بطری)

۲۲ = آپ کیلئے جنت سے انگوٹھی کا آنا

ایک مرتبہ جناب فاطمہ زہرا

نے اپنے پردر بزرگوار سے ایک انگوٹھی کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا، بیٹی میں تم کو ایک ایسی چیز بتا دوں جو انگوٹھی سے بھی بہتر ہو جناب فاطمہ زہرا نے عرض کیا، بتائیے۔ آپ نے فرمایا، جب تم نماز سے فارغ ہونا تو اللہ تعالیٰ سے انگوٹھی مانگنا تمہاری حاجت پوری ہوگی۔

جناب فاطمہ زہرا نے ایسا ہی کیا۔ نماز شب کے بعد آپ نے اللہ تعالیٰ سے انگوٹھی کے لیے دعا کی تو غیب سے آواز آئی: اے فاطمہ! جو چیز تم نے ہم سے طلب کی ہے وہ تمہارے مصلحت کے نیچے رکھی ہے۔

آپ نے مصلیٰ اٹھایا تو اس کے نیچے سے ایک انمول انگوٹھی ملی۔ آپ نے اسے پہن لیا اور خوش ہوئیں۔ جب رات کو سونے کے لیے لیٹیں تو خواب میں دیکھا کہ آپ جنت میں ہیں۔ وہاں آپ نے تین ایسے قدر دیکھے جن کی نظیر خود جنت میں بھی نہ تھی۔ آپ نے پوچھا، یہ قصر کس کے ہیں؟

جواب ملا، یہ قصر سیدۃ نساء العالمین فاطمہ بنت محمد کے ہیں۔ یہ سن کر آپ ان میں سے ایک قصر میں داخل ہوئیں تو دیکھا کہ اس میں ایک تخت ہے جس کے صوف تین پائے ہیں جو تھکا نہیں ہے۔

پوچھا کہ اس کے تین پائے کیوں ہیں جو تھکا گیا ہوا۔ (جس کی وجہ سے بیڑ بڑھایا) جواب ملا کہ اس کی مالکہ نے اللہ سے انگوٹھی طلب کی تھی۔ اللہ کے حکم سے وہ انگوٹھی اس تخت کے چوتھے پائے سے بنا کر دے دی گئی ہے اس لیے یہ تخت ناقص ہو گیا۔

جب صبح ہوئی تو جناب فاطمہ زہرا نے اپنے پردر بزرگوار سے جا کر یہ خواب بیان کیا آپ نے فرمایا اے آل عبدالمطلب! تمہارے لیے یہ دنیا نہیں ہے۔ آخرت ہے تمہاری وعدہ گاہ جنت ہے۔ دنیا تمہارے کام کی نہیں، یہ فانی ہے۔ پھر فرمایا، بیٹی وہ انگوٹھی تم دوبارہ مصلحت کے نیچے رکھ دو۔

چنانچہ جناب فاطمہ زہرا نے وہ انگوٹھی مصلے کے نیچے رکھ دی۔ جب رات کو سوئیں تو دوبارہ وہی قدر دیکھا اندر گئیں اور اس تخت پر نظر کی تو دیکھا کہ اس کے چاروں پائے موجود ہیں۔

آپ نے کسی سے دریافت فرمایا کہ یہ تخت اب کس طرح درست حالت میں ہو گیا ہے تو صرف اپنے تین پایوں پر کھڑا تھا لیکن اب چوتھا پایہ بھی موجود ہے؟
جواب ملا کہ انگوٹھی جو اس پائے سے بنائی گئی تھی واپس آگئی ہے اس لیے یہ تخت بھی اپنی اصلی حالت پر نظر آ رہا ہے۔ (مناقب ابن شہر آشوب)

(۲۳) — جناب فاطمہ کا وکیل اللہ ہے

کتاب مناقب میں مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کسی جنگ پر جانے لگے تو حضرت فاطمہ نے ہر وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ " رَبِّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا " (سورہ مزمل آیت ۹)
یعنی (اللہ مشرق و مغرب کا رب ہے کوئی اللہ نہیں ہے سوائے اس کے پس اسی کو اپنا وکیل بناؤ۔)

(۲۴) — اللہ کو جناب فاطمہ کا رنجیدہ ہونا گوارا نہیں

صحیح دارقطنی میں مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا اس چور نے کہا، یا رسول اللہ! اسلام لانے میں تو آپ نے اس کو بڑھانے کا حکم دیا تھا اور اب خود ہی اس کو کاٹنے کا حکم دے رہے ہیں۔

آنحضرت نے فرمایا۔ " لو كانت ابنتی فاطمۃ " اگر میری بیٹی فاطمہ بھی اس جرم کا ارتکاب کرتی تو میں اس کو بھی معاف نہ کرتا۔

جب جناب فاطمہ زہرا نے سنا تو آپ کو رنج ہوا۔ اللہ تعالیٰ کو آپ کا رنجیدہ ہونا گوارا نہ ہو تو حضرت رسول خدا کے لیے یہ آیت نازل فرمائی " وَلَئِنْ أَشْرَكَ يُبْدِلْهُ عُنُقًا " (سورہ الزمر آیت ۲۵) (اے رسول!) اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا سارا عمل

حبط کر لیا جاتا۔

اللہ تعالیٰ کا یہ قول سن کر حضرت رسول خدام کو رنج ہوا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی (تاکہ آنحضرت کا رنج دور ہو جائے) " لَوْ كَانَتْ فِيهِمَا إِلَهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا " (اے ہلے حبیب!) اگر ان میں (آسمان و زمین میں) اللہ کے علاوہ دوسرے معبود بھی ہوتے تو ان دونوں میں فساد برپا ہو جاتا۔ (سورہ الانبیاء آیت ۲۲)

یہ سن کر حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تعجب ہوا تو حضرت جبریل امین نازل ہوئے انہوں نے کہا کہ آپ کے اس جملے سے فاطمہ کو رنج ہوا اس لیے یہی آیت اس کو خوش کرنے کے لیے نازل کی تھی لیکن جب تمہیں رنجیدہ دیکھا تو دوسری آیت تمہاری خوشی کے لیے نازل کی۔ (صحیح دارقطنی - مناقب شہر آشوب)

(۲۵) — جناب رسول اللہ نے جناب فاطمہ

کے بدلے آسیہ گردانی کی

کتاب الغصائل و کتاب الروضہ میں مرقوم ہے کہ ایک دن جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام کے گھر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ حضرت علی اور حضرت فاطمہ دونوں مل کر چپکی میں آٹا پیس رہے ہیں آنحضرت نے فرمایا، تم دونوں میں سے کون تمک گیا ہے؟
حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا، یا رسول اللہ! فاطمہ (تمک گئی ہیں)

آنحضرت نے فرمایا، بیٹی اٹھو۔

آپ اٹھ گئیں تو خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی جگہ بیٹھ کر حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ آٹا پیسنے لگے۔ (کتاب الغصائل - کتاب الروضہ)

(۲) آسیہ گردانی بد مذہب اور کفری

حسن بصری اور ابن اسحاق نے عمار اور عبیدہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم نے حضرت فاطمہ زہرا کو سوتا ہوا پایا اور دیکھا کہ آپ کی آٹا پیسنے کی جگہ خود بخود چل رہی ہے لہذا ہم نے یہ واقعہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتلایا۔

آپ نے ارشاد فرمایا، اللہ کو علم تھا کہ اس کی کتیر تمک کر سوتی ہے۔ اس لیے اس نے چپکی کو بد مذہب و کفری کر دیا کہ وہ کتیر تمک کرے۔

فرشتے کے گہوارے جنبانی

۳

اس روایت کو ابو القاسم بستی نے مناقب حضرت امیر المؤمنین علیؑ میں اور البوصاح مؤذن نے اپنی کتاب الرعین میں اور ابن فیاض نے شرح الاخبار میں تحریر کیا ہے اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ بسا اوقات حضرت فاطمہؑ زہراؑ نماز و عبادت میں مشغول ہوتیں اور آپ کے بچے (حسن و حسین) رونے لگتے۔ تو دیکھا جاتا کہ گہوارے پلٹے لگا، اور فرشتہ اس کو ہلارہا تھا۔

فرشتے کے آسیہ گردانی (ہروایت سلمان)

حضرت سلمان فارسی سے مروی

ہے کہ ایک مرتبہ حضرت فاطمہؑ زہراؑ بیٹھی ہوئی تھیں، آپ کے سامنے چکی تھی جس میں جو بیس رہی تھیں اور اس کے دستے پر آپ کے ہاتھوں سے نکلا ہوا خون بھی لگا ہوا تھا، نیز گھر کے ایک گوشے میں حضرت امام حسینؑ بھوک سے بلبلارہے تھے۔ میں نے دیکھا تو عرض کیا 'بنت رسول! آپ کے ہاتھوں سے خون بہنے لگا ہے آپ کے یہاں فضلہ بھی تو موجود ہے یہ کام ان کے حوالے کیجیے۔

آپ نے فرمایا، 'ہاں میرے پیر زہراؑ نے مجھے ہدایت فرمائی ہے کہ ایک دن فضلہ سے کام لو اور ایک دن تم خود کرو۔ کل وہ کام کر چکی ہے آج میری باری ہے۔

میں نے عرض کیا، 'اچھا' میں بھی تو آپ کے پیر زہراؑ کا آزاد کردہ غلام ہوں مجھے حکم دیکھیے کہ میں یا چکی بیسوں یا آپ کے فرزند حسینؑ کو پہلاؤں۔

آپ نے فرمایا، 'تم چکی پیس لو اپنے بیٹے کو میں ہی بہتر صورت سے پہلا سکتی ہوں چنانچہ میں جو بیس لگا اور ابھی تھوڑے ہی جو پیسے تھے کہ مسجد میں نماز کے لیے آقاؑ شروع ہو گئی۔ میں نے چکی چھوڑی اور جا کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب نماز سے فارغ ہوا تو وہاں حضرت علیؑ مل گئے میں نے ان سے سارا حال بیان کیا وہ آبدیدہ ہو گئے اور فوراً مسجد سے گھر واپس تشریف لائے، پھر وہاں سے مسکراتے ہوئے پلٹے۔ حضرت رسولؐ نے مسکرانے کا سبب پوچھا۔

حضرت علیؑ نے عرض کیا، میں ابھی فاطمہؑ زہراؑ کے پاس گیا تھا، دیکھا کہ وہ لیٹی ہوئی ہیں ان کے سینے پر حسینؑ سو رہے ہیں، سامنے چکی رکھی ہوئی ہے جو خود بخود چل رہی ہے چلانے والا نظر نہیں آتا۔

میں نے آنحضرتؐ کو مسکراتے اور فرمایا، 'علی! کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ کے کچھ فرشتے انہیں جو زمین پر گھومتے رہتے ہیں ان کا یہ کام ہے کہ قیامت تک اللہ کی خدمت کرتے رہیں (اللہ تعالیٰ)

فرشتے کے آسیہ گردانی (ہروایت ابو ذر)

۵

حضرت ابو ذر کا بیان ہے کہ ایک

مرتبہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ جاؤ علیؑ کو بلا لاؤ۔

میں نے حضرت علیؑ کے گھر جا کر دروازے سے آواز دی، لیکن اندر سے کوئی جواب نہ ملا، البتہ چکی چلنے کی آواز برابر رہی تھی میں نے دیکھا کہ چکی خود بخود چل رہی تھی۔ میں نے پھر آواز دی تو حضرت علیؑ سلام برآمد ہوئے اور ہم دونوں آنحضرتؐ کے پاس پہنچے۔ آپ نے ان سے کچھ آہستہ آہستہ باتیں کیں جسے میں سمجھ نہ سکا۔

میں نے آنحضرتؐ سے عرض کیا، یا رسول اللہ! مجھے بڑا تعجب ہے کہ حضرت علیؑ کے گھر میں چکی خود بخود چل رہی تھی۔

آپ نے فرمایا، امیر بیٹی فاطمہؑ کا دل اللہ نے ایمان و یقین سے بھر دیا ہے۔ اس کو معلوم ہے کہ فاطمہؑ کس قدر کمزور و ناتواں ہے اس لیے روزمرہ کے کاموں میں بھی اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتا ہے۔ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ کچھ فرشتے آل محمدؐ کی خدمت و معاونت پر متعین ہیں۔ (الخروج والرجوع)

حضرت بلالؓ کے آسیہ گردانی

۶

کتاب تنبیہ الخواطر میں مرقوم ہے کہ:

بعض اوقات ایسا ہوتا تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے لوگ نماز کے وقت مسجد میں بیٹھے ہوتے حضرت بلالؓ کا انتظار کرتے رہتے تھے کہ وہ اگر اذان کہیں تاکہ نماز شروع کی جائے۔ بلالؓ جب کچھ تاخیر سے پہنچتے تھے تو آنحضرتؐ تاخیر کی وجہ دریافت فرماتے تھے۔

وہ جواب میں عرض کرتے تھے یا رسول اللہ! میں شہزادی فاطمہؑ کے مکان کی طرف سے گذر رہا تھا کہ دیکھا کہ آپ اپنے بیٹے حسنؑ کو گود میں بیکر چکی پستی جاتی ہیں اور روتی جاتی ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ اگر آپ کی مرضی ہو تو میں آپ کے بیٹے کو پہلاؤں یا آپ اپنے بیٹے کو پہلاؤں چکی میں بیس دوں۔

حضرت فاطمہؑ زہراؑ نے فرمایا، نہیں بچے کو تم مجھ سے بہتر پہلا سکو گے۔ میں نے یہ جواب سن کر حسی سنبھالی اور پیسے لگا، اس لیے آنے میں تاخیر ہوئی۔ آپ نے فرمایا، تم نے فاطمہؑ پر ترس کھایا، اللہ تم پر رحم فرمائے گا۔

۲۶۔ جناب فاطمہ کیلئے طعامِ جنت کا آنا

ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ اور حضرت علی نے گھر کے کام آپس میں تقسیم کر لیے تھے۔

چنانچہ حضرت فاطمہ نے اندرونِ خانہ کے کام، آٹا تیار کرنا، اسے گوندھنا، روٹی پکانا اور گھر کو صاف ستھرا رکھنا اپنے ذمہ لے لیا تھا اور حضرت علی نے باہر کے کام، اناج مہیا کرنا، ایندھن جگ کرنا وغیرہ اپنے ذمہ لیا تھا۔

ایک روز حضرت علی نے جناب فاطمہ زہرا سے پوچھا، آج تمہارے پاس کھانے کے لیے کیا ہے؟

انہوں نے کہا، اُس ذات کی قسم جس نے آپ کے حق کو بلند کیا ہے، میرے گھر میں تین روز سے کچھ نہیں ہے جو کچھ تھا وہ آپ کے سامنے حاضر کرتی رہی۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، پھر تم نے مجھ سے کیوں نہیں کہا۔ حضرت فاطمہ زہرا نے فرمایا، مجھے میرے پدر بزرگوار نے منع فرمایا ہے کہ آپ سے کسی چیز کا سوال نہ کروں، اور یہ بھی فرمایا ہے کہ نبی اگر تیرا ابن عم کچھ گھر میں لائے تو لے لینا اور اس سے کچھ نہ مانگنا۔

یہ جواب سن کر حضرت علی گھر سے باہر تشریف لے گئے اور کسی سے ایک دینار قرض لیا، ابھی واپس گھر بھی نہ پہنچے تھے کہ راستے میں مقدار سے ملاقات ہو گئی۔ آپ نے دریافت فرمایا، اے مقداد! خبریت تو ہے، اس وقت تم گھر سے کیسے نکلے؟ انہوں نے جواب دیا، یا امیر المؤمنین! اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو عظیم المرتبت بنایا، میں اس وقت شدید بھوک کی وجہ سے گھر سے نکلا ہوں۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا اِس وقت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود تھے؟

آپ نے فرمایا، ہاں اُس وقت آنحضرت زندہ تھے۔ بہر حال حضرت علی علیہ السلام نے مقدار سے فرمایا، میں بھی اسی وجہ سے گھر سے آیا ہوں تاکہ کچھ آرزو مہیا کر کے گھر میں لے جاؤں۔ مجھے ایک دینار قرض مل گیا ہے، مگر اب تم اسے لے جاؤ اور اپنی ضرورت پوری کر لو۔

حضرت علی علیہ السلام مقدار کو دینار دیکھ کر تشریف لائے۔ دیکھا کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں اور فاطمہ نماز میں مشغول ہیں اور ان دونوں کے درمیان کوئی چیز سر پوش سے ڈھکی ہوئی رکھی ہے۔ نماز سے فارغ ہو کر فاطمہ نے سر پوش ہٹا کر دیکھا تو ایک طبق میں گوشت اور روٹی رکھی ہوئی تھی۔

حضرت علی علیہ السلام نے پوچھا، اے بنتِ رسول! یہ طعام تمہارے پاس کہاں سے آیا ہے؟

حضرت فاطمہ نے فرمایا، 'هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُزِقُّ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ' (یہ اللہ نے بھیجے ہے اور اللہ دقیق سے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اے علی! میں تمہاری اور فاطمہ کی مثال بیان کروں؟

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا، جی ہاں، بیان فرمائیے۔ آنحضرت نے فرمایا، تمہاری مثال ذکر کرتا ہوں جس وقت وہ حضرت مریم کے پاس محراب میں داخل ہوتے تھے اور ان کے پاس کھانا تو بیچتے تو کہتے تھے:

لے مریم! یہ کھانا تمہارے پاس کہاں سے آیا ہے؟ وہ فرماتیں: یہ اللہ کے پاس سے آیا ہے اور اللہ تو جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔

الغرض پھر سب نے اس طبق سے ایک ماہ تک کھانا کھایا، اور یہی وہ طبق ہے جس سے حضرت قائم آل محمد کھانا تناول فرمائیں گے، وہ طبق ہمارے پاس اب بھی موجود ہے۔ (تفسیر عیاشی)

کتاب الخراج والخراج میں مروی ہے کہ ایک دن صبح کو حضرت علی علیہ السلام نے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے دریافت فرمایا کہ کیا کچھ کھانے کے لیے موجود ہے؟ حضرت فاطمہ زہرا نے فرمایا، نہیں، اس وقت تو گھر میں کچھ نہیں ہے۔

یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام گھر سے چلے اور کسی سے ایک دینار قرض لیا تاکہ اس کے کچھ کھانے کا سامان خریدیں۔ ناگاہ مقدار پر نظر پڑی، وہ بھی اسی فکر میں تھے۔ آپ نے وہ دینار مقدار کے حوالے فرمایا، اور خود مسجد رسول میں پہنچے۔ وہاں ظہر وعصر کی نماز خباب رسول اکرم کے ساتھ ادا کی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتہائی مشفقانہ انداز میں حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور حضرت فاطمہ زہرا کے مکان پر تشریف لائے۔ دیکھا کہ وہ مسخرہ اپنے منہ سے پھینک رہے تھے۔

اعدان کے پیچھے ایک بڑا پیالہ رکھا ہوا ہے جس سے (کھانے کی) خوشبو آ رہی ہے۔ حضرت فاطمہ زہرا نے آنحضرت کی آواز سنی تو حجرے سے باہر نکلیں، باپ کو سلام کیا۔ آنحضرت اپنی بیٹی کی سب سے زیادہ عزت کرتے تھے چنانچہ آپ نے بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا، بیٹی شام ہو گئی ہے اب ہمارے لیے کھانے کا انتظام کرو۔

حضرت فاطمہ نے وہ پیالہ لاکر آنحضرت کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے پوچھا، بیٹی یہ کھانا کہاں سے آیا ہے۔ ایسا خوش رنگ خوشبودار اور لذیذ کھانا تو میں نے کبھی دیکھا بھی نہ تھا۔

اس کے بعد آپ نے حضرت علیؑ کے دوش پر ہاتھ رکھ کر فرمایا، سنو یہ تمہارے اس دینار کا بدلہ ہے (جو تم نے مقدار کو دیدیا تھا)۔ واقعاً اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔

(الخزاع والبرج)

• علامہ زمخشری نے اپنی تفسیر کشاف میں حضرت زکریا اور حضرت مریم کا قصہ تحریر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مروی ہے کہ ایک مرتبہ قحط کا زمانہ تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھوکے تھے حضرت فاطمہ زہرا نے آپ کے لیے دو روٹیاں اور تھوڑا سا گوشت ایک پیالے میں رکھ کر بھیج دیا۔ آپ وہ پیالہ لیے ہوئے بیٹی کے پاس تشریف لائے اور فرمایا بیٹی! ذرا ادھر آؤ۔

جب آپ تشریف لائیں تو آپ نے اس پیالے کا ڈھکن اٹھایا اور دیکھا کہ پورا پیالہ روٹی اور گوشت سے بھرا ہوا ہے۔ یہ دیکھ کر حضرت فاطمہ کو بڑی حیرت ہوئی آپ سمجھ گئی کہ یہ اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔

آنحضرت نے دریافت فرمایا، بیٹی! یہ اتنا زیادہ کھانا کہاں سے آگیا تھا جو تم نے میرے لیے بھیج دیا۔

حضرت فاطمہ زہرا نے فرمایا، بابا! یہ اللہ کی جانب سے آیا ہے بیشک اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔

آنحضرت نے فرمایا، اس خدا کا شکر ہے جس نے تم کو نبی اسرائیل کی سیدہ نسا (حضرت مریم) کی شبیہ بنا دیا۔ اس کے بعد آنحضرت نے حضرت علیؑ و امام حسنؑ و امام حسینؑ اور تمام اہل بیت کو بلایا۔ سب نے مل کر کھانا کھایا، اس کے باوجود جتنا کھانا اس پیالے میں پہلے سے موجود تھا اتنا ہی کھانا کھانے کے بعد باقی رہ گیا جناب فاطمہ نے وہ باقی ماندہ کھانا اپنے تمام

(تفسیر کشاف علامہ زمخشری)

بڑوں میں تقسیم کر دیا۔

• حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی دن سے کچھ کھایا نہ تھا، سخت بھوک محسوس فرما رہے تھے۔ آپ کی ازواج کے یہاں کچھ نہ تھا۔ آپ حضرت فاطمہ زہرا کے گھر تشریف لائے اور فرمایا: بیٹی! کچھ کھانے کے لیے اگر ہو تو لے آؤ۔

حضرت فاطمہ نے فرمایا، بابا جان! میرے پاس بھی کھانے کیلئے کچھ نہیں ہے آنحضرت وہاں سے اپنے بیت الشرف تشریف لے گئے۔ اسی وقت حضرت فاطمہ کی کینز آپ کے پاس دو روٹیاں اور کچھ گوشت لیس کر حاضر ہوئی۔ آپ نے اسے لیس کر ایک ٹوکری میں رکھ کر ڈھک دیا اور فرمایا، واللہ! میں اسے خود کھانے یا کسی کو کھلانے سے بہتر سمجھتی ہوں کہ اپنے بابا کو کھلا دوں، حالانکہ اس وقت آپ خود اور بچے وغیرہ بھی بھوکے تھے۔ آپ نے فوراً حسن و حسین کو آنحضرت کے بلانے کے لیے بھیجا آپ تشریف لائے۔

حضرت فاطمہ نے عرض کیا، بابا! اللہ تعالیٰ نے کچھ کھانے کے لیے طعام بھیجا ہے جسے میں نے آپ کے لیے رکھ دیا ہے۔

آنحضرت نے فرمایا، بیٹی لاؤ، دیکھیں اللہ تعالیٰ نے کیا بھیجا ہے؟ حضرت فاطمہ نے ٹوکری کھول کر دیکھی تو پوری ٹوکری روٹیوں اور گوشت سے بھری ہوئی تھی۔ یہ دیکھ کر آپ کو مکمل یقین ہو گیا کہ یہ واقعاً اللہ تعالیٰ ہی کی جانب سے ہے۔ آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور اپنے پدر گرامی پر درود بھیجا اور اس کو لے کر آنحضرت کے پاس آئیں۔ آنحضرت نے بھی اللہ کا شکر ادا کیا اور پوچھا:

بیٹی! تم تو کہتی تھیں کہ تھوڑا سا کھانا ہے، یہ تو کافی مقدار میں ہے۔ حضرت فاطمہ نے عرض کیا، بابا! کیونکہ ہومن عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب۔ (یہ اللہ کی جانب سے آیا ہے بیشک اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔)

پھر آنحضرت نے حضرت علیؑ کو بلایا، بچوں (حسن و حسین) کو بھی بلایا اور سب نے مل کر کھانا کھایا، تمام ازواج کو بھی کھلایا۔

حضرت فاطمہ فرماتی ہیں کہ اتنے آدمیوں نے کھانا کھایا، اس کے باوجود اس ٹوکری میں کچھ کمی نہ ہوئی کھانا بقیہ اس میں بھرا ہوا تھا۔ تب میں نے اپنے پڑوس کو بھی وہ کھانا کھلایا اللہ تعالیٰ نے اس میں بڑی برکت عطا فرمائی۔

(الخزاع والبرج)

۲۷ = طعامِ جنت کا آنا اور شیطان کا سوال

حضرت امیر المومنینؑ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا کی کچھ طبیعت ناساز ہوئی تھی۔ پوچھا بیٹی! کیا حال ہے؟

انہوں نے عرض کیا، بابا! اس وقت کوئی اچھی چیز کھانے کو جی چاہتا ہے۔ یہ سن کر آنحضرتؐ گھر کے اندر سے ایک طبق اٹھا کر لے آئے جس میں منقے پنیر، مینڈھی روٹی اور انگوروں کے خوشے تھے اور حضرت فاطمہؑ زہرا کے سامنے رکھ دیا۔ پھر آپ نے اس پر بسم اللہ پڑھ کر دم کیا اور کہا آؤ ہم سب مل کر کھاؤ۔ چنانچہ آپ کے ساتھ حضرت فاطمہؑ زہرا، حضرت علیؑ اور حضرت امام حسنؑ و امام حسینؑ نے کھانا شروع کیا کہ اتنے میں کسی نے دروازے پر آکر سوال کیا اور بولا 'السلام علیکم، اللہ تعالیٰ نے جو رزق تم کو دیا ہے اس میں سے کچھ مجھے بھی کھلاؤ۔'

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ڈانٹ کر کہا، 'دور ہو جامِ دودھ۔' جناب فاطمہؑ زہرا نے عرض کیا، 'بابا! آپ نے تو کسی کسی سائل کو اس طرح ڈانٹ کر نہیں بھگایا، آج یہ کیا بات ہے؟' آپ نے فرمایا، 'بیٹی! یہ شیطان مردود تھا، جب جبل امین جنت سے یہ کھانا تمہارے لیے لائے تو شیطان مردود نے چاہا کہ اس میں سے اسے کچھ مل جائے لیکن وہ اس کا مستحق نہیں۔' (مصباح الانوار)

۲۸ = جناب فاطمہؑ کی شدت گرسنگی آنحضرتؐ کو گوارا نہ تھی

عمران بن حصین کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ وہاں حضرت فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا تشریف لائیں، بھوک کی شدت سے ان کا چہرہ متغیر ہو رہا تھا۔

آنحضرتؐ نے دیکھا تو فرمایا، 'بیٹی! قریب آؤ۔' جب آپ قریب آئیں تو آنحضرتؐ نے دعا فرمائی، 'اے بھوکوں کو میرے کرنے والے

پروردگار! اے پسحق کو بلندی عطا کرنے والے! فاطمہؑ کی بھوک کی شدت کو ختم فرمادے۔ راوی کا بیان ہے کہ اس دعا کے بعد میں نے دیکھا کہ حضرت فاطمہؑ جو ابھی کھین تھیں، بچے چہرے کی زردی تبدیل بسرخی ہو گئی، چہرے پر خون دوڑنے لگا اور آبِ ہشاش بشاش نظر آنے لگیں۔ خود حضرت فاطمہؑ زہرا کا بیان ہے کہ اس کے بعد پھر مجھے بھی بھوک کی شدت نے اس قدر پریشان نہیں کیا۔ (الاصحاح والبرج)

۲۹ = ذریتِ رسولؐ کیلئے حدیث

موسیٰ بن اسماعیل نے اپنے باپ سے اور انہوں نے حضرت موسیٰ بن جعفر سے اور انہوں نے اپنے ابا سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ سلام اللہ علیہا کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیٹی فاطمہؑ کے پاس تھے کہ دروازے پر ایک سائل نے آواز دی۔ حضرت فاطمہؑ نے اپنے گالے سے قلابہ اتارا اور سائل کو دے دیا۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، 'اے فاطمہؑ! ہم دونوں کے عادات و خصائل ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔ اس کے بعد فرمایا: 'جو ہماری ذریت کو اذیت دے گا یا ہمارا خون بہائے گا اس پر میرا اور اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوگا۔' (املائے مشرق)

کشف الغم میں بھی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے اسی کے مثل روایت منقول ہے۔

تفسیر علی بن ابراہیم میں ہے کہ آیه مبارکہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْآخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا (سورۃ الاحزاب آیت ۵۷)

یعنی (بیشک جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ کو اذیت پہنچاتے ہیں ان پر ضیاءِ آخرت میں اللہ کی لعنت ہے اور ان کے لیے رسوا کن عذاب مہیا کر رکھا ہے۔)

یہ آیت ان لوگوں کے لیے نازل ہوئی جنہوں نے امیر المومنین کے حق کو غضب کیا، فاطمہؑ زہرا کے حق کو چینا اور انہیں اذیت پہنچائی، اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے فاطمہؑ کو میری حیات میں اذیت پہنچائی، ایسا ہی ہے گویا اس نے ان کو میری موت کے بعد اذیت پہنچائی اور جس نے ان کو میری موت کے بعد اذیت پہنچائی ایسا ہی ہے گویا اس نے ان کو میری حیات میں اذیت پہنچائی اور جس نے فاطمہؑ کو اذیت پہنچائی اس نے

مجھے اذیت پہنچانی جس نے مجھے اذیت پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی۔ اس لیے کہ اللہ کا ارشاد ہے: "إِنَّ الدِّينَ يُؤَدُّونَ اللَّهُ وَرَسُولًا" (سورۃ الاحزاب ۵۰) (تفسیر علی بن ابراہیم)

۳۰ = حضرت علیؑ کی گرفتاری اور حضرت فاطمہؑ زہرا کی فریاد

ابو جعفر طوسی نے اپنی کتاب اختیار الرجال میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور حضرت سلمان فارسی کی یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو آپ کے گھر سے نکال کر لے جایا گیا تو حضرت فاطمہ زہرا آپ کے پیچھے پیچھے تھیں اور کہتی تھیں: "لے لوگو! میرے ابن عم کو چھوڑ دو۔ اُس ذات کی قسم جس نے محمد کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر تم نے علی کو چھوڑا تو میں اپنے سر کے بال کھول دوں گی اور رسول اللہ کا سر میں اپنے سر پر رکھ کر مارا گا و الہی میں فریاد کروں گی۔ اور یاد رکھو کہ نافع صالح اللہ کے نزدیک میرے بچوں سے زیادہ محترم نہیں ہے۔"

حضرت سلمان کا بیان ہے کہ ابھی آپ نے اتنا ہی فرمایا تھا کہ میں نے دیکھا، مسجد رسول کی دیواریں بنیاد سے اکھڑ کر ہوا میں معلق ہو گئیں اور اتنی بلند ہوئیں کہ ایک انسان اُس کے نیچے سے باسانی گذر سکتا تھا۔ یہ دیکھ کر میں آپ کے قریب گیا اور عرض کیا کہ بنت رسول! آپ کے پدر بزرگوار کو اللہ نے عالین کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور آپ ان کے لیے عذاب کی دُعا نہ فرمائیں۔ یہ سن کر شہزادی بد دعا سے باز رہیں اس کے بعد مسجد کی دیواریں زمین پر اس طرح بیٹھیں کہ ان کے بیٹھنے سے گداؤٹھی جو ہماری ناک تک پہنچی۔

۳۱ = قیامت کے دن ملاقات

امالی میں ہے کہ جابر بن عبد اللہ انصاری نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت فاطمہ زہرا نے اپنے پدر بزرگوار سے عرض کیا: یا ابا جان! قیامت کا دن تو بڑا ہی ہونک ہوگا، بڑا مجمع ہوگا لوگ چیخ چلا رہے ہوں گے! ایسے ماحول میں آپ مجھے کس مقام پر لیں گے؟ آپ نے فرمایا: شے میری تخت جگر و لولہ نظر فاطمہ! میں اُس روز دروازہ جنت پر ہوں گا، میرے پاس اولاد جمع ہوگا، میں اُس وقت اپنی اُمت کی شفاعت کر رہا ہوں گا۔

حضرت فاطمہؑ نے عرض کیا، یا ابا جان! اگر آپ بالفرض وہاں نہ ملے تو پھر میں آپ کو کہاں دیکھوں؟

آنحضرتؐ نے فرمایا، اگر وہاں نہ مل سکا تو حوض کوثر پر پہنچ جانا، میں وہاں پر اپنی اُمت کو پانی پوارا ہوں گا۔ حضرت فاطمہؑ نے عرض کیا، یا ابا جان! اگر آپ وہاں بھی نہ ملے تو پھر آپ مجھے کہاں میں گئے؟

آنحضرتؐ نے فرمایا، پھر مجھے بیل صراط پر دیکھ لینا، میں وہاں کھڑا کھڑا رہا ہوں گا، پروردگار! میری اُمت سلامت رہے۔

حضرت فاطمہؑ نے عرض کیا، یا ابا جان! اگر آپ وہاں بھی نہ ملے، تو؟ آنحضرتؐ نے فرمایا، پھر مجھے مقام میزان پر دیکھنا، میں وہاں اپنی اُمت کی سلامتی کی دعا کر رہا ہوں گا۔

حضرت فاطمہؑ نے عرض کیا، اگر آپ وہاں بھی نہ ملے، تو؟ آنحضرتؐ نے فرمایا، پھر جہنم کے کنارے دیکھنا، میں اپنی اُمت کو جہنم کے شعلوں اور شراروں سے بچا رہا ہوں گا۔

یہ سن کر حضرت فاطمہؑ خوش ہو گئیں۔ اللہ ان پر ان کے پدر عالیقدر پر ان کے شوہر نامدار پر اور ان کی اولاد طاہرین پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ (امالی شیخ صدوق، کشف الغمہ)

۳۲ = عورت کینے سے بہتر بات؟

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک روز میں بزم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود تھا کہ اثناء گفتگو آپ نے ہم سے پوچھا: بتاؤ کہ عورتوں کے لیے کیا بہتر ہے؟ ہم اس کے جواب سے عاجز رہے۔ لیکن جب میں اپنے گھر فاطمہؑ کے پاس آیا تو میں نے یہ سوال ان سے دریافت کیا۔

فاطمہؑ زہرا نے کہا: اے ابوالحسن! اس کا جواب یہ ہے کہ عورت کے لیے اسی سے بہتر کوئی اور بات نہیں کہ نہ وہ کسی (غیر) مرد کو دیکھے نہ کوئی (غیر) مرد سے دیکھے۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب میں دوبارہ خدمت رسول اللہ میں پہنچا تو عرض کیا، یا رسول اللہ! عورت کے لیے سب سے بہتر یہ ہے کہ نہ وہ کسی غیر مرد کو دیکھے اور نہ کوئی

غیر وائے دیکھے۔“

آنحضرتؐ نے فرمایا، یہ جواب تمہیں کس نے بتایا ؟
میں نے عرض کیا، فاطمہؑ نے نہرائے۔

آنحضرتؐ نے یہ جواب بہت پسند فرمایا، اور ارشاد فرمایا، ”فاطمہ بضعة
مستی“ کیونکہ میں فاطمہؑ بھی تو میرا ہی ایک جزو ہے۔
• کشف الغمہ میں ابوسعیدؓ سے بھی اسی کے مثل روایت ہے۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۲۹-۲۷)

• امام مالکؒ نے شیخ صدوقؒ میں بھی ابوسعیدؓ کی یہی روایت اپنے اسناد کے ساتھ رقم

۳۳ = موئن کو تین باتوں کا لحاظ رکھنا چاہیے

نہارہ نے حضرت امام
جعفر صادقؑ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت فاطمہؑ زہراؑ سلام اللہ علیہا
اپنے پدر بزرگوارؑ کی خدمت میں آئیں اور اپنے حالات کی تنگی کی شکایت کی۔

آپؑ نے انہیں یہ نصیحت فرمائی کہ جو شخص اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے اس پر لازم ہے کہ اپنے پڑوسی
کو نہ ستائے۔“

”جو شخص اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے اس پر لازم ہے کہ اپنے مہمان
کا اکرام کرے۔“

”جو شخص اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے اس پر لازم ہے کہ بھلی بات منہ
سے نکالے ورنہ خانقوش رہے۔“
(کافی)

۳۴ = شان نزول آیات

① کتاب مناقب ابن شہر آشوب میں رقم
کہ خرگوشی نے اپنی کتاب ”لوامع اور شرن المعطی“ میں اپنے اسناد کے ساتھ مسلمان سے
ابو بکر شیری نے اپنی کتاب میں ابوصالح سے، ابواسحاق ثعلبی و علی بن احمد طائی و ابو جعفر
بن طلحہ قطان نے اپنی اپنی تصانیف میں سعید بن جبیر و سفیان ثوری سے اور حافظ ابوالنعم نے اپنی
کتاب ”فیہ ما نزل من القرآن فی امیر المؤمنین“ میں محمد بن مسلمہ سے انہوں نے ثابت کیے

انہوں نے انس سے، انہوں نے ابومالک سے، انہوں نے ابن عباس سے اور قاضی
نطنزی نے سفیان بن عیینہ سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادقؑ علیہ السلام سے روایت
کی ہے کہ آپؑ نے آیہ ”مَرَجَ الْكٰفِرِيْنَ يَلْتَقِيْنَ ۗ (سورة الرحمن آیت ۱۹)
ترجمہ: (انہوں نے دو دریا بہائے جو باہم ملتے ہیں)

کی تفسیر میں ارشاد فرمایا کہ: حضرت علیؑ علیہ السلام اور جناب فاطمہؑ زہراؑ سلام اللہ علیہا
دو بحر عمیق (بڑے گہرے دریا) ہیں جو ایک دوسرے سے بغاوت نہیں کرتے (اور نہ
ایک دوسرے پر حاوی ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔)

② ایک دوسری روایت میں ہے کہ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ (سورة الرحمن آیت ۲)
ترجمہ: (ان کے درمیان ایک حد فاصل ہے)

سے مراد حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔ (جمن سے یہ دونوں
تجاوز نہیں کرتے) اور يَخْرُجُ مِنْهُمَا التُّرَابُ وَالْمَرْجَانُ (سورة الرحمن آیت ۲۲)
ترجمہ: (ان دونوں سے مٹی اور موتی نکلے ہیں)

سے مراد حسن و حسین ہیں۔

③ قرآن مجید کی آیہ ”فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمُ اَنِّي لَافْضِعُ
عَمَلِ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّمَّنْ ذَكَرْتُ اَوْ اُنْثَىٰ (آل عمران آیت ۱۹۵)
ترجمہ: (پس ان کے پروردگار نے ان کی دعا قبول فرمائی (یہ فرماتے ہوئے کہ) بیشک میں تم
میں سے کسی عمل کرنے والے عمل کو ضائع نہیں کرتا خواہ وہ مرد ہو یا عورت)

کی تفسیر میں حضرت عمار بن یاسرؓ کہتے ہیں کہ اس آیت میں ذکر سے مراد حضرت علیؑ علیہ السلام ہیں،
اور اُنْثَىٰ سے مراد جناب فاطمہؑ زہراؑ سلام اللہ علیہا ہیں، اور یہ آیت اُس وقت نازل ہوئی
جب حضرت علیؑ و فاطمہؑ کے سے ہجرت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مدینہ آئے۔

④ حضرت امام محمد باقرؑ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید کی آیہ ”وَمَا
خَلَقَ الذُّكُوْرَ وَالْاُنْثَىٰ“ (سورة التیل آیت ۲)

ترجمہ (اور قسم ہے اُس کی جس نے نر اور مادہ (مرد اور عورت) پیدا کیے)

میں ذکر سے مراد حضرت علیؑ امیر المؤمنین اور اُنْثَىٰ سے مراد جناب فاطمہؑ زہراؑ ہیں۔ اور
”صَدَقَ بِالْحَقِّ“ (اسی آیت ۲) اور اچھی باتوں کی تصدیق (علا) کا۔

سے مراد یہ ہے کہ حضرت علیؑ علیہ السلام نے روزہ رکھ کر نذر پوری کی اور حالت رکوع میں انگوٹھی کا صدقہ دیا۔
مقداد کو دینار دے کر لیا اور یہ بھی مراد ہے کہ آپؑ نے جنت اور دُشَمَانِ خدا کی تصدیق کی۔

فَسَيُكْرَمُونَ لِيَسْرَى ۝ (آئین آیت) ترجمہ: (پس ہم جلدی اُس کے لیے راحت اور آسانی کے اسباب فراہم کر دیں گے۔) یعنی اللہ نے ان کو امام بنا دیا (حضرت علی کو امام بنا دیا) اور دیگر ائمہ طاہرین کا والد بنا دیا۔ (سبحان اللہ، کتنا بڑا شرف حاصل ہوا۔)

⑤ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے آیت ”وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلِ (سورۃ آیت ۱۵) ترجمہ: (اور بیشک ہم نے اس سے قبل آدم سے عہد کیا) کے متعلق ارشاد فرمایا کہ وہ عہد محمد و علی و فاطمہ و حسن و حسین اور ائمہ طاہرین کے بارے میں لیا گیا، جو ان حضرات کی ذریت میں سے ہیں۔

⑥ قاضی ابو محمد رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ زہرا کا بیان ہے کہ یہ آیت ”وَلَا تَجْعَلُوا آدَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدِّ عَاءٍ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ ۝ (سورۃ نور آیت ۲۳)“

ترجمہ: (اور رسول کے بلانے کو آپس میں ایک دوسرے کا بلانا نہ سمجھو) کیونکہ رسول کا بلانا اللہ کا بلانا ہے اور تم رسول کو اس طرح نہ بلایا کرو جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔ تفسیر زبان میں ہے جناب فاطمہ فرماتی ہیں کہ جب میرے آقا و سید میرے ابن عم حضرت علی نے یہ آیت تلاوت کی (تو میں ڈری) اور جب میں اس کے بعد اپنے بابا کی خدمت میں گئی تو باہاجان کہہ کر پکارنے کے بجائے یا رسول اللہ! کہہ کر پکارا۔ آپ نے ایک دو دفعہ تو کچھ نہ کہا لیکن اس کے بعد فرمایا اے فاطمہ! یہ آیت نہ تمہارے لیے نازل ہوئی ہے نہ تمہاری ذریت اور نہ تمہارے گھر والوں کے لیے (اس لیے کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں) بلکہ یہ آیت تو بہ مزاج اور بہ تہذیب عربوں کے لیے نازل ہوئی ہے۔

لہذا اے بیٹی! تم مجھے بابا کہہ کر پکارا کرو۔ فانہ اجبار للقلب و ارضی للرب (اس لیے کہ یہ میرے لیے سب سے زیادہ دل کو خوش کرے والا اور سب سے زیادہ رضائے رب کا باعث ہے۔)

⑦ قاضی مظہری نے یہ بھی لکھا ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بارہ مرتبہ کا اشارہ تا ذکر کیا ہے۔

(۱) حضرت حوا کا ذکر : اُسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ (المعالم!) تم اور تمہاری زوجہ جنت میں (چہن سے) رہو۔ (سورۃ البقرہ آیت ۲۵) (۲) زوجہ نوح و زوجہ وڈ کا ذکر : ضَرَبَ اللهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَاَتِ نُوْحٍ قَالَتْ لَوْطُ ۝ (سورۃ التہیم آیت ۱۱)

ترجمہ: (جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اللہ ان کے لیے نوح اور لوٹ کی ازواج کی مثال بیان کرتا ہے۔)

(۴) اَسِيْرِن فِرْعَوْنَ كَاذِرٍ : اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ (سورۃ النعم آیت ۱۱)

ترجمہ: (جب اُس نے کہا اے میرے پروردگار! میرے لیے اپنے پاس جنت میں ایک مکان بنا دے۔)

(۵) زَوْجَةُ اِبْرَاهِيْمَ كَاذِرَةٍ : وَاَمْرَاَتُهُ قَايْسَبَةُ (سورۃ ہود آیت ۱۱) ترجمہ: (اور اُس کی بیوی جو) کھڑی تھی۔

(۶) زَوْجَةُ زَكَرِيَّا كَاذِرَةٍ : وَاَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ ۝ (سورۃ الانبیاء آیت ۲۱) ترجمہ: (اور ہم نے اُس کی بیوی کو اُس کیلئے اچھا بنا دیا۔)

(۷) زَيْنَبُ كَاذِرَةٌ : اَللَّذِينَ حَصَّحَصَّ الْحَقِّ (مرفیوسن آیت ۱۱) ترجمہ: (اب تو حق واضح ہو رہی چکا ہے)

(۸) زَوْجَةُ الْيَتِيْمِ كَاذِرَةٌ : اَتَيْنَهُمْ اَهْلَهُ (سورۃ الانبیاء آیت ۸) ترجمہ: (ہم نے اُس کو اُس کے اہل و عیال دیئے)

(۹) بَلْقِيسُ كَاذِرَةٌ : اِنِّي وَجَدْتُ امْرَاَتًا تَمْلِكُهُمْ (التہائم آیت ۱۲) ترجمہ: (بیشک میں نے ایک عورت کو ان لوگوں پر حکومت کرتے ہوئے پایا۔)

(۱۰) زَوْجَةُ مُوسَىٰ كَاذِرَةٌ : اِنِّي اُرِيدُ اَنْ اُنكِحَكَ (القصص آیت ۲) ترجمہ: (بیشک میں چاہتا ہوں کہ تجھ سے نکاح کروں)

(۱۱) حضرت عائشہ و حفصہ کا ذکر : اِذَا سَرَ الشَّيْءُ الخ (سورۃ التہیم آیت ۳) ترجمہ: (جب نبی نے اپنی کسی ندم سے راز کی بات کہی)

(۱۲) حضرت فاطمہ کا ذکر : وَوَجَدَكَ عَائِدًا فَاغْنِي ۝ (سورۃ الضحیٰ آیت ۱) ترجمہ: (مے نے تجھ کو غنی بنا دیا اور تمہاری غنی نہ تھا)

(۱۳) حضرت فاطمہ کا ذکر : مَرْجَ الْبَحْرِ (سورۃ الرحمن آیت ۱۹) ترجمہ: (اُس نے دودریا بہا کے)

- (۴) حضرت لوط کے لیے فَاسْتَجَبْنَا لَهُ (سورۃ الانبیاء آیت ۴۱)
 (۵) حضرت یونس کے لیے فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِنْ ضُرِّهِ (الانبیاء ۸۴)
 (۶) حضرت زکریا کے لیے فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيٰى (الانبیاء ۹۰)
 (۷) مومنین غلصین کے لیے اَعُوْذِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (الروم آیت ۶)
 (۸) مضطربین کے لیے اَمِّنْ يَّحْيٰى الْمُضْطَّرِّ (النمل آیت ۶۲)
 (۹) دعاء کرنے والوں کے لیے وَاِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ (البقرہ آیت ۱۸۶)
 (۱۰) حضرت فاطمہؑ و حضرت علیؑ کے لیے فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمُ (آل عمران آیت ۱۹۵)

(۳۵) = لَيْلَةُ الْقَدْسِ کی تفسیر

سہیل بن احمد دینوری نے اپنے اسناد کے ساتھ حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ سورۃ اَنَا اَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْسِ میں لَيْلَةُ سے مراد جناب فاطمہؑ زہرا ہیں اور قَدْس سے مراد اللہ ہے۔ پس جس نے جناب فاطمہؑ زہرا کو جو حق پہنچانے کا ہے پہچان لیا تو درحقیقت اس نے لیلۃ القدر کا مفہوم سمجھ لیا اور جناب فاطمہؑ کو فاطمہؑ اس لیے کہا جاتا ہے کہ لوگ ان کی حقیقی معرفت سے دور ہیں۔

(تفسیر قرأت ابن ابراہیم)

(۳۶) = اِحْدَى الْكُبْرَى کی تفسیر

الوجزہ نے حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے قول ” اِنَّهَا لِاحْدَى الْكُبْرَى سَيِّرًا لِلْبَشَرِ ” (سورۃ مدثر آیت ۲۵-۲۶) ترجمہ: (کہ بیشک یہ بڑی نشانوں میں ایک ہے، بشر کو ڈرنے والی ہے) کے متعلق فرمایا کہ اس سے مراد فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا ہیں۔

(تفسیر علی بن ابراہیم)

(۳۷) = اَمْحَضْرَتِ كُوْدَسِ بَالُوْنَ کا اندیشہ

قاضی ابو محمد کرخی نے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دس بالوں کا اندیشہ تھا اللہ تعالیٰ نے ان سے آپ کی حفاظت کی بشارت دی۔

(۱) آنحضرتؐ کو فریق وطن کی تکلیف کا اندیشہ تھا۔ اس کے لیے ارشاد ہوا۔

(A) پھر ان عورتوں کے اوصاف وخصائل بیان کیے

- (سورۃ اعلان آیت ۲۳) حضرت حوا کی توبہ قَالَ رَبَّنَا ظَلَمْنَا
 رَبَّ ابْنِ بِنِي عِنْدَكَ بَيْنَا (تحریم آیت ۱۱) آسیہ زین فرعون کا شوق
 (سورۃ ہود آیت ۷۱) وَامْرَاةٌ قَانِسَةٌ (سورۃ ہود آیت ۷۱) حضرت سارا کی ضیافت
 (النمل آیت ۲۳) اِنَّ الْمَلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً (النمل آیت ۲۳) بلقیس کی عقل
 (القصص آیت ۲۵) فَمَا كُنْتُمْ اِحْدَیْهَا تَمْتَعُوْنَ (القصص آیت ۲۵) زویبہ موسیٰ کی حیا
 (الضحیٰ آیت ۸) وَوَجَدَكَ عَابِلًا فَاَعْنِيْ (الضحیٰ آیت ۸) حضرت خدیجہؑ کا احسان
 (الاحزاب آیت ۳۲) يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ (الاحزاب آیت ۳۲) حضرت عائشہ اور حضرت کیلے تیر۔
 (آل عمران آیت ۲۱) وَنِسَاءٌ نَّآ وَنِسَاءٌ كُمْ (آل عمران آیت ۲۱) حضرت فاطمہؑ کی عصمت

(۱) پھر اللہ تعالیٰ نے دس چیزیں دس عورتوں کو عطا کیں

- (۱) حضرت حوا زویبہ حضرت آدم کو توبہ
 (۲) حضرت سارہ زویبہ حضرت ابراہیم کو مال
 (۳) حضرت رحمت زویبہ حضرت یونس کو عفت
 (۴) حضرت آسیہ زین فرعون کو حرمت
 (۵) حضرت زلیخا زویبہ حضرت یوسف کو حکمت
 (۶) حضرت بلقیس زویبہ حضرت سلیمان کو عقل
 (۷) حضرت برخاندہ ام حضرت موسیٰ کو صبر
 (۸) حضرت مریم ام حضرت عیسیٰ کو صفوت
 (۹) حضرت خدیجہ زویبہ رسول اللہ کو رضا و خوشنودی
 (۱۰) حضرت فاطمہؑ زہرا زویبہ حضرت علی بن ابی طالب کو مسلم۔

(۱۰) پھر اللہ تعالیٰ نے دس اشخاص کی دعا قبول کی جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے

- (۱) حضرت نوح کیلے وَلَقَدْ نَادَيْنَا نُوْحًا فَلْنَعْمَ الْكٰفِرِيْنَ (القصص آیت ۲۵)
 (۲) حضرت یونس کیلے فَاسْتَجَابَ لَهُ رَبُّهُ فَصَرَفْنَا عَنْهُ كَيْدَهُمْ (البقرہ آیت ۲۳)
 (۳) حضرت موسیٰ و حضرت ہارون کے لیے قَدْ اَوْحَيْنَا ذِكْرًا كَيْفَ (سورۃ یونس آیت ۱۰)

بیت المقدس پر یہ لکھا ہوا دیکھا۔ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ أَيَّدَهُ
 بوزیرہ و نصرتہ بوزیرہ (سوائے اللہ کے کوئی خدا نہیں ہے محمد اللہ کے رسول ہیں)
 جن کی مدد میں نے ان کے وزیر کے ذریعے سے کی جن کی نصرت میں نے ان کے وزیر کے ذریعے سے کی
 میں نے جبریل سے پوچھا میرا وزیر کون ہے؟

انہوں نے کہا، علی ابن ابی طالب ہیں۔
 پھر جب سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچا تو اس پر یہ لکھا ہوا دیکھا۔ ”إِنِّي أَنَا اللَّهُ
 لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا وَحْدِي مُحَمَّدٌ صَفْوَتِي مِنْ خَلْقِي أَيَّدَهُ بوزیرہ و نصرتہ
 بوزیرہ“ (بیشک میں ہی اللہ ہوں مجھ تنہا کے سوا کوئی خدا نہیں ہے محمد میری مخلوق
 میں میرے منتخب بندے ہیں، ان کی مدد میں نے ان کے وزیر کے ذریعے سے کی اور ان کی نصرت
 میں نے ان کے وزیر کے ذریعے سے کی ہے)

میں نے جبریل سے پوچھا میرا وزیر کون ہے؟
 انہوں نے کہا، علی ابن ابی طالب ہیں۔

پھر جب میں سدرۃ المنتہیٰ سے گذر کر عرش رب العالمین تک پہنچا تو اس پر
 یہ لکھا ہوا دیکھا۔ ”أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا مُحَمَّدٌ جِئْتِي أَيَّدَهُ بوزیرہ
 و نصرتہ بوزیرہ“ (میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے محمد میرے حبیب ہیں
 جن کی مدد میں نے ان کے وزیر کے ذریعے سے کی اور جن کی نصرت میں نے ان کے وزیر کے ذریعے سے کی
 اس کے بعد میں جنت میں داخل ہوا تو دیکھا کہ شجرۃ طوبیٰ کی جڑ علی کے گھر میں ہے اور جنت
 میں کوئی قصر اور کوئی مکان ایسا نہیں جہاں اس درخت کی (طوبیٰ کی) شاخیں نہ پہنچی ہوں اور اس کی
 ہر شاخ سے سُنْدُس و اسْتَرْق کے پتے جھرتے تھے اور یہ شاخیں بندہ مومن کے لیے ہزار ہزار بار
 جھرتی رہیں گی اور ہر مرتبہ لاکھ لاکھ پتے جھریں گے جو مختلف رنگ کے ہوں گے، ایک رنگ دوسرے
 سے مشابہ نہ ہوگا، یہی اہل جنت کا لباس ہوگا۔ اور اس میں پھینے ہوئے سائے ہوں گے۔

جنت کا عرض زمین و آسمان کی چوڑائی کے برابر ہوگا۔ یہ وہ جنت ہے جسے اللہ نے
 اپنے ان بندوں کے لیے بنایا ہے جو اس پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں۔ اس جنت کے وسط
 میں ایک طویل سایہ ہے جو اتنا طویل اور پھیلا ہوا ہے کہ اگر اس سائے میں ایک تیز گھوڑا سو سو سال
 تک مسلسل اپنا تیز دوڑنے والا گھوڑا دوڑاتا رہے تب بھی اس کو طے نہیں کر سکتا، جیسا کہ قرآن مجید
 میں اس کا ذکر ہے وَ ظِلٌّ مَسْدُودٌ (سورۃ واقعہ آیت ۲۶)
 جنت کے پچھلے حصے میں اہل جنت کے لیے پھیلے ہوئے جو ان کے کھانے کے لیے ان کے

گھروں میں لٹک رہے ہوں گے۔ ایک ایک شاخ میں سو سو طرح کے پھل ہوں گے۔ کچھ ان
 میں سے وہ ہوں گے جن کی نظیر دنیا میں دیکھی گئی ہے کچھ مدیم النضیب ہوں گے اور جب
 کوئی ان میں سے ایک پھل توڑے گا تو فوراً اس کی جگہ دوسرا پھل نمودار ہو جائے گا اور اس
 کا سلسلہ کبھی منقطع نہ ہوگا اور نہ کسی کو توڑنے سے منع کیا جائے گا۔ اس درخت کی جڑ سے
 چار نہریں جاری ہوں گی۔ ایک نہر ٹھنڈے اور صاف و شفاف پانی کی، دوسری نہر دودھ کی، تیسری
 مزہ کی، چوتھی نہر شہد کے پینے والے لذت اندوز ہوں گے اور چوتھی
 نہر شہد خالص کی ہوگی۔

۱۔ علی کے ساتھ مجھ کو اللہ نے سات خصلتیں عطا کی ہیں۔

- (۱) علی وہ پہلے انسان ہیں جو روز قیامت میرے ساتھ ہی اپنی قبر سے نمودار ہوں گے
- (۲) علی وہ پہلے انسان ہیں جو میرے ساتھ بل مراط پر کھڑے ہوں گے اور آتش جہنم
 سے کہیں گے کہ اس کو بیٹے اور اس کو چھوڑ دے۔

(۳) علی وہ پہلے انسان ہیں جن کو میرے ساتھ ہی روز قیامت حملہ پہنایا جائے گا۔

(۴) علی وہ پہلے انسان ہیں جو میرے ساتھ یمن عرش میں ایستادہ ہوں گے۔

(۵) علی وہ پہلے انسان ہیں جو سب سے پہلے میرے ساتھ دروازہ جنت پر دستک
 دیں گے۔

(۶) علی ہی وہ شخص ہیں جو سب سے پہلے میرے ساتھ علیین میں قیام کریں گے۔

(۷) علی ہی وہ شخص ہیں جو سب سے پہلے میرے ساتھ جنت میں وہ سر بہ ہرجام نہیں گے

جس کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے وَ خْتَمَهُ مُسَدِّدٌ وَ فِي ذَٰلِكَ
 قَلِيلًا نَّفْسِ الْمُتَنَادِسُونَ ۝ (اور جس کی مہر مشک کی ہوگی پس رغبت رکھنے والوں کو
 چاہیے کہ اس میں اور رغبت بڑھائیں۔) (سورۃ المطففین پارہ ۳۰ آیت ۲۷)

۱۔ علی کا سہ ماہی وہ نعمتیں جو اللہ تعالیٰ نے آخرت میں علی کو عطا کی ہیں اور
 جنت میں ان کے لیے فراہم کی ہیں اگرچہ دنیا میں ان کے پاس کوئی مال و دولت نہیں ہے۔

اور تم نے جو ان کے متعلق کہا کہ ان کا بیٹ نکلا ہوا ہے۔ تو دراصل وہ ایسے علم سے
 بھرا ہوا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے میری دانست میں صرف ان ہی کو دیا ہے۔ اور تمہارا یہ کہنا کہ ان کے
 سر پر سائے کی طوطیاں نہیں ہیں اور ان کی آنکھیں بڑی بڑی ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
 نے ان کو بالکل حضرت آدم کی شکل پر پیدا کیا ہے۔

۱۔ علی کے ہاتھ لیے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں لیے لیے ہاتھ اس لیے عطا

اس پر جا کر خطبہ دو۔

چنانچہ میں منبر پر جا کر ایسا فیصلہ و تبلیغ خطبہ دوں گا کہ انبیاء میں سے ایسا خطبہ کسی نے سنا بھی نہ ہوگا۔ اس کے بعد اوصیاء کے لیے نور کے منبر نصب کیے جائیں گے۔ ان میں ایک منبر میرے وصی علی رضی اللہ عنہ کے لیے بھی نصب ہوگا جو تمام اوصیاء کے منبروں سے بلند ہوگا۔ اس کے بعد اولاد انبیاء کے لیے نور کے منبر نصب ہوں گے۔ ان میں سے دو منبر میرا باغ زندگی کے پھول حسن و حسین کے لیے نصب ہوں گے اور وہ دونوں بحکم خدا منبروں پر جا کر ایسے خطبے دیں گے کہ ایسے فیصلہ و تبلیغ خطبے اولاد انبیاء میں سے کسی نے نہ سنے ہوں گے۔

اس کے بعد جبریل امین آواز دیں گے کہ کہاں ہیں فاطمہ بنت محمد کہاں ہیں خدیجہ بنت خویلد کہاں ہیں مریم بنت عمران کہاں ہیں آسیہ بنت مزاحم کہاں ہیں ام کلثوم ام یحییٰ بن زکریا اور یہ سب سامنے آئیں گی اس وقت اللہ تعالیٰ اہل محشر کو خطاب کر کے پوچھے گا۔ اے اہل محشر! بتاؤ، آج کے دن بڑائی اور بزرگی کس کے لیے ہے؟ تو:

حضرت محمد و علی و فاطمہ و حسن و حسین عرض کریں گے کہ اللہ واحد و قہار کیلئے ہے پھر اللہ تعالیٰ فرمانے لگے اہل محشر سنو! میں نے بزرگی محمد و علی و فاطمہ حسن و حسین کے لیے قرار دی ہے لہذا اے اہل محشر! اپنی آنکھیں بند کر و اپنے سر جھکا لو تاکہ فاطمہ زہرا کی سواری جنت تک چلی جائے۔

اس اعلان کے بعد جبریل امین جنت سے ایک عظیم الشان ناقہ لیکر آئیں گے جس کی مہار توبہ و موتیوں کی ہوگی اس پر مرجان کی عماری رکھی ہوگی اور وہ لاکر فاطمہ زہرا کے سامنے بٹھا دیا جائے گا۔ آپ اس پر سوار ہوں گی اور جب وہ چلے گا تو ایک لاکھ فرشتے آپ کی داہنی جانب، ایک لاکھ فرشتے آپ کی بائیں جانب، ایک لاکھ فرشتے اپنے پروں پر بٹھا کر بردار کریں گے اور انہیں دروازہ جنت پر پہنچا دیں گے۔ جب آپ دروازہ جنت پر پہنچیں گی تو اپنے دلہنے اور بائیں جانب نگاہ کریں گی۔ قدرت کی طرف سے آواز آئے گی:

اے فاطمہ! کیا دیکھ رہی ہو؟ اے میرے حبیب کی دختر! میں نے تمہیں جنت میں داخل ہونے کا حکم تو دیدیا ہے۔

شہزادی عرض کریں گی، پروردگارا! میں چاہتی ہوں کہ یہ بھی دیکھ لوں کہ تیری نظر میں میری کتنی قدر و منزلت ہے۔؟

آواز آئے گی اے دختر حبیب کہ یا۔ یہ دیکھنا ہے تو میدان حشر میں پلٹ آؤ، اور جس کے دل میں تمہاری یا تمہاری ذریت میں سے کسی کی محبت ہے اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں

داخل کرو۔

اس کے بعد امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اے جابر! خدا کی قسم اس روز میری جدۃ ماجدہ فاطمہ زہرا اپنے دوستوں کو میدان حشر سے چن چن کر لوں نکالیں گی جیسے کوئی طاثر میکار دالوں میں سے اچھے اچھے دلہنے نکال لیتا ہے۔ پھر یہ دوستداران فاطمہ زہرا آپ کی محبت میں دروازہ جنت پر آئیں گے۔ جب داخلہ کا وقت ہوگا تو ہمیشہ الہی یہ لوگ بھی ادھر ادھر دیکھیں گے۔ تو:

آواز قدرت آئے گی اے میرے دوستو! اب تم کیوں پلٹ پلٹ کر ادھر ادھر دیکھ رہے ہو؟ میں نے تو تمہیں بھی اپنے حبیب کی دختر فاطمہ زہرا کی شفاعت کی بنا پر بخش دیا اور تمہیں جنت میں جانے کی اجازت دیدی ہے۔

وہ لوگ عرض پر داز ہوں گے، پروردگارا! ہم بھی یہ چاہتے ہیں کہ تیری نظر میں جو ہماری قدر و منزلت ہے اس سے ہم بھی واقف ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا، اچھا تو پھر تم لوگ بھی میدان حشر میں پلٹ کر جاؤ اور دیکھو جس نے بھی دار دنیا میں فاطمہ زہرا کی خوشنودی کے لیے تمہیں دوست رکھا تھا اور فاطمہ زہرا کی محبت میں تمہیں کبھی کھانا کھلایا تھا یا پانی پلایا یا لباس پہنایا یا تمہاری غیبت کو رد کیا تھا اس کا بھی ہاتھ پکڑو اور اپنے ساتھ لے کر جنت میں داخل کرو۔

ابن خالویہ کی کتاب "الآل" میں مرقوم ہے کہ حضرت امام حسن عسکری نے اپنے آباء کرام سے روایت فرمائی ہے کہ: جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم و حوا کو پیدا کیا تو وہ دونوں بڑے افتخار سے جنت کے باغوں میں ٹھگشت کرنے لگے اور آدم نے حوا سے کہا۔ خداوند عالم نے ہم سے بہتر کوئی بھی مخلوق پیدا نہیں کی۔

اللہ تعالیٰ نے جبریل امین کو بزرگوار وحی حکم دیا کہ ہمارے اس بندے کو فردوس بریں کی سیر کراؤ۔

جبریل انہیں فردوس بریں میں لے گئے تو وہاں حضرت آدم نے ایک حور کو دیکھا جو ایک مسند پر بیٹھی تھی اس کے سر پر نور کا تاج تھا، کالوں میں نور کے دو گونوارے تھے اور تمام جنت اس کے چہرے کے نور سے جگمگا رہی تھی۔

حضرت آدم نے جبریل سے پوچھا کہ حور کون ہے جس کے نور سے ساری جنت جگمگ کر رہی ہے؟

گی تو ابھی میں اپنی اس تلوار سے تمہارا سر اتار دیتا اور اپنے اس عمل سے اولین و آخرین پر فخر کرتا۔

اُس اعرابی کا یہ گستاخانہ کلام سن کر حضرت عمر اُس کو مارنے کے لیے اُٹھے تو آپ نے اُنہیں منع فرمایا اور کہاے حفصہ کے باپ! اپنی جگہ پر بیٹھا رہو مجھے معلوم نہیں کہ حکم ایک ایسی صفت ہے کہ جس سے انسان مرتبہ نبوت سے قریب ہو جاتا ہے۔

پھر آپ اُس اعرابی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: بھائی! کیا عربوں کا دستور یہی ہے کہ لوگوں کی محفلوں میں بے دھرمک گھس آئیں اور اسی طرح بے ادبی کریں؟ سن! اُس ذات کی قسم جس نے مجھ کو مبعوث برسات فرمایا جو شخص مجھے اس دارِ دنیا میں اذیت پہنچائے گا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اے اعرابی! سن! اُس ذات کی قسم جس نے مجھ کو مبعوث برسات فرمایا ہے فلک و مہتم کے ساکنین میں میرا نام احمد صادق مشہور ہے۔

اے اعرابی! اس بد کلامی کے بعد بھی ابھی تیرا کچھ نہیں بگڑا! اب بھی اگر تو اسلام لے آئے تو تیری جان و مال اسلام کی امان میں آجائے گی۔

آنحضرتؐ کا یہ کلام سن کر اُس اعرابی کو اور غصہ آیا اور اپنی امتین سے سوسمار نکال کر زمین پر پھینکی اور بولا: کہ لات و غزاک کی قسم میں تم پر اُس وقت تک ایمان نہ لاؤں گا جب تک یہ سوسمار تم پر ایمان نہ لائے۔

وہ سوسمار زمین پر گرتے ہی ایک طرف بھاگنے لگی۔

آنحضرتؐ نے فرمایا اے سوسمار! ٹھہر جا اور یہ بتا کہ میں کون ہوں؟

سوسمار پلٹ کر آئی اور رسول اکرمؐ کے سامنے اپنا منہ اٹھا کر بجا حکمِ خدا یوں گویا ہوئی کہ آپ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہیں۔

آپ نے پھر دریافت فرمایا کہ تو کس کی عبادت کرتی ہے؟

اُس نے کہا: میں اُس خدائے بزرگ و برتر کی عبادت کرتی ہوں جس نے دانے کی شکر افزہ فرمایا، جس نے ہر ذی روح کو پیدا کیا، جس نے ابراہیمؑ کو اپنا خلیل بنایا اور لے محمدؐ! آپ اپنا حبیب منتخب فرمایا۔

اس کے بعد اُس سوسمار نے چند اشعار پڑھے، جو درج ذیل ہیں:

الایا رسول اللہ انتک صادق
شروع لتا دیون الحنیفة بعد ما
فناخر مدعو ویاخیر مرسل
فبورکت مہدیاً و بورکت ہادیاً
عبدنا کما مثال الحبیرو الطواغیت
الی الجن بعد الانس لتیک داعی

وَنَحْنُ اُناس من سلیم و اتنا
آتیت ببرهان من اللہ واضع
فبورکت فی الاحوال حیثاً و میتاً
اشعار کا خلاصہ یہ ہے:

”اے محمد! آپ صادق و ہادی و مہدی ہیں۔ آپ نے دینِ حنیف کی طرف ہماری ہدایت فرمائی، جب کہ ہم لوگ چوپایوں کے مانند زندگی بسر کر رہے تھے۔ آپ ان تمام انبیاء و رسل کے سردار ہیں جو جن و انس کی طرف مبعوث کیے گئے ہیں۔ بنی سلیم کے لوگ آپ کے پاس بزرگی حاصل کرنے کے لیے آئے۔ آپ نے اپنی رسالت کی روشن دلیل پیش کی اس لیے آپ پاک اور صادق القول مشہور ہو گئے۔ آپ پر زندگی اور موت ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکتیں ہی برکتیں نازل ہوں۔“

یہ اشعار پڑھ کر وہ سوسمار اس طرح خاموش ہو گئی جیسے وہ بولنا ہی نہیں جانتی۔

اعرابی نے جب یہ واضح دردِ شہ مجرہ دیکھا تو بولا: اے محمد! اپنا ہاتھ بڑھائیے میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اُس خدائے وحدہ لا شریک کے کوئی بھی خدا نہیں ہے۔ آپ اس کے بندے اور سچے رسول ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک بڑھایا اور اس اعرابی نے بیعت کی۔ اس کے بعد آنحضرتؐ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اپنے اس عرب بھائی کو قرآن کی کچھ سورتیں سکھا دو۔

جب وہ چند سورتیں سیکھ چکا تو آپ نے اُس سے فرمایا: تیرے پاس کچھ مال ہے؟ اس نے کہا: اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے ہم بنی سلیم چار ہزار کی تعداد میں ہیں اور ان میں مجھ سے زیادہ تنگ دست اور فقیر کوئی نہیں ہے۔

آنحضرتؐ اپنے اصحاب سے مخاطب ہوئے اور فرمایا: جو شخص اس اعرابی کو سواری کے لیے ایک ناقہ دے گا، میں ضامن ہوں کہ اللہ اسے جنت کے ناقوں میں سے ایک ناقہ دے گا۔

یہ سن کر سعد بن عبادہ فوراً اُٹھے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے مال باپ آپ پر قربان ہو جائیں، میرے پاس ایک سرخ رنگ کا ناقہ ہے جس کے شکم میں دس ماہ کا بچہ بچھا ہے، وہ میں اس اعرابی کو دیتا ہوں۔

آپ نے فرمایا: اے سعد! تم ہمارے سامنے فخر پر اپنے نلکے کی اتنی تعریف کرتے ہو، میں بتاتا ہوں کہ اس کے عوض میں جو ناقہ تمہیں اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا وہ کیسا ہوگا؟

سعد بن عبادہ نے عرض کیا، میرے ماں باپ آپ پر قربان، بیان فرمائیے
 آنحضرت نے ارشاد فرمایا، اے سعد! وہ ناقہ سرخ سونے کا ہوگا، اس کے پاؤں حمر
 کے، اس کے بال زعفران کے، اس کی آنکھیں یا قوت سرخ کی، اس کی گردن سبز زبرجد کی، اس کا
 سر ڈوبے بہا کا، اس کی جہاد گوبر آبدار کی، اس کی پشت پر ایک عاری موتی کی رکھی ہوگی جو
 اتنی صاف و شفاف ہوگی کہ اندر کی چیز باہر سے اور باہر کی چیز اندر سے نظر آئے گی، اور وہ تمہیں
 لیکر جنت میں اڑتا پھرے گا۔

اس کے بعد آپ پھر اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، اس اعرابی کے سر
 پر عمامہ کون پہنائے گا، میں ضامن ہوتا ہوں کہ اس کے عوض اللہ تعالیٰ اسے تقویٰ کا تاج
 پہنائے گا۔

یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام اٹھے اور عرض کیا، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں
 وہ تقویٰ کا تاج کیسا ہوگا؟

آنحضرت نے اس کے اوصاف بیان فرمائے اور حضرت علی علیہ السلام نے اپنے
 سر اقدس سے عمامہ اتار کر اس اعرابی کو پہنادیا۔

پھر آپ اپنے اصحاب سے مخاطب ہوئے اور فرمایا، جو اس اعرابی کو زاد سفر
 کرے گا، میں ضامن ہوتا ہوں کہ اللہ اسے زاد تقویٰ عطا فرمائے گا۔

یہ سن کر سلمان اٹھے اور عرض کیا، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں زاد تقویٰ
 کے بارے میں بیان فرمائیے، وہ کیسا ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا، اے سلمان! جب تمہارا دنیا کا آخری دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ
 تمہیں کلمہ شہادتین لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تلقین فرمائے گا، اگر تم
 نے کلمہ شہادتین پڑھ لیا تو تم مجھ سے مل سکو گے اور میں تم سے ملاقات کر سکوں گا، اور اگر تم
 یہ کلمہ نہ پڑھا تو تا ابد تم مجھ سے مل سکو گے، نہ میں تم سے مل سکوں گا۔

راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر سلمان اٹھے اور انہوں نے ازواج نبی کے زوجوں
 کا چکر لگایا، مگر وہاں سے آپ کو کچھ نہ مل سکا تو واپس ہوئے اور جناب فاطمہ زہرا کے حجرے
 پر نظر ڈالی اور سوچا اگر خیر ممکن ہے تو فاطمہ زہرا بنت محمد صلی اللہ علیہا وسلم کے حجرے سے
 دستک دی اندر سے آواز آئی کون ہے؟

انہوں نے کہا میں سلمان ہوں۔
 پوچھا، کیا چاہتے ہو؟

سلمان نے پورا قصہ اس اعرابی اور سوسمار کا بیان کیا۔
 حضرت فاطمہ زہرا نے فرمایا، سلمان! اس ذات کی قسم جس نے میرے پررگڑائی
 کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے آج تیسرا دن ہے ہم نے کچھ نہیں کھایا۔ حسن و حسین بھوک کے
 مارے بلک بلک کر سو گئے ہیں، تاہم جب ایک کار خیر میرے دروازے پر آیا ہے تو میں اسے واپس
 نہ کروں گی۔ سلمان! میری یہ چادر لے جاؤ اور شمعوں یہودی سے بھوکہ رسول کی بیٹی نے کہا ہے کہ
 اسے رہن رکھ لے اور ایک سیر بھجور اور ایک سیر خود دیدے۔ میں انشاء اللہ جلد اس کو واپس
 کر دوں گی۔

سلمان نے آپ کی چادر لی، شمعوں یہودی کے پاس آئے اور کہا، اے شمعوں یہ چادر
 فاطمہ بنت محمد کی ہے انہوں نے کہا، یا ہے کہ اسے رہن رکھ لے اور ایک سیر بھجور اور ایک سیر
 خود دیدے، میں انشاء اللہ جلد واپس کر دوں گی۔

شمعون نے وہ چادر لے کر اسے بوسہ دیا، اسکی آنکھوں آنسو بھر آئے اور بولا۔
 اے سلمان! واقعاً اس کا نام ہے زہرا۔ اور حضرت موسیٰ بن عمران نے تورات میں یہی اسمی کی
 خبر دی ہے۔ اس کے بعد کہا انشہدان لا الہ الا اللہ وانشہدان محمدنا
 عبداً ورسولہ یہ کہہ کر وہ اسلام لایا اور بہت پکا مسلمان بن گیا۔ اس کے بعد اس نے
 سلمان کو ایک سیر بھجور اور ایک سیر خود دیدے۔ سلمان اسے لیکر حضرت فاطمہ زہرا کی خدمت
 میں آئے اور انہیں دیے۔ ان معجزے نے جو گو اپنے ہاتھ سے پیسا، اس کی روٹیاں پکائیں اور پھر
 سلمان کے حوالے کیں اور کہا، یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤ۔

سلمان نے کہا، شہزادی! ان میں سے ایک روٹی آپ بھی حسن و حسین کے لیے رکھ لیں۔
 آپ نے فرمایا، اے سلمان! یہ کام میں نے خوشنودی خدا کے لیے کیا ہے اس لیے
 میں اس میں سے کچھ نہ لوں گی۔

الغرض سلمان وہ روٹیاں لیے ہوئے خدمت رسول میں آئے۔
 آنحضرت نے دیکھا تو پوچھا، اے سلمان! یہ روٹیاں تم کو کہاں سے مل گئیں؟
 انہوں نے عرض کیا، فاطمہ زہرا کے گھر سے لایا ہوں۔

راوی کا بیان ہے کہ آنحضرت نے بھی تین دن سے کچھ نہ کھا یا تھا۔ آپ وہاں سے اٹھے
 کہ حجرہ فاطمہ زہرا پر پہنچے، دق الباب کیا۔ شہزادی کا یہ دستور تھا کہ جب حضرت رسول مقبول صلی اللہ
 علیہ وسلم دستک دیتے تھے تو کسی اور کے بجائے آپ خود دروازہ کھولتی تھیں۔ چنانچہ فاطمہ زہرا نے
 خود دروازہ کھولا، آنحضرت نے اندر آکر جب بیٹی کے چہرے کو زور دیکھا، انہوں میں بھی حلقے پڑے تھے۔

① = حضرت علی و جناب فاطمہ کے درمیان تقسیم کار

کتاب قرب الاسناد میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ روایت مرقوم ہے کہ حضرت علی اور جناب فاطمہ زہرا نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ ہم دونوں کے درمیان تقسیم کار فرمادیں۔

آپ نے فرمایا کہ دروازے اندر جو کام ہو وہ فاطمہ کے ذمہ اور دروازے کے باہر جو کام ہو وہ علی کے ذمہ۔

جناب فاطمہ زہرا فرماتی ہیں کہ بدر زنگوار کے اس فیصلے سے جو مسرت میرے دل کو ہوئی اس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ اس لیے کہ آپ نے مجھے مردوں کے درمیان جانے سے بچایا۔ (قرب الاسناد)

② = لباس کی سادگی

عیون الاخبار الرضا میں اسما بنت عمیس سے روایت مرقوم ہے ان کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے پاس تھی کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اُس وقت وہ محظوظ ایک سونے کا ہار پہننے ہوئے تھیں جو حضرت علی علیہ السلام نے اُن کے لیے اپنے مال فحی سے خریدتا تھا آپ نے اُس ہار کو دیکھ کر فرمایا: بیٹی فاطمہ! ایسا نہ ہو کہ لوگ یہ کہیں کہ فاطمہ بنت محمد بھی جاہلوں جیسا لباس پہنتی ہے۔

حضرت فاطمہ زہرا نے یہ سن کر وہ ہار اتار کر فروخت کر دیا اور اُس کی قیمت سے ایک غلام خرید کر اُسے آزاد کر دیا۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ سننا تو بیہوش ہو گئے۔ (عیون الاخبار الرضا)

③ = مکارم اخلاق

علل الشرائع میں حضرت امام حسن علیہ السلام کی یہ روایت مرقوم ہے کہ آپ نے فرمایا: میں نے اپنی مادر گرامی حضرت فاطمہ زہرا کو دیکھا کہ وہ سر شیب جمع رات بھر محراب عبادت میں کھڑی رہتی تھیں کبھی رکوع میں ہوتیں تو کبھی سجدہ میں، یہاں تک کہ سپیدی صبح نمودار ہوتی۔ میں سنتا رہتا تھا کہ آپ مومنین و مومنات کے لیے نام بنام دعائیں کیا کرتی تھیں مگر اپنے لیے آپ کوئی دعا نہ کرتیں۔

میں نے عرض کیا مادر گرامی! آپ دوسروں کے لیے تو دعائیں کیا کرتی ہیں مگر اپنے لیے کوئی دعا نہیں کرتیں؟

اُن حضرت نے فرمایا: بیٹا! پہلے پڑوسی اس کے بعد اہل خانہ (علل الشرائع) عیون الاخبار الرضا میں مرقوم ہے کہ حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے اپنے پسر زین العابدین سے اور انھوں نے اپنے آباء کے گرام سے روایت فرماتی ہے کہ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا جب کبھی دعا کرتیں تو مومنین و مومنات کے لیے ہی کرتی تھیں اپنے لیے کوئی دعا نہ کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ آپ سے کسی نے کہا کہ بنت رسول! کیا بات ہے آپ تمام لوگوں کے لیے دعا فرماتی ہیں اور اپنے لیے کوئی دعا نہیں کرتیں۔

آپ نے فرمایا: لکجا رثقا الدار پہلے پڑوسی اس کے بعد اہل خانہ۔ (عیون الاخبار الرضا)

حلیۃ الاولیاء میں حافظ ابو نعیم نے اپنے اسناد کے ساتھ ابویسیٰ سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ کا قول ہے کہ میں نے حضرت فاطمہ زہرا سے زیادہ راست گو سنا ہے اُن کے والد کے اور کسی کو نہ پایا۔ (حلیۃ الاولیاء)

حسن بصری کا بیان ہے کہ اس امت میں فاطمہ زہرا سے زیادہ عبادت گزار کو فی اور نہ تھا، اتنی دیر تک عبادت خالق میں عقیام فرماتی تھیں کہ آپ کے پائے مبارک پر روم آجایا کرتا تھا۔

ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہ زہرا سے دریافت فرمایا کہ عورت کے لیے سب سے بہتر بات کیلئے؟

آپ نے عرض کیا: عورت کے لیے سب سے بہتر بات یہ ہے کہ نہ وہ کسی غیر مرد کو دیکھے اور نہ کوئی غیر مرد اس کو دیکھے۔

یہ جواب سن کر آپ نے بیٹی کی پیشانی کو فرط محبت میں چوما اور فرمایا: ذمّیۃ بعضہا من بعض یہ سچ ہے کہ ذریت میں بعض سے بعض کو صفات و خصوصیات ملتی ہیں

④ = تسبیح جناب فاطمہ زہراؑ

ابو الورد بن شامہ سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک مرتبہ بنی سعد کے کسی شخص سے کہا کہ میں تجھے فاطمہ زہرا کا حال سنا تا ہوں کہ چکی پیستے پیستے ان کے ہاتھوں میں گھٹے پڑ گئے تھے مگر میں جا رو ب کشتی سے کپڑے میلے ہر جاتے تھے چولہے میں آگ روشن کرتے کرتے ان کے کپڑے دھوئیں کی رنگت کے ہو جاتے تھے۔ تو میں نے ان سے کہا اپنے پردہ بزرگوار سے کہو وہ کوئی خادمہ دیدی تاکہ تمہیں ان مشقتوں سے چھٹکا لائے۔ میرے کہنے پر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئیں مگر دیکھا کہ آپ لوگوں سے مصروف گفتگو میں، واپس آگئیں۔

دوسرے دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہ زہرا کے پاس خود ہی تشریف لے آئے اور پوچھا:

بیٹی! کل تم میرے پاس کیوں آئی تھیں؟

جناب فاطمہ زہرا تو کچھ نہ بولیں، میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! کئی پیستے پیستے ان کے ہاتھوں میں گھٹے پڑ گئے ہیں، مگر میں جا رو ب کشتی کرتے کرتے اور چولہے میں آگ جلاتے جلاتے دھوئیں سے کپڑے میلے ہو جاتے ہیں اس لیے میں نے ان سے کہا تھا کہ جاؤ اپنے پردہ بزرگوار سے کہو وہ کسی خادمہ کا انتظام فرمادیں گے تو آپ کو ان مشقتوں سے چھٹکارا مل جائے گا۔ اس لیے آپ کے پاس گئی تھیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تم دونوں کو ایسی چیز کیوں تعلیم کروں جو حضرت گارے کہیں بہتر ہو۔ یہ کہ جب تم سونے کے لیے جایا کرو تو تینتیس مرتبہ سبحان اللہ تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر کہ لیا کرو۔

جناب فاطمہ زہرا نے عرض کیا، بابا! میں اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر راضی ہوں۔

(عیون الاخبار الرضا)

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں مرقوم ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی علیہ السلام نے جناب فاطمہ زہرا سے فرمایا کہ بانی کے ڈول کینچنے کینچنے میرے ہاتھ دکھنے لگتے ہیں۔ جناب فاطمہ زہرا نے کہا، اور چکی پیستے پیستے میرے ہاتھوں میں بھی چھلے پڑ جاتے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، تمہارے پردہ بزرگوار کے پاس کچھ امیر آئے ہیں جاؤ ان سے اپنے لیے ایک خادم مانگ لو۔ یہ سن کر جناب فاطمہ زہرا آنحضرت کی خدمت میں گئیں، سلام کیا، اور غیب کچھ کہے واپس آگئیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، اے بنت رسول! کیا ہوا؟ تم نے اپنے بابا سے اپنا مقصد بیان کیا، یا نہیں۔

جناب فاطمہ زہرا نے کہا، ہاں میں گئی تو ضرورتی مگر پردہ بزرگوار کی جلالت اور بزرگی کی وجہ سے میں ان سے کوئی بات نہ کر سکی۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، اچھا چلو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ اس کے بعد دونوں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے آنے کا مقصد بیان کیا۔

آنحضرت نے ارشاد فرمایا میں ان امیروں کو فروخت کر کے ان کی قیمت اہل صفہ کو دینا چاہتا ہوں۔

پھر آنحضرت نے اس کے بدلے میں اپنی بیٹی کو تسبیح تعلیم فرمادی جو تسبیح فاطمہ کے نام سے مشہور ہے۔ (صحیح بخاری صحیح مسلم، مناقب)

کتاب شیرازی میں مرقوم ہے کہ جس وقت جناب فاطمہ زہرا نے اپنے پردہ بزرگوار سے ایک کینز کے لیے فرمائش کی تو آنحضرت آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا:

بیٹی! اُس ذات کی قسم جس نے مجھ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اس وقت مسجد میں چار سو افراد ایسے ہیں جن کے پاس نہ کھانے کے لیے کچھ ہے نہ پہننے کے لیے۔ اور اگر محمد کو

اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ اس طرح تمہارے اجر و ثواب میں کمی آجائے گی تو میں تمہیں ایک کینز ضرور دے دیتا، نیز تمہیں بھی اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ علی ابن ابی طالب بحیثیت شوہر بروز قیامت تم سے اپنے کسی حق کا مطالبہ نہ کریں۔

اس کے بعد آپ نے اپنی بیٹی کو تسبیح تعلیم فرمائی جو تسبیح زہرا کہلاتی ہے۔ جب دونوں واپس ہوئے تو حضرت علی علیہ السلام نے خوش ہو کر فرمایا، اے بنت رسول! تم اپنے بابا کے پاس دنیا کے کام سے گئی تھیں آنحضرت نے تمہیں ثوابِ آخرت عطا فرمادیا۔

ابو ہریرہ کا بیان ہے کہ جب حضرت علی و جناب فاطمہ آنحضرت کے پاس گئے تو جبریل امیں یہ آیت میسر کرنازل ہوئی: وَإِنَّا نَعْرِضُكُمْ عَنْهُمْ وَابْتِغَاءَ وَجْهِ حَمِي

www.ShianeAl.com

مَنْ رَبِّكَ تَرْجُوهَا فَقُلْ لَهُمْ قَوْلًا مَيْسُورًا (سورة الاسراء آیت ۲۸)
 (اے رسول!) اگر تم کو اپنے پروردگار کے فضل و کرم کے انتظار میں ہے تو تم کو امید ہے (مجبوراً)
 ان کی گزارش سے منہ موڑنا پڑے تو نرمی سے انہیں سمجھا دو۔

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آنحضرتؐ نے جناب فاطمہ زہراؑ کو ایک کنیت خدمت کے لیے عطا فرمائی جس کا نام آپ نے فضہ رکھا۔

تفسیر تعلیمی میں حضرت امام جعفر بن امام محمد باقر علیہ السلام سے اور تفسیر کشمیری میں جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہراؑ کو اس حال میں دیکھا کہ اونٹ کی کھال بطور چادر اوڑھے ہوئے تھیں، چٹکی بھی چلاتی جاتی تھیں اور پتے کو دو دھبھی پلاتی جاتی تھیں۔

یہ دیکھ کر آپ کی آنکھوں میں آنسو آگے اور فرمایا: بیٹی! تم نے آخرت کے شیرینی کے لیے دنیا کی تلخی اختیار کی ہے۔

شہزادی نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میں اللہ کی نعمتوں اور بخششوں پر اس کا شکر ادا کرتی ہوں، اس کی حمد کرتی ہوں۔

اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی ”وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى“ (سورہ الضحیٰ آیت ۵)

(اے ہمارے رسول!) عنقریب تمہارا رب تم کو اتنا عطا فرما دے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔
 (تفسیر تعلیمی، تفسیر کشمیری)

⑤ جناب فضہ اور تکلم بالقرآن

ابوالقاسم کشمیری نے اپنی کتاب میں ایک شخص کی زبانی یہ واقعہ نقل کیا ہے، اُس کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ ایک صحرا میں اپنے قافلے سے بچھرا گیا۔ وہاں میں نے ایک بہت بن رسیدہ خالون کو پایا، تو میں نے اُن سے دریافت کیا، آپ کون ہیں؟

انہوں نے جواب میں یہ آیت پڑھی قُلْ سَلَامٌ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ (سورة الزخرف آیت ۸۹)

(سلام کہہ! پس انہیں معلوم ہو جائے گا) میں اپنی اس بے ادبی اور کوتاہی پر نادم ہوا، اور فوراً سلام کیا اور دریافت کیا آپ یہاں کیسے آگئیں؟

انہوں نے جواب میں پھر قرآن کی آیت پڑھی مَنْ يَهْدِي اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُضِلٍّ (سورة الزمر آیت ۲۷)

(جس کی ہدایت اللہ کرے اس کو گمراہ کرنے والا کوئی نہیں ہے) میں سمجھ گیا کہ راستہ بھول گئی ہیں، میں نے عرض کیا، آپ جنوں میں سے ہیں یا انسانوں میں سے؟

انہوں نے جواب میں یہ آیت پڑھی يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ (سورة الاعراف آیت ۳۱)

(اے بنی آدم! اپنے آپ کو سجائے رکھا کرو۔) میں سمجھ گیا کہ آپ انسان ہیں جن نہیں ہیں، میں پوچھا، آپ کہاں سے تشریف لاری ہیں؟

انہوں نے یہ آیت پڑھی: يُنَادُونَ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيدٍ (سورة الحجر آیت ۸۴)

(وہ دور دراز مقام سے پکارے جاتے ہیں) میں سمجھ گیا کہ دور دراز مقام سے آرہی ہیں۔ میں نے عرض کیا معطر! کہاں کا ارادہ ہے؟

انہوں نے جواب میں یہ آیت پڑھی وَ يَلِدُ عَلَى النَّاسِ حُجُّ الْبَيْتِ (سورة آل عمران آیت ۹۷)

(لوگوں پر اللہ کی طرف حج بیت اللہ فرض ہے) میں سمجھ گیا کہ آپ حج کے لیے تشریف لے جا رہی ہیں۔ میں نے پوچھا، آپ کتنے دن سے سفر میں ہیں؟

انہوں نے یہ آیت پڑھی: وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ (سورة ق آیت ۳۸)

(اور یہ تحقیق ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے مابین ہے اُس کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔) میں سمجھ گیا کہ آپ چھ دن سے سفر میں ہیں۔ میں نے پھر پوچھا، کیا آپ کچھ کھا بیٹھی؟

انہوں نے فوراً ہی یہ آیت پڑھی: وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا آلَا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ (سورة الانبياء آیت ۸)

(اور ہم نے اُن کے اجسام ایسے نہیں بنائے کہ وہ کھانا نہ کھا سکیں۔) میں نے انہیں کھانا کھلایا۔ پھر اونٹ پر بیٹھ کر چلنے لگا۔ وہ پاپا رہتے تھے۔ میں نے کہا، اب آپ ذرا تیز قدموں سے چلیں۔

www.ShianeAfr.com

انہوں نے جواب میں یہ آیت پڑھی لَا يَكْفُرُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا دُسَّهَا۔
 (اللہ نے ہر نفس کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دی ہے) (البقرہ آیت ۲۸۲)
 میں سمجھ گیا کہ تیر نہیں چل سکتیں۔ میں نے عرض کیا، کیا آپ میرے ساتھ اونٹ پر
 پر بیٹھ کر سفر کریں گی؟

انہوں نے جواب میں یہ آیت پڑھی: لَوْ كَانَتْ فِيهِمَ الْهَيْئَةُ إِلَّا اللَّهُ
 لَفَسَدَتَا (سورۃ الانبیاء ۲۲)

(اگر ان دونوں (زمین و آسمانوں) میں دو خدا ہوتے تو یہ دونوں فاسد ہو جاتے)
 میں سمجھ گیا کہ آپ کو میرے ساتھ بیٹھے میں غائب رہے۔ لہذا میں سواری سے اتر گیا اور
 انہیں سواری پر بٹھار دیا۔ جب وہ سواری پر بیٹھ گئیں تو یہ آیت پڑھی: سُبْحَانَ الَّذِي
 مَخَّرَ لَنَا هَذَا (سورۃ زحزحہ آیت ۱۷)

(پاک ہے وہ ذات جس نے یہ سواری ہمارے لیے مسخر کی ہے)
 میں نے دیکھا کہ اب وہ مطمئن ہیں۔ جب ہم قافلے کے قریب پہنچے تو میں نے
 پوچھا، کیا اس قافلے میں آپ کا کوئی واقف کار ہے؟
 جواب میں انہوں نے یہ آیات پڑھیں:

يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ
 وَقَامًا مَّحَمَّدًا إِلَّا رَسُولٌ
 يَا يَحْيَى خُذِ الْكِتَابَ
 يَا مُوسَى إِنِّي أَنَا اللَّهُ

راوی کا بیان ہے کہ میں نے قافلے میں پہنچ کر آواز دی، اے داؤد اے محمد اے موسیٰ
 اے موسیٰ! میری آواز کو سن کر چار نوجوان سامنے آگے۔ میں نے ان معجزے سے پوچھا یہ چار نوجوان
 جو ان آپ کے کون ہیں؟

انہوں نے یہ آیت پڑھی: الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
 (مال اور اولاد دنیاوی زندگی کی زینت ہیں) (سورۃ کہف آیت ۴۶)

میں سمجھ گیا کہ یہ سب ان کے لڑکے ہیں۔
 اس کے بعد ان معجزے نے یہ آیت پڑھی: يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ
 (سورۃ القصص آیت ۲۷)

اے باا! ان کو اجرت پر رکھ لیجئے، اس لیے کہ آپ جس کو اجرت پر رکھیں گے وہ طاقت و امانت میں بہتر

میں سمجھ گیا کہ یہ میری سواری کا کرایہ اور اجرت دلانا چاہتی ہیں۔ یہ سن کر ان لڑکوں نے
 مجھے کچھ مال دیا۔ اس کے بعد انہوں نے یہ آیت پڑھی: وَاللَّهُ يُفْتَا عِفُّ لِمَنْ يَشَاءُ
 (اللہ جس کے لیے چاہتا ہے امانت دے سکتا ہے) (البقرہ آیت ۲۶۱)
 یہ سن کر ان کے لڑکوں نے مجھے کچھ اور مال دیا میں نے ان جوان لڑکوں سے پوچھا
 یہ معقلہ آپ کی کون ہیں؟

انہوں نے جواب دیا، یہ ہماری والدہ فاطمہؓ ہیں جو جناب فاطمہؓ زہراؓ کی کنیز ہیں۔
 انہوں نے بیس سال سے سوائے آیات قرآنی کے ایک لفظ اپنے منہ سے نہیں ادا کیا۔
 (مخالف ابن شہر آشوب)

⑥ = جناب فاطمہؓ کی زاہدانہ زندگی

کتاب زہد النبیؐ تألیف ابو جعفر
 قمی میں مرقوم ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی: وَإِن جَاهَتُمْ
 لِمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ لَهَا سَبْعَةٌ أَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ
 مَّقْسُومٌ (سورۃ الحجرات آیت ۲۲، ۲۳)

(اور بیشک ان سب کی وعدہ گاہ جہنم ہے جس کے سات دروازے ہیں اور ہر دروازے
 کے لیے اپنے اپنے تقسیم شدہ حصے ہیں۔)

تو آپ زار و قطار رونے لگے۔ اور آپ کو رونا دیکھ کر صحابہ نے بھی رونا شروع
 کر دیا، ان لوگوں کو یہ نہیں معلوم تھا کہ جبرئیل کون سی آیت لیس کر نازل ہوئے ہیں۔ پھر کسی ہی اتنی
 جرات بھی نہ تھی جو آنحضرتؐ سے یہ پوچھے کہ آپ کیوں گریہ فرما رہے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دستور تھا کہ خواہ کسی حال میں ہوں جناب فاطمہؓ کو دیکھنے
 تو خوش ہو جاتے تھے۔ اس لیے آپ کے اصحاب میں سے ایک صاحب دوڑے اور جناب
 فاطمہؓ زہراؓ کے دروازے پر پہنچے۔ دیکھا کہ آپ چپکی میں جو بیس رہی ہیں اور فرار ہی ہیں۔
 ”وَ قَاعِدُنَا اللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْتِي“ (سورۃ القصص آیت ۶۰)

(اور اللہ کے پاس جو چیز ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والا ہے)
 اس صحابی نے ان کو آنحضرتؐ کی حالت سے مطلع کیا۔

یہ سن کر جناب فاطمہؓ زہراؓ نے اپنی پھیٹی پرانی چادر اوڑھی جس میں بارہ جگہ لیلیٰ خول کے
 بیرون لگے ہوئے تھے۔ جب آپ مسجد شریف لائیں تو مسلمان آپ کو اس عالم سے دیکھ کر آواز بلند کر

کرنے لگے۔

شہزادی نے پوچھا 'اسلمان! تم کیوں مصروفِ گریہ ہو؟'
انہوں نے عرض کیا: 'کسے نہ روؤں، دخترانِ قیصر و کمری تو ریشم و خواب کے
لبوسات پہنیں اور شہنشاہِ دو عالم محمد کی دختر کے سر پر ایسی ردا ہون میں جا بجا لیفتِ خسرا
کے پیوند لگے ہوئے ہوں۔'

الغرض جب جنابِ فاطمہ زہرا اپنے پدرِ عالی قدر کے سامنے پہنچیں تو سلام کے بعد
عرض کیا کہ باباجان! اسلمان میری اس چادر کو دیکھ کر تعجب کر رہے ہیں۔ حالانکہ اس ذات کی قسم جس
نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، میرے اور علی کے پاس پانچ سال سے ایک اونٹ
کی کھال ہے جس پر دن کو ہمارا اونٹ چارہ کھاتا ہے اور رات کو وہی کھال ہمارا بستر بنتی ہے ہمارا تکیہ
بھی چڑے ہی کا ہے جس میں لیفتِ خرابا مبرا ہول ہے۔

آنحضرت نے فرمایا، اے اسلمان! تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ میری دختر سیدہ ہے زہرا اور
تقویٰ (والی عورتوں کی)۔ یہ فرمایا کہ آپ کی چشمہائے مبارک سے آنسو ٹپک پڑے۔

جنابِ فاطمہ زہرا نے بقرار ہو کر پوچھا 'باباجان! اس وقت رونے کا کیا سبب ہے؟'
آنحضرت نے فرمایا 'بیٹی! ابھی یہ آیت نازل ہوئی ہے:
«وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدٌ لَهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۸۰﴾ لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِّكُلِّ
بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُومٌ ﴿۸۱﴾ (سورۃ الحجرات ۲۲-۲۴)

(ان سب کی وعدہ گاہ جہنم ہے جس کے سات دروازے ہیں اور ہر دروازے کے لیے اپنے
اپنے تقسیم شدہ حصے ہیں۔)

یہ سن کر حضرت فاطمہ زہرا خوف کی وجہ سے بیتاب و بیقرار ہو کر گریہ کرنے لگیں اور فرمایا
الویل للذوالویل لمن دخل النار (تباہی ہے اور پوری تباہی) اس شخص کے لیے جو داخل
جہنم ہوگا۔)

اسلمان نے کہا، کاش میں گو سفند ہوتا اور لوگ میرا گوشت کھالیتے اور کھال کے ٹکڑے
چکڑے کر ڈالتے، تاکہ میں جہنم کا ذکر نہ سنتا۔

مقداد نے کہا، کاش میں کوئی جنگل کا طائر ہوتا اور میری گردن پر حساب کتاب کا بار نہ
ہوتا، تاکہ میں جہنم کا ذکر نہ سنتا۔

ابو ذر نے کہا، کاش میری ماں باج بھرتی، وہ مجھے پیدا ہی نہ کرتی، تاکہ میں جہنم کا حال
یہی نہ سنتا۔

حضرت علی نے فرمایا، کاش میری ماں نے مجھے پیدا ہی نہ کیا ہوتا، اور اگر پیدا ہو جی گیا تھا
تو کوئی درندہ مجھے چیر بھاڑ کر کھا جاتا، تاکہ میں جہنم کا حال نہ سنتا۔

اس کے بعد حضرت علی اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھ کر رونے لگے اور لوٹے والے بعد
سفرِ ادا و اقلۃ سزا دادا (ہائے سفر کتنا طویل ہے اور زرا سفر کتنا قلیل ہے) لوگ
قیامت کے سفر پر چلے جا رہے ہیں جس کے بعد وہ جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ وہ ایسے مریض ہوں گے کہ
جن کی کوئی عیادت کرنے والا نہ ہوگا، وہ ایسے زخمی ہوں گے کہ جن کے زخموں کی کوئی مرہم پٹی کرنے والا
نہ ہوگا، ایسے قیدی ہوں گے کہ جن کا کوئی چھڑانے والا نہ ہوگا۔ آگ ہی ان کا کھانا، آگ ہی ان کا پینا، آگ
ہی ان کا بستر ہوگی جس پر وہ کڑیوں بدلیں گے اور آگ ہی ان کا لباس ہوگی۔ دنیا میں تو وہ اپنی ازواج کو پہلو
میں لے کر سوتے تھے مگر جہنم میں ان کے ہم پہلوشتیا ملین ہوں گے۔ (کتاب زہرا جی)

⑥ = جنابِ فاطمہ زہرا کی امیتہ کی عداوت

کتاب کافی میں اپنے اسناد کے
ساتھ فرات بن احنف سے یہ روایت مرقوم ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو
فرماتے ہوئے سنا کہ روئے زمین پر (فرنج) خرفہ سے بہتر اور مفید کوئی سبزی نہیں ہے۔ اس کا
نام دراصل بقلہ فاطمہ ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا، مگر اللہ کی لعنت ہو جی امیتہ پر کہ انہوں نے
ہماری جدۃ ماجدہ جنابِ فاطمہ زہرا اور ہماری عداوت میں اس کا نام بقلۃ المحمقار رکھ دیا۔ (الکافی)

⑧ = جنابِ فاطمہ زہرا کی پسندیدہ سبزی

البیہقی واسطی نے ہمارے بعض اصحاب
سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ حضرت رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرغوب سبزی کاسنی ہے، حضرت علی علیہ السلام کی مرغوب سبزی بازروح
ہے اور حضرت فاطمہ زہرا کی مرغوب سبزی خرفہ ہے۔ (الکافی)

⑨ = جنابِ فاطمہ زہرا اور زیارت قبور شہدار

یونس نے حضرت امام جعفر صادق
سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا، جنابِ فاطمہ زہرا ہر شنبہ (سینچر) کی صبح شہدار کی قبروں پر زیارت
کے لیے جاتی تھیں خصوصاً حضرت حمزہ کی قبر پر پہنچ کر ان کے لیے طلبِ رحمت اور مغفرت کرتی تھیں۔

① = بِضْعَةٌ مِثْنِي

نوادر راوندی میں اپنے اسناد کے ساتھ حضرت امام موسیٰ کاظم ابن جعفر علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے آباء کرام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ آنحضرت کے ساتھ آپ کے ایک نابینا صحابی بھی جناب فاطمہ کے گھر گئے۔ جب ان معقلہ نے ان اندھے صحابی کو آتے ہوئے دیکھا تو زبردہ کر لیا۔ آنحضرت نے پوچھا، بیٹی پر وہ کس لیے کرتی ہو؟ یہ شخص تو نابینا ہے۔ جناب فاطمہ زہرا نے عرض کیا، یا باجان! اگر وہ نابینا ہے تو لیکن میں تو نابینا نہیں ہوں۔ وہ کم از کم میری خوشبو وغیرہ تو محسوس کر سکتا ہے۔

یہ جواب باصواب سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید خوش ہوئے اور فرمایا: **أَشْهَدُ أَنَّكَ بِضْعَةٌ مِثْنِي** میں گواہی دیتا ہوں کہ تو میرا ہی ایک ٹکڑا (حصہ) ہے۔ مندرجہ بالا اسناد کے ساتھ روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے اپنے اصحاب سے دریافت فرمایا، کہ عورت کے بارے میں تم کیا جانتے ہو؟

انہوں نے عرض کیا، بس عورت، عورت ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا، یہ بتاؤ کہ عورت کا ادنیٰ تقرب الہی (کا مقام) کیسا ہے؟ اصحاب سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ لیکن جب فاطمہ زہرا نے سنا تو فرمایا: عورت کے لیے ادنیٰ (مقام) تقرب الہی یہ ہے کہ وہ اپنے گھر کے اندر رہے۔

آنحضرت نے جب جناب فاطمہ زہرا کا یہ جواب سنا تو ارشاد فرمایا: **إِنَّ فَاطِمَةَ بِضْعَةٌ مِثْنِي** (بیشک فاطمہ میرا ہی ایک ٹکڑا ہے۔)

○ ○ ○

۵

جناب فاطمہ زہرا کی تزویج کے بارے میں

① = حضرت علیؑ کی خواستگاری

امالی شیخ صدوق میں اپنے اسناد کے ساتھ حضرت علیؑ سے یہ روایت مرقوم ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ، میرا جی تو چاہتا تھا کہ فاطمہؑ زہرا سے شادی ہو جائے لیکن جرأت اظہار نہ ہوتی تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اس کا ذکر کروں۔ اور یہ بات میرے دل میں شب و روز اضطراب پیدا کیے ہوتے تھے کہ آنحضرتؐ سے اس کا ذکر کون پھیڑے اور اسی اذہر طین میں (میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔

آپؑ نے ارشاد فرمایا اے علیؑ!

میں نے عرض کیا لبتیک یا رسول اللہ۔

آپؑ نے ارشاد فرمایا، اپنی شادی کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟

میں نے عرض کیا، اس کے متعلق خود اللہ کے رسول کو بہتر علم ہے۔ معاً یہ بھی خیال

آیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپؑ میری شادی قریش کی کسی اور عورت سے کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں اور میں سے

فاطمہؑ زہرا سے محروم ہو جاؤں۔ عرض میں وہاں سے اٹھ کر چلا آیا، تو فوراً ہی آنحضرتؐ کا ایک فرستادہ

آیا اور بولا چلو جلدی چلو، آنحضرتؐ نے تم کو یاد فرمایا ہے آج آپؑ بہت زیادہ مسرور نظر آ رہے ہیں

کبھی آپؑ کو اس قدر مسرور و شادمان نہیں دیکھا۔

یہ سن کر میں تیزی کے ساتھ آپؑ کی خدمت میں پہنچا، تو دیکھا کہ آپؑ حجرہؑ میں تشریف فرما ہیں اور خوشی کے باعث چہرہ پر نور پر مزید ضیا باری ہو رہی ہے۔ مجھے دیکھ کر آپؑ

اس طرح مسکرائے کہ میں نے آپؑ کے دندان مبارک کو بجلی کی طرح چمکتے دیکھا۔

آپؑ نے فرمایا اے علیؑ! لو مبارک ہو اللہ نے میری ساری فکر دور کر دی مجھے تمہاری

شادی کی طرف سے کافی تردد تھا۔

میں نے عرض کیا، وہ کیسے؟ یا رسول اللہ!

آپؑ نے ارشاد فرمایا، میرے پاس جبو علیؑ جنت سے سنبل و قرفل (لونگ) لیکر

آئے، میں نے اسے لیکر سونگھا اور پوچھا، یہ سنبل و قرفل کیسا ہے؟
انہوں نے کہا، اللہ تبارک و تعالیٰ نے جنت میں مقرر فرشتوں اور وہاں کے ساکنین کو حکم دیا کہ جنت کے پودوں، درختوں، پھولوں اور وہاں محلات و قصور کو پوری طرح آراستہ کرو۔ پھر وہاں کی ہواؤں کو حکم دیا کہ وہ طرح طرح کی خوشبوئیں وہاں کی فضا میں بکھیر دیں اور وہاں کی حور و خدیو حکم دیا کہ وہ سورۃ طہ و طہاسین و لیس و جمعتی کی تلاوت کریں۔

اس کے بعد زہراؑ میری شادی سے ایک منادی نے نرا دی کہ آگاہ ہو جاؤ آج علیؑ ابن ابی طالبؑ کی شادی کا ولیمہ ہے، تم سب گواہ رہنا کہ میں نے فاطمہؑ بنت محمدؐ کا عقد علیؑ ابن ابی طالبؑ سے کر دیا۔ یہ دونوں بھی آپس میں شادی کرنے پر راضی اور خوش ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ایک ابر سفید بھیجا، اُس نے آکر جنت کے مکینوں پر پڑی، زہراؑ اور اوقات کی بارش کی اور ملائکہ نے اٹھا کر جنت کے سنبل و قرفل لٹائے اور یہ وہی سنبل اور قرفل ہیں جو فرشتوں نے لٹائے تھے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے جنت کے فرشتوں میں سے ایک فرشتے کو جس کا نام راجیل ہے اور ملائکہ میں اس سے زیادہ فصیح و بلیغ کوئی نہیں حکم دیا کہ خطبہ (نکاح) پڑھو۔ اُس نے ایسا خطبہ پڑھا جیسا آج تک اہل آسمان و زمین نے کبھی نہ سنا تھا۔

پھر آواز غیب آئی اور پکارنے والے نے پکار کر کہا اے میرے ملائکہ اور میری جنت کے ساکنو! محمد مصطفیٰ کے محبوب علیؑ ابن ابی طالبؑ اور فاطمہؑ زہراؑ تک میری برکتیں پہنچا دو کیونکہ میں نے اپنی اس کیزی کی شادی ایسے شخص سے کر دی ہے جو بعد نبی محمدؐ کو سب سے زیادہ محبوب ہے (اور تمام عورتوں میں فاطمہؑ زہراؑ بھی میرے نزدیک سب سے زیادہ پیاری ہے۔)

راجیل نے عرض کیا، بار اہنا! ان دونوں حضرات کے لیے جو برکتیں تو نے جنت میں فرما دیں کر رکھی ہیں ان کو ہم دیکھ رہے ہیں اب ان سے زیادہ تو انھیں اور کیا دینا چاہتا ہے؟

ارشاد رب العزت ہوا اے راجیل! ان دونوں کے لیے میری مزید برکت یہ ہے کہ میں انھیں اپنی محبت پر مہر کر دوں اور انھیں اپنی مخلوق میں اپنی حجت قرار دوں۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں ان دونوں سے ایسی ہستیاں پیدا کروں گا جن کو اپنی زمین کا خزانہ و ادا اپنے علم کا معدن اور اپنے دین کا سر اور انبیاء و مرسلین کے بعد ان ہستیوں کو اپنی مخلوق پر حجت بناؤں گا۔

اتنا ارشاد فرمانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علیؑ! مبارک ہو اللہ نے تمہیں وہ شرف و بزرگی عطا فرمائی ہے جو اُس نے عالمین میں سے کسی کو بھی نہیں عطا فرمائی اور میں اپنی دختر کی شادی تم سے اسی بنا کر رہا ہوں جس پر اللہ تعالیٰ نے تمہارا عقد میری دختر فاطمہؑ سے پڑھا ہے۔

اس کے لیے جو اللہ کی مرضی ہے وہی میری بھی مرضی ہے۔ لہذا اب یہ تمہاری زوجہ ہے اور آج سے تم اس کے لیے مجھ سے زیادہ حق دار و مزا دار ہو۔ مجھ کو جبریل نے خبر دی ہے کہ جنت تم دونوں کی بہت ہی مشتاق ہے، اگر اللہ تعالیٰ کو منظور نہ ہوتا کہ تم دونوں کی نسل سے ایک ذریت طیبہ پیدا کرے جو اللہ کی مخلوق پر اس کی حجت ہو، تو وہ جنت اور اہل جنت کی یہ تمنا پوری کر دیتا کہ تم ابھی سے ساکن جنت بن جاؤ۔ پس اے علی! تم میرے کتنے اچھے بھائی، کتنے اچھے داماد اور کتنے اچھے صحابی ہو۔ تمہارے لیے اس کے متعلق صرف اللہ کی رضا کافی ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا اب میری قدر و منزلت اتنی بڑھ گئی اور اللہ کی نظر میں اس حد تک میں صاحب قدر و منزلت ہو گیا ہوں کہ میرا ذکر جنت میں ہوتا ہے اور فرشتے و دیگر ساکنان جنت میرے مشتاق ہیں اور یہ کہ فرشتوں کی محفل میں میری ثناء کی ہے آپ نے فرمایا: سنو! اللہ حجب اپنے کسی ولی کو نوازنا چاہتا ہے اور اس سے محبت کرتا ہے تو اس کی اتنی عزت بڑھاتا ہے کہ ایسی عزت کسی نے آنکھ سے دیکھی اور نہ کسی نے کان سے سنی ہے۔ اے علی! یہ عزت اور مرتبہ اللہ کی جانب سے تمہیں مبارک ہو۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا رَبِّ اَوْزِعْنِي اَنْ اَشْكُرَ لِحَمَّتِكَ الَّذِي اَلْعَمَّتْ عَلِيًّا (پروردگارا! تو مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر ادا کروں) حضرت نے یہ سن کر آمین کہا۔

- عیون الاخبار الرضا میں بھی حضرت امام علی الرضا علیہ السلام کے حوالے سے یہی مرفوع ہے
- نیز عیون الاخبار الرضا میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے حوالے سے بھی حضرت علی علیہ السلام کی یہی روایت ہے۔

• مندرجہ بالا کتاب میں ابن عباس سے یہ روایت بھی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جناب فاطمہ زہرا سے شادی کا پیغام دیا جاتا مگر آپ اس پر توجہ نہ دیتے بلکہ بے رنجی برتتے۔ جب سب لوگ مایوس ہو گئے تو سعد بن معاذ حضرت علی علیہ السلام کے پاس گئے اور بولے بخدا میرا خیال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمہ زہرا کا رشتہ تمہاری وجہ سے روکے ہوئے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، تمہیں یہ خیال کیوں ہے؟ بخدا ابھی تو میں بظاہر کوئی نمایاں شخصیت بھی نہیں ہوں، نہ میں کوئی دولت مند آدمی ہوں کہ جس کی وجہ سے وہ مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔ آنحضرتؐ کو خود معلوم ہے کہ نہ میرے پاس کوئی درہم ہے نہ دینار۔ سعد نے کہا، خدا کے لیے (تم پیغام دیکر) ہمارے اس درہم کو دور کر دو۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، مگر میں آنحضرتؐ سے جا کر کیا کہوں؟ سعد نے کہا کہ تم جا کر یہ کہو کہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے پاس فاطمہ بنت محمدؐ کا پیغام دینے کے لیے آیا ہوں۔

نادی کا بیان ہے کہ اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خاموش خاموش آکر بیٹھ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپؐ کو اس نئے انداز سے آگے بٹھے ہوئے دیکھا تو فرمایا اے علی! کیا تم کسی ضرورت سے آئے ہو؟

انہوں نے کہا، جی ہاں، میں اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی خدمت میں فاطمہ بنت محمدؐ سے اپنی شادی کا پیغام دوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، مرحبا (بہت خوب) حضرت علی علیہ السلام وہاں سے اٹھ کر سعد کے پاس آئے اور پورا قصہ بیان فرمادیا۔ سعد نے کہا، بس اب وہ تم ہی سے شادی کریں گے اس لیے کہ اُس ذات کی قسم جس نے اُن کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے آج تک آنحضرتؐ نے نہ وعدہ خلافی کی ہے اور نہ جھوٹ بولا ہے۔ خدا کے لیے کل تم پھر جاؤ اور عرض کرو کہ یا نبی اللہ! یہ امر کب ظہور میں آئے گا؟

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، مگر یہ کام تو پہلے سے ہی زیادہ دشوار ہے۔ بھلا میں کس طرح کہوں کہ یا رسول اللہ! میری حاجت کا کیا ہوا؟

سعد نے کہا، نہیں جو میں نے بتایا ہے بس وہی جا کر کہو۔ دوسرے دن حضرت علی علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پھر حاضر ہوئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ! میرے لیے یہ بات کب ظہور پذیر ہوگی؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، انشاء اللہ آج شب میں۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے بلالؓ کو بلایا اور فرمایا اے بلال! میں نے اپنی بیٹی کا نکاح اپنے ابن عم سے بڑھ دیا ہے اور چاہتا ہوں کہ میری امت میں نکاح کے وقت کھانا کھلانے کی سنت قائم ہو جائے، لہذا پھیڑوں کے گلے میں جا کر چار ہند کی ایک بکری لے آؤ اور ایک بڑی لگن جیتا کرو میں مہاجرین و انصار کو دعوت دوں گا۔ جب سالن وغیرہ تیار ہو جائے تو مجھے بتانا۔

حضرت بلالؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی اور جب سب کچھ تیار ہو گیا تو ایک لگن (بڑے پالے) میں لاکر آپؐ کے سامنے رکھ دیا۔

آنحضرتؐ نے لگن کے سرے پر اٹھکی لگائی پھر فرمایا، اب ایک ایک گروہ آئے اور کھانا کھا

حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ میں نے میری بہت بندھی اور عرض کیا :
یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، آپ کو تو خود میرے حالات کا علم ہے آپ
نے مجھ پر چھاپا اور اپنی محبت سے لیکر اپنی عافیت میں میری پرورش
اُس وقت سے فرمائی ہے جبکہ میں بچہ تھا، آپ جو کچھ کھاتے تھے اُس میں سے مجھے بھی کھلاتے تھے
آپ نے مجھے آداب زندگی سکھائے اس لیے میرے نزدیک آپ کا حق از روئے مہر و محبت، احسان و
شفقت میرے باپ ابو طالب اور میری ماں فاطمہ بنت اسد سے بھی زیادہ ہے۔ علاوہ بری اللہ
نے آپ کی بدولت میری ہدایت فرمائی۔ لہذا دنیا و آخرت میں آپ ہی میرا سر مایہ و سہارا ہیں
اور اب میں چاہتا ہوں کہ جس طرح اللہ نے آپ کے ذریعے سے میرے بازو مضبوط کیے ہیں
اسی طرح میرا گھر بھی آباد ہو جائے۔ میری ایک زوجہ جو جس سے مجھے سکون میسر ہو۔ اسی لیے میں آپ
کی خدمت میں آپ کی بیٹی فاطمہ زہرا کی خواستگاری کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ یا رسول اللہ! کیا
آپ اس پر راضی ہیں کہ اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کر دیں؟

ابو ثمر محمد بن احمد ابن حادان صاری المعروف بہ دولابی نے اپنی کتاب الذریۃ الطاہرہ
میں اپنے اسناد کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپ نے بیان فرمایا کہ حضرت
ابوبکر و عمر نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں فاطمہ زہرا کی خواستگاری کی تو
آپ نے انکار فرمایا۔ پھر عمر نے مجھ سے کہا کہ علی! فاطمہ زہرا کے لیے میں تم ہی موزوں ہوں۔
میں نے کہا، مگر میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے علاوہ ایک زرہ کے جس کو میرے

رہن رکھ سکتا ہوں

الغرض جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہ زہرا کا عقد کر دیا
اور اس کی خبر جناب فاطمہ زہرا کو ہوئی تو وہ رونے لگیں۔
جب آنحضرت نے سنا کہ فاطمہ زہرا کی خبر ہے تو آپ اندر تشریف لائے اور فرمایا: بیٹی
فاطمہ! تم کیوں رورہی ہو؟ خدا کی قسم میں نے تمہارا عقد ایسے شخص سے کیا ہے جو تمام لوگوں
حلم میں افضل اور اسلام میں اول ہے۔

جب حضرت علی علیہ السلام نے آنحضرت سے جناب فاطمہ زہرا کی خواستگاری کی
تو عرض کیا، یا رسول اللہ! میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے دن ہر سببی و نسبی
رشتہ منقطع ہو جائے گا سوائے آپ کے سببی و نسبی رشتہ کے۔

آنحضرت نے فرمایا، سببی رشتہ کا سبب اللہ نے ہی پیدا کیا ہے اور نسبی قرابت
اللہ ہی نے دی ہے۔ (پھر آپ نے پوچھا) کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ شادی میں کیا خرچہ کرو گے؟

یہ فرما کر آپ کے چہرہ مبارک پر مسرت کی لہر دوڑ گئی۔

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میرا حال تو آپ سے پوشیدہ
نہیں ہے۔ میرے پاس ایک گھوڑا ہے ایک خچر ہے، ایک تلوار ہے اور ایک زرہ ہے۔

آنحضرت نے فرمایا، اچھا، تم اپنی زرہ فروخت کر دو۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس سلمان فارسی آئے اور کہا

چلیے، آپ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یاد فرمایا ہے۔

جب حضرت علی علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے تو آنحضرت نے فرمایا اے علی!

مبارک ہو قبل اس کے کہ میں تمہارا عقد فاطمہ زہرا سے زمین پر کرتا، اللہ تعالیٰ نے آسمان پر تمہارا

عقد فاطمہ زہرا سے کر دیا ہے۔ ابھی ابھی میرے پاس ایک فرشتے نے آکر مجھ سے کہا اے محمد! آپ

کو مبارک ہو، آپ کا خاندان آپس ہی ملا اور نسل میں طہارت باقی رہی۔

میں نے اُس فرشتے سے پوچھا، تیرا کیا نام ہے۔؟

اُس نے کہا، میرا نام نسطائیل ہے۔ میں تو ائم عرش کے مولوں میں سے ہوں۔

میں نے اللہ تعالیٰ سے اس بشارت کے پہنچانے کی درخواست کی تھی۔ جبریل امین بھی میرے پیچھے

آ رہے ہیں

مَرْحَبًا وَاهْلًا : ابو بربیرہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت علی

نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جناب فاطمہ زہرا کی خواستگاری کی تو آپ نے ارشاد فرمایا

مَرْحَبًا وَاهْلًا (خوش آمدید تم واقعاً اس کے اہل ہو۔)

حضرت علی علیہ السلام سے کسی نے کہا کہ اگر آنحضرت نے تم سے ان دونوں الفاظ میں سے

کوئی ایک لفظ بھی ارشاد فرمایا ہوتا یعنی صرف مَرْحَبًا فرمایا ہوتا یا صرف اَهْلًا فرمایا ہوتا تو وہ ایک

ہی آپ کے لیے کافی تھا چاہے کہ آنحضرت نے آپ کو مَرْحَبًا وَاهْلًا دونوں الفاظ ارشاد فرما دیے۔

ابن لبہ اور ابن مؤذن اور سعائی ان سب نے اپنی اپنی کتابوں میں ابن عباس

اور انس بن مالک کی یہ روایت تحریر کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرماتے

کہ اتنے میں حضرت علی علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے۔

آنحضرت نے دریافت فرمایا اے علی! کیسے آنا ہوا؟

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا، میں آپ کو سلام کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔

آنحضرت نے ارشاد فرمایا، دیکھو! یہ جبریل امین بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے مجھے

خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا عقد فاطمہ سے کر دیا ہے اور اس پر چالیس ہزار فرشتوں کو گواہ بنایا ہے

اور شجرہ طوبیٰ کو حکم دیا ہے کہ ان فرشتوں پر اس ترویج کی خوشی میں موتی دیا قوت لٹا دو۔ جب ان پر موتی اور یا قوت لٹائے گئے تو حور و دریں اور انھوں نے طباق بھر بھر کر موتی اور یا قوت لٹائے اور اس پر وہ قیامت تک آپس میں ایک دوسرے پر فخر و مباحثات کرتی رہیں گی اور یہ کہتی رہیں گی کہ یہ حضرت فاطمہ زہرا خیر النساء کی شادی کا تحفہ ہے۔

• ابن بطہ کا روایت میں ہے کہ اگر اس بچھاؤ میں ایک نے کسی دوسرے سے کچھ زیادہ یا اس سے کچھ بہتر پالیا ہے تو وہ قیامت تک اس پر فخر کرتا رہے گا۔

• ابن مردودی نے اپنے اسناد کے ساتھ علقہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت علی کا عقد حضرت فاطمہ زہرا سے ہوا تو جنت کے اٹار فرشتوں پر لٹائے گئے۔

② — حضرات شیخین اور شادی کا پیغام

ابن شاہین مروزی نے اپنی کتاب فضائل فاطمہ علیہا السلام میں اپنے اسناد کے ساتھ ابی بریدہ سے اور انھوں نے اپنے باپ سے اور بلاذری نے اپنی تاریخ میں اپنے اسناد کے ساتھ تحریر کیا ہے کہ حضرت ابوبکر نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے ساتھ فاطمہ زہرا کی شادی کا پیغام دیا تو آپ نے فرمایا، میں اس امر میں اللہ کے حکم کا منتظر ہوں۔

اس کے بعد عمر نے پیغام دیا تو آپ نے ان کو بھی وہی جواب دیا۔

• احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں اور کتاب الفضائل میں ابانہ بن بطنہ نے اپنی کتاب میں، خطیب نے اپنی تاریخ میں، ابن شاہین نے اپنی کتاب الفضائل میں، ابن عباس کی یہ روایت تحریر کی ہے کہ جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہ زہرا کا عہد حضرت علی ابن ابی طالب سے کر دیا تو آپ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ فاطمہ کو تم اپنی طرف سے کچھ دو۔

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا، میرے پاس تو کچھ نہیں ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تمہاری زرہ خطیب کہاں ہے؟

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا کہ میرے پاس تو زرہ خطیب ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، وہی دے دو۔

• صحاح میں اپنے اسناد کے ساتھ جناب امیر المومنین و ابن عباس و ابن مسعود اور جابر بن عبد اللہ انصاری و انس بن مالک و برار بن عازب اور جناب ام سلمہ سے بالفاظ مختلف فرماتے ہیں۔

ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر نے یکے بعد دیگرے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی خواستگاری کی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ کمن ہے۔

• ابن بطہ نے اپنی کتاب الابانہ میں تحریر کیا ہے کہ عبدالرحمن نے بھی آپ سے جناب فاطمہ زہرا کی خواستگاری کی تھی مگر آپ نے اس کو کوئی جواب نہ دیا۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ عبدالرحمن نے یہ بھی کہا کہ میں اتنا مہر دینے کو تیار ہوں۔

یہ سن کر آپ کو غصہ آگیا، اور ہاتھ بڑھا کر کچھ سنگریزے اٹھالیے اور وہ آپ کے ہاتھوں پر تھپکے۔ پھر آپ نے وہ سنگریزے عبدالرحمن کے دامن میں ڈال دیے تو وہ موتی و موتی بن گئے۔ اس طرح آپ نے اس کی پیشکش کا جواب دیا۔

• حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آباء کے کام سے روایت کی ہے کہ جناب فاطمہ زہرا سے رشتہ کے لیے حضرت ابوبکر، جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ! فاطمہ زہرا کی شادی مجھ سے کر دیجیے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی جواب نہ دیا اور منہ موڑ لیا۔ پھر عمر آئے اور انھوں نے بھی یہی گدلش کی۔ آپ نے ان کی طرف سے بھی منہ پھیر لیا۔ تو یہ دونوں عبدالرحمن بن عوف کے پاس آئے اور کہا۔ تم قریش میں سب سے زیادہ مالدار ہو، کاش تم رسول اللہ کے پاس جا کر فاطمہ زہرا کا رشتہ مانگتے تو اس سے تمہارے مالی دولت اور فضل و شرف میں اضافہ ہو جاتا۔

یہ سن کر عبدالرحمن بن عوف آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے متعلق رشتہ کی درخواست کی۔ لیکن آپ نے عبدالرحمن بن عوف کی طرف سے بھی منہ پھیر لیا۔ عبدالرحمن یہ جواب سن کر ان دونوں کے پاس واپس آیا اور کہا، میرے ساتھ بھی وہی معاملہ پیش آیا، جو تم دونوں کے ساتھ پیش آچکا ہے۔

پھر یہ دونوں حضرت، جناب علی امیر المومنین علیہ السلام کے پاس آئے۔ آپ اس وقت نخلستان میں پانی دے رہے تھے۔ ان دونوں نے کہا، ہمیں معلوم ہے کہ تمہیں حضرت رسول اللہ سے جو قربت حاصل ہے اور تم اسلام میں بھی سب سے مقدم ہو، اگر تم آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر فاطمہ زہرا کا رشتہ مانگ لیتے تو تمہارے فضل و شرف میں اللہ تعالیٰ اور عجب اضافہ فرما دیتا۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، آپ دونوں نے مجھے اس امر کی طرف متوجہ کیا ہے تو میں ابھی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوتا ہوں۔

آپ وہاں سے چلے آئے وضو کیا، غسل فرمایا، قطری چادر دوش پر ڈالی، دو رکعت نماز پڑھی اور بناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

یا رسول اللہ! میں فاطمہ زہرا کی خواستگاری کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ آنحضرت نے ارشاد فرمایا، اگر میں فاطمہ زہرا کی شادی تم سے کر دوں تو تم اس کے مہر میں کیا دے سکتے ہو؟

حضرت علی نے عرض کیا، میں مہر میں اپنی تلوار اپنا گھوڑا، اپنی زرہ اور آبپاشی کا اونٹ سب دے دوں گا۔

آنحضرت نے فرمایا، خیر تمہارے آبپاشی کا اونٹ، گھوڑا اور تلوار یہ سب تمہارے لیے ضروری ہیں تم ان سے مشرکین سے جہاد کرتے ہو، البتہ زرہ کو مہر میں دے سکتے ہو۔ (اس کو انہیں جہاں ضرورت نہیں ہے)

۳) حضرت شیخین کی مایوسی

کتاب مناقب میں جناب ام سلمہ و سلمان فارسی اور حضرت علی علیہ السلام ابن ابی طالب سے روایت ہے کہ جب دختر رسول حضرت فاطمہ زہرا سلم اللہ علیہا من بلوغ کو پہنچیں تو قریش کے بڑے بڑے صاحبان فضل و شرف اہل ثرون و دولت آنحضرت کی خدمت میں جناب فاطمہ زہرا کی خواستگاری کیلئے آئے۔ مگر آپ ان سب کی طرف سے اس طرح منہ موڑ لیتے کہ اکثر لوگوں کو یہ گمان ہوتا کہ آنحضرت ان سے ناراض ہو گئے یا شاید آپ پر اس کے متعلق آسمان سے کوئی وحی نازل ہوئی ہے۔

چنانچہ ان پیغام دینے والوں میں حضرت ابو بکر بھی تھے۔ آنحضرت نے ان سے فرمایا کہ فاطمہ کی شادی کا اختیار فاطمہ کے پروردگار کو ہے۔ انکے بعد حضرت عمر نے پیغام دیا آپ نے ان کو بھی وہی جواب دیا جو حضرت ابو بکر کو دے چکے تھے۔

۴) رشتے کی منظوری

امالی شیخ مفید علیہ الرحمہ میں صحابہ بن مزاحم سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے پاس حضرت ابو بکر و عمر آئے اور انہوں نے کہا کیا اچھا ہوتا کہ تم بھی جناب رسول اللہ کے پاس جا کر فاطمہ زہرا کے لیے پیغام دے کر دیکھ لیتے۔

حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ اس پر میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا آپ مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا:

اے علی! کیا بات ہے، کیوں آئے ہو؟

میں نے آپ سے اپنی قرابت، اپنے تقدم فی الاسلام، اپنی نصرت اور اپنے جہاد کا ذکر کیا۔

آپ نے فرمایا اے علی! تم درست کہتے ہو، بلکہ جو کچھ تم نے بیان کیا ہے تم اس سے بھی بالاتر ہو۔

پھر میں نے فاطمہ زہرا کی خواستگاری کی۔

آپ نے فرمایا اے علی! تم سے پہلے بھی کچھ لوگوں نے فاطمہ زہرا کی خواستگاری کی تھی مگر جب میں نے فاطمہ زہرا کے سامنے ان کا ذکر کیا تو اس کے چہرے پر کراہت کے آثار دیکھے یہ فرما کر آپ اندر جانے لگے اور حضرت علی سے کہا کہ تم ٹھہرو میں ابھی آتا ہوں۔

پھر آپ حضرت فاطمہ زہرا کے پاس تشریف لے گئے۔ وہ آپ کو دیکھ کر تعظیم کے لیے کھڑی ہو گئیں۔ آپ کے دوش سے چادر لیکر رکھ دی، پائے مبارک سے نعلین اتاریں، وضو کے لیے پانی میکڑ میں، آپ کے پاؤں دھلائے پھر نہایت ادب سے بیٹھ گئیں۔

آنحضرت نے آواز دی اے فاطمہ!

انہوں نے عرض کیا، جی ہاں، یا رسول اللہ! کیا حکم ہے؟

آنحضرت نے فرمایا، علی ابن ابی طالب سے تم اچھی طرح واقف ہو کہ میری ان سے کیا قرابت ہے۔ اور ان کا فضل و شرف اور ان کا اسلام وغیرہ تم سے پوشیدہ نہیں۔ اور میں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ وہ تمہاری شادی ایسے شخص سے کرادے جو اس کی نظر میں سب سے بہتر اور ان کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہو۔ اب انہوں نے اگر مجھ سے تمہاری بات ڈالی خواستگاری کی ہے۔ بیٹی! بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے؟

جناب فاطمہ زہرا یہ سن کر خاموش رہیں، نہ اپنا منہ موڑا، نہ ان کے چہرے پر کراہت کے آثار نظر آئے تو آنحضرت یہ فرماتے ہوئے اٹھے کہ اللہ اکبر، اس کی خاموشی ہی اس کا اقرار ہے۔

پھر جس پر ان میں نازل ہوئے اور عرض کی۔ اے محمد! آپ فاطمہ زہرا کی شادی علی ابن ابی طالب سے کر دیں، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فاطمہ زہرا کو علی کے لیے اور علی کو فاطمہ کے لیے پسند فرماتا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ اس کے بعد آنحضرت نے حضرت فاطمہ کا عقد

مجھ سے کر دیا۔ پھر میرا ہاتھ پکڑا اور کہا 'بِسْمِ اللّٰهِ اَتَّخُوْا وِرْثًا عَلٰی بَرَکَةِ اللّٰهِ وَمَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ تَوَكَّلْ عَلٰی اللّٰهِ۔ اس کے بعد میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے فاطمہ زہرا کے پاس لاکر بٹھادیا اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا 'پروردگارا! یہ دونوں تیری مخلوق میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ تو بھی ان سے محبت کر، ان کی نسل و ذریت میں برکت عطا فرما، ان دونوں کی حفاظت فرما۔ میں ان دونوں اور ان کی ذریت کے لیے شیطانِ رحیم سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔
(امالیہ شیخ مفید علیہ الرحمہ)

⑤ = اگر علی نہ ہوتے...!

عیون الاخبار الرضا میں ہے کہ حضرت امام علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام نے اپنے آباء کرام سے روایت کی ہے۔ حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا:
"اے علی! قریش کے متعدد افراد فاطمہ زہرا کے رشتہ کے سلسلے میں مجھ سے ناراض ہو گئے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے بھی فاطمہ زہرا کے لیے آپ کو پیغام بھیجا تھا اور علی نے بھی آپ کو پیغام دیا، لیکن آپ نے ہمیں تو انکار کر دیا اور علی سے بلا تکلف عقد کر دیا۔
میں نے انھیں جواب دیا کہ بخدا نہ میں نے تم لوگوں کے لیے انکار کیا اور علی نے فاطمہ زہرا کا عقد کیا ہے، بلکہ یقین کر دو کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو منع کیا تھا اور علی سے عفت کیا تھا۔ اس کے بعد جبریل امین نازل ہوئے، انھوں نے کہا کہ اے محمد! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر میں علی کو پیدا نہ کرتا تو یقیناً تمھاری بیٹی فاطمہ زہرا کا کوئی کفو و ہمسر روئے زمین پر نہ ملتا، خواہ آدم ہوں یا ان کی ذریت میں سے کوئی اور۔"

• ہرانی نے بھی علی بن معبد سے اسی کے مثل روایت بیان کی ہے۔

(عیون اخبار الرضا)

• یونس بن علیان سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کو نہ پیدا کیا تو فاطمہ زہرا کا کوئی کفو و ہمسر روئے زمین پر نہ ملتا۔
(امالیہ شیخ مفید علیہ الرحمہ)

⑥ = شادی کیلئے حکمِ خدا

قیسی نے اپنے اسناد کے ساتھ حضرت امیر علی الرضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے

نے ہیں فاطمہ زہرا کی شادی علی کے ساتھ کرنے کا حکم دیا تو میں نے ان کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کر دی۔
(عیون اخبار الرضا)

• تین اسناد کے ساتھ حضرت امام علی الرضا علیہ السلام سے اور انھوں نے اپنے آباء کرام سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس ایک فرشتے نے آکر کہا اے محمد! اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام کہلے اور یہ فرمایا ہے کہ میں نے فاطمہ کی شادی (تزوج) علی کے ساتھ کر دی ہے۔ لہذا تم بھی ان کے ساتھ (علی کے ساتھ) فاطمہ کی تزویج کر دو۔ اور میں نے شجرۃ طوبیٰ کو حکم دیا ہے کہ ان پر تصدق کے لیے پھل پیدا کرنے کی جگہ موتی، یا قوت اور مرجان پیدا کرے۔ آسمان والے اس شادی سے سچ خوش ہیں۔

نیز فاطمہ زہرا کے لیکن سے دو ایسے فرزند پیدا ہوں گے جو جوانانِ اہل جنت کے سردار ہوں گے ان کی وجہ سے جنت میں رونق آجائے گی۔
اے محمد! تمہیں مبارک ہو، تم اولین و آخرین میں سب سے بہتر و افضل ہو۔

④ = فضائلِ علی بزبانِ محمد

تفسیر علی بن ابراہیم قمی میں ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا سے شادی کا پیغام جس کسی کی طرف سے بھی آتا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے بے رنجی بحثتے تھے یہاں تک کہ سب لوگ مایوس ہو کر بیٹھ رہے۔ مگر جب آپ نے خود ارادہ کیا کہ فاطمہ کی تزویج علی سے کریں تو آپ نے تنہائی میں خاموشی کے ساتھ اس سلسلے میں جناب فاطمہ زہرا سے بات کی۔ جناب فاطمہ زہرا نے عرض کیا 'یا رسول اللہ! آپ کی راتے سب سے ادنیٰ ہے لیکن قریش کی عورتیں تو ان کے متعلق طرح طرح کی باتیں کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ان کا پیٹ نکلا ہوا ہے، ہاتھ لمبے ہیں، ان کے جوڑوں کی ہڈیاں بہت چوڑی ہیں، سر کے اگلے حصے کے بال بھی نہیں ہیں، آنکھیں بڑی بڑی ہیں، شہریوں اور درندوں جیسے ہاتھ پاؤں ہیں، ہر وقت ہنستے رہتے ہیں۔ پھر ان کے پاس نہ مال ہے نہ دولت و حشمت، بالکل مفلس اور فقیر ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، بیٹی کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے جب دنیا پر سہلی نظر انتخاب ڈالی تو سارے عالمین کے عرووں میں مجھے منتخب فرمایا، پھر دوسری نظر انتخاب ڈالی تو عالمین کے عرووں میں علی کا انتخاب فرمایا، پھر جب تیسری نظر انتخاب ڈالی تو عالمین کی عورتوں میں تمہیں منتخب فرمایا۔

• لفظ فاطمہ! سنو! جب شہب مہراج نے آسمان کی طرف لپکایا تو میں نے صفحہ

چنانچہ ایسا ہی ہوا، ایک گروہ کے بعد دوسرا گروہ آتا گیا اور کھانے سے سیر ہو گیا۔ جب سب لوگ کھانے سے فارغ ہو گئے تو آنحضرتؐ نے باقی کھانے پر پھر کچھ پڑھ کر دم کیا، اس میں مزید برکت ہو گئی اور بلالؓ سے فرمایا، اے بلال! اسے اُتھات المؤمنین کے پاس لے جاؤ اور کہہ دو کہ وہ خود بھی کھائیں اور دوسری عورتوں کو بھی کھلائیں۔

جب باہر اور اندر سب لوگ کھانے سے فارغ ہو چکے تو آنحضرتؐ اندر تشریف لائے عورتیں آپؐ کو دیکھ کر ایک طرف چلی گئیں مگر اسماء بنت عمیس وہیں رہ گئیں۔

آنحضرتؐ نے پوچھا، تم کون ہو اور یہاں کیوں ہو؟ اسماء نے جواب دیا، میں آپؐ کی بیٹی کی دیکھ بھال کے لیے ہوں۔ شادی کی پہلی شب کسی عورت کو دلہن کے پاس رہنا چاہیے تاکہ اگر دلہن کو کسی بات کی ضرورت ہو تو وہ اس سے کہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا، اچھا، میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شیطانِ رحیم سے تیری حفاظت کرے، (تیرے چاروں اطراف سے حفاظت کرے)۔

پھر آپؐ نے حضرت فاطمہؓ زہرا کو آواز دی۔ جب وہ آئیں تو انہوں نے دیکھا کہ حضرت علیؓ علیہ السلام آنحضرتؐ کے پہلو میں تشریف فرما، میں تو آپؐ کے قدم حجاب کے باعث رک گئی اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، بیٹی کیوں روتی ہو؟ میں نے تو اپنے خاندان میں سب سے بہتر شخص کو تمہارے لیے منتخب کیا ہے، اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں نے ایسے شخص سے تمہارا نکاح کیا ہے جو دنیا میں تمام لوگوں کا سردار ہے اور آخرت میں اس کا شمار گروہ صالحین میں ہوگا۔

اس کے بعد آپؐ نے اسماء سے فرمایا، ایک طشت اور پانی لاؤ۔ جب طشت اور پانی لایا گیا تو آپؐ نے ایک گھونٹ پانی اپنے منہ میں لیکر طشت میں ڈال دیا، پھر اس میں اپنے دونوں پاؤں دھوئے اپنا رخا اور دھویا، پھر جناب فاطمہؓ زہرا کے سر پر ایک چٹو پانی چھڑکا اور پھر سارے جسم پر پانی چھڑکا اور دعا فرمائی: پروردگار! یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، میرے مالک! جس طرح تو نے مجھے رحیم سے دور رکھا اور ہر طرح سے پاک پکیزہ قرار دیا اسی طرح اسے بھی ہر جس سے دور رکھو اور پاک و پاکیزہ قرار دیجیو۔

اس کے بعد آپؐ نے ایک دوسرا طشت منگوایا اور حضرت علیؓ علیہ السلام کو اپنے قریب بلایا اور ان پر اسی طرح پانی چھڑکا جس طرح جناب فاطمہؓ زہرا پر چھڑکا تھا اور ان کے لیے بھی وہی دعا فرمائی جو جناب فاطمہؓ زہرا کے لیے کی تھی۔ پھر فرمایا، اچھا اب تم دونوں اٹھو اور اپنے حجرے میں

جاؤ، اللہ تم دونوں میں اتفاق رکھے، تمہاری نسل میں برکت عطا فرمائے، تمہارے حالات کو درست فرمائے، پھر آپؐ اُٹھے اور دروازہ بند کر دیا۔

ابن عباس کا بیان ہے کہ اسماء بنت عمیس نے مجھے بتایا کہ میں آنحضرتؐ کو دیکھتی رہی آپؐ مسلسل اُن دونوں کے لیے دعا فرماتے رہے آپؐ نے اس دعا میں کسی اور کو شریک نہیں کیا۔ یہاں تک کہ آپؐ اپنے حجرے میں تشریف لے گئے۔ (کشف الغمہ و مناقب) روایت ہے۔ ایک دن آنحضرتؐ اپنی زوجہ ام سلمہ بنت ابی امییر بن مغیرہ کے گھر میں تشریف فرما تھے۔ اتنے میں دق الباب ہوا۔

ام سلمہ نے پوچھا کون ہے؟ آنحضرتؐ فرمایا، اے ام سلمہ! اٹھ کر جاؤ اور دروازہ کھول دو اور اسے اندر بلاؤ یہ وہ شخص ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اُس کو دوست رکھتے ہیں۔

حضرت ام سلمہؓ لہیں، میرے مال باپ آپؐ پر قربان، یہ ایسا کون شخص ہے کہ جس کی آپؐ اتنی تعریف فرما رہے ہیں، اچھی تو آپؐ نے اُس کو دیکھا بھی نہیں کہ وہ کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا، اے ام سلمہ! ایسی بات نہ کہو، مجھے معلوم ہے یہ وہ شخص ہے جو نہ بزدل ہے اور نہ غصہ ور۔ یہ میرا بھائی اور میرا ابن عم ہے اور مجھے وہ ساری مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔

حضرت ام سلمہؓ کا بیان ہے کہ یہ سن کر میں دروازہ کیطرت اس قدر تیزی سے دوڑی کہ میرا پیر چادر میں الجھ گیا اور میں گرتے گرتے کا گئی۔ دروازہ کھولا تو دیکھا کہ علیؓ ابن ابی طالبؓ کھڑے ہیں اور جب دروازہ اُس وقت تک گھر کے اندر داخل نہیں ہوئے جب تک انھیں میرے حجرے میں داخل ہونے کا یقین نہیں ہو گیا۔ پھر وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور سلام کیا۔

آنحضرتؐ نے جواب سلام دیا اور فرمایا، اے علیؓ! بیٹھ جاؤ۔ آپؐ آنحضرتؐ کے سامنے بیٹھ گئے مگر حجاب کی وجہ سے آپؐ کی نظریں جھکی ہوئی تھیں اور ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کوئی حاجت لبس کر آئے ہیں جس کے اظہار کرنے سے جی مانع ہے۔ لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علیؓ کے دل کی پوشیدہ بات کا علم تھا۔

آپؐ نے فرمایا، اے علیؓ! میں دیکھ رہا ہوں کہ تم کوئی حاجت پیش کرنا چاہتے ہو۔ لہذا جو کچھ تمہارے دل میں ہے، بیان کر دو اور یہ بھی یقین کر لو کہ تمہاری ہر حاجت اللہ تعالیٰ میرے نزدیک پوری ہوگی۔

کئے ہیں کہ ان سے وہ اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں کو قتل کریں گے۔ ان ہی کے ذریعے سے اللہ اپنے دین کو غالب کرے گا خواہ مشرکین اسے کتنا ہی ناپسند کریں۔ ان ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ فتوحات دے گا، ان ہی ہاتھوں سے وہ مشرکین سے تنزیلِ قرآن پر جنگ کریں گے اور تاویلِ قرآن پر منافقین، مارقین، ناکثین اور فاسقین سے جہاد کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے صلب سے سردارانِ جوانانِ اہل جنت کو پیدا کرے گا اور ان دونوں سے اپنے عرش کو زینت بخشنے گا۔

لے فاطمہ! اللہ تعالیٰ نے سزئی کی ذریت اُس کے صلب سے قرار دی ہے اور میری ذریت علی کے صلب سے قرار دی ہے۔ اگر عشی نہ ہوتے تو میری کوئی ذریت نہ ہوتی۔ یہ سب کچھ منقبتِ علیؑ سن کر حضرت فاطمہؑ نے ہر آنے عرض کیا، یا رسول اللہ! تو زمین پر میں کسی کو بھی علیؑ پر ترجیح نہیں دیتی۔

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہؑ زہرا کا عقد علیؑ سے کر دیا۔ اسی حدیث کی بنا پر ابن عباسؓ کہا کرتے تھے کہ اگر عشی نہ ہوتے تو فاطمہؑ کا کوئی کفو نہ ہوتا۔

(تفسیر علی بن ابراہیم قمی)

⑧ = حدیث محمود

علی بن جعفر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کو بیان فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا: جناب رسول مقبول! تشریف فرما تھے کہ اتنے میں آپ کے پاس ایک فرشتہ وارد ہوا جس کے چوہیں عدد چہرے تھے۔ آنحضرتؐ نے اس سے فرمایا اے میرے دوست جبریل! میں نے تو کبھی تم کو اس شکل میں نہیں دیکھا۔

وہ فرشتہ لولا، یا رسول اللہ! میں جبریل نہیں ہوں۔ میرا نام محمود ہے مجھے اللہ تعالیٰ نے اس لیے بھیجا ہے کہ میں نور کا نکاح نور سے پڑھ دوں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا کس کا نکاح کس سے؟ اُس نے کہا، فاطمہؑ زہرا کا نکاح علیؑ سے۔

الغرض جب وہ فرشتہ واپس جانے لگا تو میں نے دیکھا کہ اس کی پشت پر دو نورِ شانوں کے درمیان تحریر تھا: محمد رسول اللہ علی وصیہ (محمد اللہ کے رسول اور علی ان کے وصی ہیں۔)

آنحضرتؐ نے اس فرشتے سے پوچھا تیری پشت پر یہ لکھ کر کب سے تحریر ہے؟ اُس نے جواب دیا، آدمؑ کی پریش سے بائیس ہزار سال قبل سے تحریر ہے۔ حالِ انوارِ محمدیہ

• مناقب ابن شہر آشوب میں بھی علی بن جعفر سے یہی روایت مرقوم ہے۔ اس کے بعد یہ بھی تحریر ہے کہ ایک روایت میں بائیس ہزار کے بدلے چوبیس ہزار ہے۔

• جابر بن عبد اللہ انصاری نے بھی محمود نامی فرشتے کی روایت کی ہے اس میں یہ ہے کہ اس کے بیس سر تھے اور ہر سر میں ایک ہزار زبانیں تھیں اور اس کا نام اصل میں مرصائل تھا۔

• ابو بکر مردویہ کے فضائل امیر المؤمنین میں انس بن مالک سے اور کتاب الوالقام سلیمان طبری میں ابن مسعود سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہؑ زہرا کا عقد علیؑ سے کر دوں۔

• کشف الغت میں حضرت امام حسین ابن علیؑ علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام سلمہ کے حجرے میں تشریف فرماتے کہ ایک فرشتہ نازل ہوا جس کے بیس سر تھے اور ہر سر میں ایک ہزار زبانیں تھیں اور وہ ہر زبان سے اللہ کی تسبیح و تقدیس الگ الگ لغتوں میں کر رہا تھا اور اس کے ہاتھ کی ہتھیلیاں سات آسمانوں اور زمینوں سے لگی چوڑی تھیں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا اے جبریل! اس شکل میں تو تم کبھی میرے پاس نہیں آئے آج کیا بات ہے؟

اُس فرشتے نے کہا، یا حضرت! میں جبریل نہیں ہوں، میرا نام مرصائل ہے مجھے اللہ نے اس لیے بھیجا ہے کہ آپ نور کا نکاح نور سے کر دیں۔

آنحضرتؐ نے پوچھا کس کا نکاح کس سے؟ اُس نے کہا، آپ کی بیٹی فاطمہؑ زہرا کا نکاح علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے۔

آنحضرتؐ نے حضرت فاطمہؑ کا نکاح حضرت علیؑ سے کر دیا اور حضرت جبریل اور میکائیل و مرصائل کو اس نکاح کا گواہ بنا دیا۔

اس کے بعد آنحضرتؐ نے مرصائل کے دونوں شانوں پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ابن ابی طالب معین الحجۃ تحریر ہے۔

آنحضرتؐ نے پوچھا کس نے مرصائل تمہارے شانوں پر یہ کب سے لکھا ہوا ہے؟ مرصائل نے جواب دیا کہ اس دنیا کی خلقت سے بارہ ہزار سال پہلے یہ تحریر میرے شانوں پر لکھی گئی تھی۔

دیکھ کر پوچھا، بیٹی! یہ تمہارا چہرہ زرد اور آنکھوں میں حلقے کیوں پڑے ہوئے ہیں؟
آپ نے عرض کیا، یا ابا، تین دن سے یہی کوئی غذا میسر نہیں ہوئی ہے حسن و حسین
بھی بھوکے سو رہے ہیں۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں بچوں کو جگایا، ایک کے
دائیں زانو پر بٹھایا، دوسرے کو بائیں زانو پر اور جناب فاطمہ زہرا کو سامنے بٹھایا، اتنے میں حضرت
علی علیہ السلام بھی آگئے۔ آپ نے ان کو اپنے پیچھے بٹھایا، پھر آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور
عرض کیا: اللہی وسیدی ومولای ہولاء اہلیتہی اللہم اذہب عنہم
الرجس وطہرہم تطہیرا (میرے اللہ! میرے مالک! میرے مولا! یہی ہیں
میرے اہل بیت، تو ان سے رجس کو دور رکھنا اور انھیں پاک و پاکیزہ رکھنا جو حق ہے
پاکیزگی و طہارت کا۔)

راوی کہتا ہے کہ پھر فاطمہ زہرا اٹھیں اور اپنے حجرہ عبادت میں تشریف لے
گئیں، دو رکعت نماز بجلا لیں، پھر اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کر کے عرض پرداز ہوئیں
اے میرے اللہ! اے میرے مالک! یہ تیرے نبی محمد مصطفیٰ ہیں، یہ تیرے نبی
کے ابن عم علی ہیں اور یہ تیرے نبی کے نواسے حسن و حسین ہیں ہمارے لیے آسمان سے اسی طرح
خوان طعام نازل فرما جس طرح تو نے بنی اسرائیل کے لیے نازل فرمایا تھا۔ انھوں نے تو اسے کھا کر
بھی کفرانِ نعمت کیا اور ہم تو تیرے شکر گزار بندے ہیں۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم جناب فاطمہ زہرا کی دعاء ابھی ختم نہ ہوئی تھی کہ
آپ کے پیچھے ایک خوان طعام خود بخود آجود ہوا جس سے مشک کی خوشبو مہک رہی تھی۔
جناب فاطمہ زہرا وہ خوان لے ہوئے اپنے بابا کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علیؓ اور حضرات حسن و حسین کے سامنے پیش کیا
حضرت علیؓ نے پوچھا اے بنت رسول اللہ! یہ کھانا کہاں سے آیا ہے
حضرت رسول مقبولؐ نے فرمایا اے علیؓ! کھانا شروع کرو، سوال نہ کرو، شکر ہے
اُس خدا کا جس نے میری بیٹی کو وہ رتبہ عطا فرمایا جو مریم بنت عمران کو عطا فرمایا تھا۔

پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: (جو سورہ آل عمران کی آیت نبرہ ہے)
”كَلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْإِحْرَابُ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا
قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّى لَكَ هَذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ
مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ“ (جب بھی زکریا اُس کے (مریم کے) پاس محراب (عبادت

میں داخل ہوتے تھے تو اُن کے پاس رزق پاتے تھے تو پوچھتے تھے اے مریم! تمہارے پاس
یہ رزق کہاں سے آیا ہے۔ وہ کہتی تھیں کہ یہ اللہ کے پاس سے آیا ہے۔ بیشک اللہ جس کو چاہتا
ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔)

چنانچہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علیؓ، جناب فاطمہ زہراؓ
اور حضرات حسن و حسین نے اس طعام کو تناول فرمایا۔

ادھر وہ اعرابی کھانا کھانے کے بعد اونٹ پر بیٹھا اور اپنے قبیلہ بنی سلیم میں واپس
پہنچا اور اہل قبیلہ کو پکار کر کہا: قولوا لا الہ الا اللہ تغلحوا۔ تم لوگ لا الہ الا اللہ
کہو تاکہ فلاح پاسکو۔

یہ سنتے ہی اہل قبیلہ نے تلواریں نیام سے نکال لیں اور بولے، محمدؐ، جو ایک ساحر
اور کذاب ہے، کیا اُس کے دین کی طرف تو بھی مائل ہو گیا ہے؟

اُس نے کہا، محمدؐ کو میرا نہ کہو! اے بنو سلیم! محمدؐ کا اللہ تو بہترین اللہ ہے اور محمدؐ
بہترین نبی ہیں۔ میں اُن کے پاس بھوکا پہنچا تھا، انھوں نے کھانا کھلایا، میرے پاس لباس نہ تھا
مجھے کپڑا پہنایا، میں سپید تھا، مجھے سواری دی، زادراہ دیا۔

اس کے بعد اُس نے اپنا سارا قصہ اور سو سمار کی شہادت اور اشعار پڑھنے کا نام
واقعہ بیان کیا۔ پھر اُن سے کہا: اسلام لے آؤ تاکہ جہنم سے سلامت رہو۔

نتیجہ میں اُس روز بنو سلیم کے چار ہزار مرد اسلام لائے اور یہ وہی سبز جھنڈے
والے اصحاب ہیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد جمع رہتے تھے۔

(تفسیر تعلیمی، ابن مؤذن، کتاب مناقب ابی الفرج)



بعد اسی سے شادی کر لی، لیکن وہ میرے بچوں کے لیے میری بی بی طوطا ہے۔ اس لیے کہ میری بی بی
کو روکو اور میری بی بی چارہ کا ذریعہ ہے۔

میری دوسری وصیت ہے کہ میری میت تابوت میں رکھ کر اٹھائی جائے جس میں
مجھے لاکر لے بنا کر رکھا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے تازہ وہ کیسا تابوت بنا کر رکھا جاتا۔
جناب فاطمہ زہرا نے اس کی پوری شکل و کیفیت بیان کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ
کا تابوت بنا کر ہے۔ اور یہ میری میت کا تابوت ہے، ان کی میت رکھ کر اٹھائی۔ اس سے قبل کو
جائزہ داس طرح سے اٹھایا گیا، اس طرح کا تابوت کسی نے دیکھا سنا۔

اس کے بعد فرمایا "میری میری وصیت ہے کہ میرے جنازے پر وہ لوگ نہ آئیں
جنہوں نے میری بی بی سے نفرت کی ہے، میرا چہرہ ہے۔ یہ لوگ میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
و دشمن ہیں۔ لہذا ان کو اور ان کے پیروں کو میری نماز جنازہ میں نہ لے کر جائیں۔

پھر وصیت ہے کہ جب لوگ رات کو میری اولاد کا زینا بخند کر رہے
اس وقت میری اولاد کے لیے گواہ ہے۔

گفتہ انتہی میں مقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے
صندوق سے ایک کتاب نکالی اس کو پڑھا "اس میں جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی وصیت
درج ہے۔ اس میں وصیت ہے کہ میری میت نہ لے کر میری میت نہ لے کر میری میت نہ لے کر میری میت نہ لے کر
" یہ وہ اور بھی ہیں کہ وصیت فاطمہ زہرا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ان کے مرنے
پس از علی کا انتقال ہو جائے تو جس نے میرے لیے ان کے انتقال کے بعد میری میت
لے اور ان کے انتقال کے بعد اس سال کا اختصار وہ ہو گا جو میری اولاد میں سب سے بڑا ہو گا
اس پر گواہ ہوتے مقلد اور ذہن پر العلوم اور کتاب میں اپنی اپنی حالت میں۔

اسلام بنت حسین کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا نے مجھے وصیت کیا کہ
جب میرا انتقال ہو جائے تو مجھے غسل سوا اختیار سے اور اٹھانے کے وقت میرا نہ سے اس بنا پر تھا
نے اور علی انہی اپنی حالت میں نے ان کو غسل دیا۔

طاری کا بیان ہے کہ جب رات کا ایک حصہ گزرا اور لوگ کی گھنٹی جڑ ہو گئی تو
حضرت علی رضی اللہ عنہ امام حسین و امام سیدنا و مقلد و مقلد و زینب و الزہراء و سلمان اور
بیرہ دوسرے نبی یا خاتم کے ساتھ جنازہ سے گویا کہ باہر آئے اور پھر شب میں ان کو دفن کیا۔
پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی قبر کے اطراف چھوڑ دیں جس میں انہی جنہوں نے تصادمات کیا تاکہ

اپنی قبر کی نشان دہی نہ کرے۔

بعض محدثین کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کی قبر کو زینب کے
باہر رکھا اور اس کے نشان کو بھی مٹا دیا تاکہ قبر کی نشان دہی نہ کرے۔
(روایت ادراسطین)

(۱۲)

بعد از وفات فاطمہ زہرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کیا تو فرمایا

اے حسین بن علی! میں اپنی طالب علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا
کی وفات ہو گئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو غسل دیا اور ان کے نشان کو زخم کر دیا
تو اس کے بعد آپ نے اپنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کفن کیا
" یا رسول اللہ! آپ میرا سلام بڑا اور آپ میرے بہنوئی کی بیٹی کی زینب
اور آپ کے بعد صہبہ کے لیے زینب خاک سونے والی کفن ہے۔ اس کفن سے میں کو اللہ شہد ہے
آپ کے الہیت میں سے منتخب کر کے آپ کی خدمت میں پہنچا۔

یا رسول اللہ! آپ کی بھینچ کر زینب میرا بہنوئی ہے اور میری سلام اللہ علیہا
کے فریق میں میرا سکن و قرار ہو گیا ہے۔ مگر انہوں نے میرا کفن بھلا کر ان کا کفن بڑا کر دیا
میں نے بڑا کفن کیا تو میرا مصیبت ہو گئی۔ مگر میرا کفن بھلا کر ان کا کفن بڑا کر دیا
یا رسول اللہ! فریقین انار اور آپ کی روح اس حال میں ہے کہ میرے لیے اور میرے لیے
تشریف لے کر گئے تھے۔ ہاں اللہ کی قسم میں اپنے ہاتھ پر میرے ہاتھوں کو لے کر والی ایک کفن
ہے اور وہ ہے کہ انا اللہ وانا الیہ مرجعون۔

پھر آپ نے فرمایا "میری بی بی یا علی! میری بی بی یا علی! میری بی بی یا علی!
میرے بچوں کی ہولی امامت بٹائی گئی، ذہن بھلا کر گیا۔ فاطمہ زہرا میرے
بہت جلد اور میرے جہاں ہو گئیں۔

یا رسول اللہ! اب میرے رنگ کا آسانا لہے ٹھیکے رنگ کی زینب میری بی بی
معلوم ہو کر ہے۔ میرا حزن وصال دائمی اور سردی ہو گئی۔ اب میری راز میں جاگتے ہیں کبھی
یہ میرے دل سے نہیں نکلے گا۔ ہاں کبھی کہتا تھا کہ میری بی بی یا علی! میرے بچوں کے لیے
رنگ کا لہذا لہذا ہے۔ میرا حزن و غم پر نہیں ہے۔ ہاں میرے ہاتھ پر میرے ہاتھ سے
ہو گئے۔ میری بی بی یا علی! میرے بچوں کے لیے میرے بچوں کے لیے میرے بچوں کے لیے
اس کے بعد آپ نے فرمایا یا رسول اللہ! میرے بچوں کے لیے میرے بچوں کے لیے میرے بچوں کے لیے

فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا اپنے بدرگامی قدر کے گھر سے رخصت ہو کر حضرت علی علیہ السلام کے گھر چلیں تو آپ کی سواری کے آگے آگے خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ داسنی جانب جبیل امیں، ہائیں جانب میکائیل اور پیچھے پیچھے ستر ستر فرشتے تھے جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتے ہوئے چلے یہاں تک کہ صبح طلوع ہو گئی۔

۱۴ = آسمانی حلے اور جواہر کی بوچھاڑ

امالی شیخ صدوق میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے آباؤں کو ام سے روایت کی ہے۔ حضرت علی امیر المؤمنین نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ ام ایمن حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، ان کے دوپٹے کے آئینوں میں کوئی چیز بندھی ہوئی تھی۔ آپ نے پوچھا، یہ کیا ہے؟ ام ایمن نے عرض کیا، فلاں لڑکی کی شادی میں گئی تھی، وہاں جو کچھ اس شادی میں تصدق ہوا تھا اس میں سے میں کچھ لینے دوپٹے کے آئینوں میں باندھ لیا ہے۔ یہ کہہ کر ام ایمن رونے لگیں اور کہا، یا رسول اللہ! اگر آپ نے فاطمہ کی شادی میں کچھ تصدق نہیں کیا۔ آنحضرت نے فرمایا، اے ام ایمن! غلط کیوں کہتی ہو سنیو! جب اللہ تعالیٰ نے فاطمہ کی تزویج علی سے کی تو جنت کے درختوں کو حکم دیا کہ وہ زیورات، حلے، یا قوت، موتی اور زمرہ وغیرہ ساکنین جنت پر تصدق کریں۔ چنانچہ اہل جنت نے اس تصدق کو بے اندازہ اکٹھا کر لیا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے شجرۃ طوبیٰ کو فاطمہ زہرا کے مہر میں قرار دیا۔ اور اس درخت کو علی کے گھر میں قرار دیا ہے۔

۱۵ = سدرۃ المنتہیٰ پر عقد اور رخصتی کی شان

جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا کی تزویج حضرت علی سے کر دی تو خاندان قریش کے چند لوگ آپ کے پاس آئے اور بولے: آپ نے اپنی بیٹی کی تزویج بہت معمولی اور حقیر مہر پر کر دی۔ آنحضرت نے فرمایا: میں نے فاطمہ کی تزویج علی سے نہیں کی بلکہ جنت میں شہد موعود

سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچا تو وہاں اللہ تعالیٰ نے فاطمہ کا عقد علی سے کر دیا، پھر رخصت ہو کر کوئٹہ چلے وہی حکم دیا کہ جو کچھ تیری شاخوں پر ہے وہ سب اس تزویج کی خوشی میں تصدق کر کے چنانچہ اس نے موتی، جواہرات اور مرجان سب تصدق کر دیے۔ جن کو لوٹنے کے لیے حور و غلمان دوڑے اور انہوں نے سب لوٹ لیا وہ اُل صدقے کو پا کر خسر یہ کہتے کہ یہ فاطمہ بنت محمد کی تزویج کا صدقہ ہے جو میں بھی ل گیا۔

۱۶ = رخصتی کا اہتمام

حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ عقد کے ایک ماہ بعد تک فاطمہ کی رخصتی کے متعلق میں نے آنحضرت سے کوئی بات نہ کی۔ مسجد میں آپ کے پیچھے نماز پڑھ کر اپنے گھر چلا آتا تھا۔ لیکن ازواج نبی نے مجھ سے کہا کہ تم جناب رسول اللہ سے فاطمہ کی رخصتی کے لیے درخواست کیوں نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا کہ بہتر تو یہی ہے کہ آپ حضرات خود ہی تذکرہ کریں۔ چنانچہ وہ حضرت علی کو لیکر آنحضرت کی خدمت میں پہنچیں اور ام ایمن نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر آج خدیجہ زندہ ہوتیں تو فاطمہ کی شادی سے کس وجہ خوش ہوتیں اب علی رخصتی کی خواہش رکھتے ہیں لہذا اپنی بیٹی کو علی کے گھر رخصت فرما دیجیے تاکہ ہمیں بھی خوشی منانے کا موقع ملے۔ آنحضرت نے فرمایا، پھر خود علی مجھ سے کیوں نہیں کہتے۔ حضرت علی نے عرض کیا، یا رسول اللہ! مجھے حیا مانع تھی۔ آنحضرت ازواج کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، یہاں پر اس وقت کون کون موجود ہے؟ حضرت ام سلمہ نے عرض کیا، کہ ہم سب فلاں فلاں موجود ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا، اچھا میری بیٹی اور میرے پسر عم کے لیے ایک کمرہ آراستہ کرو۔ حضرت ام سلمہ نے عرض کیا، کون سا کمرہ آراستہ کروں۔ آنحضرت نے فرمایا، تم اپنا ہی کمرہ آراستہ کر دو۔ پھر دیگر ازواج کو حکم دیا کہ جملہ عروسی کے آراستہ کرنے میں ام سلمہ کا ہاتھ بٹائیں۔ حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے فاطمہ سے پوچھا، کیا تمہارے پاس کچھ خوشبو ہے؟ انہوں نے کہا، جی ہاں! اور کچھ ایک شیشی لاکڑی جس میں عطر تھا۔ جب میں نے اس میں سے عطر ڈالا تو اس

ہتھیلی پر اُنڈیل کر سونگھا تو میرا دماغ اس کی خوشبو سے معطر ہو گیا۔ اس جیسی خوشبو تو میں نے اپنی عمر میں کبھی سونگھی ہی نہ تھی۔ میں نے پوچھا، یہ کون سی خوشبو ہے؟

فاطمہ نے کہا، جب وحیہ کلبی (جبریل) میرے بابا کے پاس آیا کرتے تھے تو بابا فرمایا کرتے کہ بیٹی! اپنے چچا کے لیے مسند بچھا دو۔

میں اُن کے لیے مسند بچھا دیا کرتی۔ جب وہ بیٹھے لگتے تو اُن کے لباس سے کوئی چیز مسند پر گرتی تو بابا فرماتے تھے کہ بیٹی اس کو اٹھا کر رکھ لو۔

حضرت علیؑ پوچھا کرتے تھے یا رسول اللہ! یہ کیا چیز ہے؟ آپ فرمایا کرتے، یہ جنت کا عنبر ہے جو جبریل کے پردوں سے جھڑتا ہے۔

۱۷ = رخصتی

پھر جب رخصتی اور زفاف کی شب آئی تو آنحضرتؐ نے اپنا شہ پار نامی خمر منگوایا، اس کی پشت پر چادر ڈالی اور فاطمہؑ زہرا سے فرمایا، بیٹی اس پر سوار ہو جاؤ۔ پھر سلمان کو حکم دیا کہ اس کی نیچاں تمام کر کے چلو۔ آنحضرتؐ خمر کے پیچھے پیچھے تھے اور اچھی راستے ہی میں تھے کہ کچھ قدموں کی چاب محسوس ہوئی، ناگاہ دیکھا کہ جبریل امین کی معیت میں ستریز فرشتے اور اتنے ہی میکائیل لیکر پہنچ گئے۔

آنحضرتؐ نے پوچھا تم اس وقت زمین پر کیوں نازل ہوئے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم فاطمہؑ زہرا کی رخصتی میں شرکت کے لیے آئے ہیں اور انہیں علیؑ امین ابی طالب کے گھر تک پہنچائیں گے۔

پھر ایک طرف جبریل نے تکبیر کی اور دوسری جانب میکائیل نے تکبیر کی اور اُن کے ساتھ تمام ملائکہ نے بھی نعرہ تکبیر بلند کیا اور اُن کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اللہ اکبر کہا اسی نعرہ شادوں میں تکبیر کہنے کی سنت جاری ہوئی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب حضرت فاطمہؑ زہرا حضرت علیؑ کے گھر رخصت ہونے لگیں تو ستریز اور فرشتوں کو لیکر حضرت جبریلؑ اور حضرت میکائیلؑ و حضرت اسرافیلؑ نازل ہوئے۔ آنحضرتؐ کا خمر دل دل نامی لایا گیا، اس پر جناب فاطمہؑ زہرا کو بٹھا یا گیا۔ جبریل امین نے نیچاں بکڑی اسرافیل نے رکاب تھامی اور میکائیل پیچھے پیچھے ہو لیے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی چادر کو درست کرتے جاتے تھے۔ جبریل نے تکبیر کی، اسرافیل نے تکبیر کی، میکائیل نے تکبیر کی پھر تمام ملائکہ نے تکبیر کی، اس کے بعد عروس کی رخصتی ہوئی اور اس کا گھر آگیا۔

۱۸ = رخصتی اور دعوت ولیمہ کا اہتمام

ایک حدیث میں بیان کیا ہے کہ نکاح کے بعد حضرت علیؑ سلام اُتیس راتوں تک حضرت فاطمہؑ زہرا کی رخصتی کا انتظار فرماتے رہے۔ پھر ایک روز حضرت عقیل و حضرت جعفر طیار نے حضرت علیؑ سلام سے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہو کہ فاطمہؑ زہرا کو رخصت فرما دیں۔

جب یہ بات جناب ام امین نے سنی تو انہوں نے کہا کہ یہ کام عورتوں کے کرنے کا ہوتا ہے۔ لہذا جناب ام سلمہ نے حضرت علیؑ سلام کا یہ پیغام جناب رسول اللہؐ تک پہنچایا۔

یہ سن کر آنحضرتؐ خوشی ہوئے، حضرت علیؑ کو بلایا اور فرمایا، میں تیار رہوں۔ اصحاب کرام نے جب سنا تو وہ ہرے اور تھے لیس کر آئے۔

آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ گھبوں پیس کر روٹیاں تیار کی جائیں اور حضرت علیؑ سے فرمایا کہ تم گائے اور بکری ذبح کرو۔ پھر آنحضرتؐ گوشت بنانے میں اُن کی مدد فرماتے رہے۔ الغرض جب کھانا تیار ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ اعلان کرو کہ رسول اللہ کے گھر دعوت ولیمہ ہے آپ سب لوگ اسے قبول کریں۔ اور یہ اعلان بالکل ایسا ہی تھا جیسے اللہ نے اپنے گھر لوگوں کو آنے کی دعوت دی ہے اور یہ فرمایا ہے: **وَ اَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ** (سورہ بقرہ)

آنحضرتؐ کے اس اعلان کو سن کر لوگ اپنے باغات اور اپنے کھیتوں تک سے آنے شروع ہو گئے۔ مسجد میں فرش بچھا دیا گیا، مہینہ کے مرد و عورتیں سب مل کر چار نر اے زائد آدمی جمع ہو گئے۔ دسترخوان پر جس نے جو مانگا وہی اس کو دیا گیا۔ پھر بھی کھانے میں کسی چیز کی کوئی کمی واقع نہ ہوئی، پھر لوگ دوسرے دن بھی آئے اور کھانا کھایا، تیسرے دن بھی لوگوں نے خوب شکم ہو کر کھانا کھایا۔ یعنی تین شب و روز برابر دعوت ولیمہ کا سلسلہ جاری رہا (پھر بھی کھانا ختم نہ ہوا) تب آنحضرتؐ نے قاب بھر بھر کر اپنی ازواج میں بھی تقسیم فرمایا۔ ایک قاب بھر کر ایک طرف رکھ دیا۔ فرمایا کہ یہ فاطمہؑ اور اُن کے شوہر کے لیے ہے۔

پھر جناب فاطمہؑ زہرا کو بلایا، اُن کا ہاتھ پکڑ کر حضرت علیؑ کے ہاتھ میں دے کر فرمایا، اے علیؑ! یہ رسول اللہ کی بیٹی تھیں مبارک ہو۔ دیکھو! یہ فاطمہؑ تھاری کتنی اچھی زوجہ ہے۔ اور اے فاطمہؑ! یہ رسول اللہ کے کئے اچھے شوہر ہیں۔

اور حضرت نے اپنی ازواج کو حکم دیا تھا کہ فاطمہؑ کیلئے جو نام لکھ کر آراستہ کریں۔ اور معطر کریں۔

چنانچہ ازواج نے جناب فاطمہؑ زہراؑ سے خوشبو طلب کی۔ آپ نے ایک شیشی لاکروی جس میں بہترین خوشبو تھی۔

ازواج میں سے کسی نے پوچھا، فاطمہؑ بیٹی! یہ خوشبو کہاں سے آئی ہے؟ انھوں نے فرمایا، جب بھی وجہ کلبی (جبریل امیرے بابا کے پاس آتے تھے تو بابا مجھ سے فرمایا کرتے تھے کہ بیٹی! اپنے چپکے لیے توشک دمسند وغیرہ لاکر بکھا دو اور جب دیکھو دیر بیٹھنے کے بعد واپس جاتے تو ان کے لباس اور پروں سے ایک چیز توشک پر گر جاتی تھی بابا مجھ سے فرمایا کرتے کہ اس کو ایک شیشی میں اکٹھا کر لو۔ تو میں اکٹھا کر لیا کرتی تھی۔ ایک بار میں نے بابا سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟

آپ نے فرمایا، بیٹی! یہ جنت کا عنبر ہے جو جبریل امیر کے پروں اور لباس سے جھڑتا ہے۔

الغرض اس شیشی کے علاوہ آپ ایک شیشی اور لائیں، جس میں گلاب سے بھی عرق موجود تھا۔

ازواج نے پوچھا، یہ کیا ہے؟

حضرت فاطمہؑ زہراؑ نے فرمایا، یہ میرے بابا کا پسینہ ہے۔ جس وقت آپ میرے حجرے میں دوپہر کو قیلولہ فرماتے تو میں آپ کا پسینہ جمع کر لیا کرتی تھی۔

روایت میں ہے کہ جبریل امیر حضرت فاطمہؑ زہراؑ کے لیے ایک خلد لائے تھے جسے حضرت فاطمہؑ زہراؑ نے اسے پہنا تو زنانِ قریش اسے دیکھ کر رنگ رہ گئیں اور پوچھنے لگیں، لے فاطمہؑ! یہ خلد تمہارے پاس کہاں سے آگیا؟

آپ نے فرمایا، یہ خلد بہشت ہے اللہ کی طرف سے جبریل امیر لائے ہیں۔

(مناقب ابن شہر آشوب)

تاریخ خطیب و کتاب ابن مردودیہ وابن مؤذن و شیروانیہ و بیہقی میں اپنے اپنے اسانید کے ساتھ ابن عباسؓ اور جابرؓ سے روایت ہے کہ جس شب کو حضرت فاطمہؑ زہراؑ نے سو کر حضرت علیؑ علیہ السلام کے گھر جانے لگیں تو سواری کے آگے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلمؐ داہنی جانب جبریل اور بائیں جانب میکائیل تھے اور سرخیز فرشتے پیچھے پیچھے تھے۔ یہ سب فرشتے اور فرشتے کے ہونے چل رہے تھے یہاں تک کہ صبح طلوع ہو گئی۔

کتاب مولد فاطمہؑ ابن بابوی قمی میں ہے کہ آنحضرتؐ نے بنات عبدالمطلب اور مہاجرین و انصاری عورتوں کو حکم دیا کہ فاطمہؑ زہراؑ کے ساتھ ساتھ چلیں اور خوشی منائیں، تکبر کہیں، اللہ کی حمد و ثنا میں اشعار پڑھیں۔ مگر کوئی ایسا شعر نہ پڑھیں جو رضی رب کے خلاف ہو۔ جابر کا بیان ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت فاطمہؑ زہراؑ کو ایک ناقہ پر سوار کیا،

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اپنے شہباز نامی فخر پر سوار کیا۔ سلمان نے لجام سنبھالی اور ہر چار جانب ستر نزار حور معیت میں چل رہی تھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلمؐ و حضرت حمزہ و عقیل و جعفر اور اہل بیت ان کے پیچھے پیچھے برہنہ تلواریں لیے ہوئے چل رہے تھے۔ اور آگے آگے ازواج نبی تھیں جو اشعار پڑھتی ہوئی چل رہی تھیں۔ چنانچہ جناب ام سلمہؓ نے یہ اشعار پڑھے:

① سرین بعون اللہ جارحتی
واشکر نہ فی کل حالات

② واذکون ما انعم رب العلی
من کشف مکروہ وافات

③ فقد هدا نانا بعد کفر و قد
العشتاربت السملوات

④ و سرین مع خیر نسائ الوری
تفدی بعقبات و خالات

⑤ یا بنت من فضلہ ذوالعلی
بالوحی منہ و الرسالات

اس کے بعد حضرت عائشہؓ نے یہ اشعار پڑھے:

① یا نسوة استرن بالمعاجز
واذکون ما یحمن فی المحاضر

② واذکون رب الناس لذیخنا
بدینہ مع کل عبد شاکر

③ والحمد لله علی افضاله
والشکر لله العین بزی القادوس

اللہ تعالیٰ کی حمد اس کے فضل و کرم پر اور شکر ہے اس کا جو عزت و قدرت والا ہے۔

۴) سون بہا فائتہ اعلیٰ ذکرہا
وخصہا منہ بطہر طاہر
فاطمہ زہرا کو یہ کہہ کر چلو اللہ نے ان کے ذکر کو بلند کیا ہے اور ان کے لیے ایک ایسے پاک و پاکیزہ مرد کو مخصوص کیا ہے جو ان ہی کے خاندان سے ہے۔

○ پھر حضرت حفصہ نے یہ اشعار پڑھے:

۱) فاطمۃ خیر نساء البشر
ومن لہا وجہ کوجہ القمر
۲) فضلك اللہ علی کل الوری
بفضل من خص بای الزمر
۳) زوجک اللہ فتی فاضلاً
اعنی علی خیر من فی الخضر
۴) فسون جارائی بہا انہما
کریمۃ بنت عظیم الخضر
۵) اقول فیہ ما فیہ
واذکر الخیر وابدیہ
۶) محمد خیر بنی آدم
ما فیہ من کبر ولایتہ
۷) فضله عرفنا سر شدنا
فانہ بالخیر یجا نریہ
۸) ونحن مع بنت نبی الہدی
ذی شرف قد مکت فیہ
۹) فی ذرۃ شامخۃ اصلہا
فیما اری شیئاً یدانہا

۱) فاطمہ! تم عالم انسانیت کی تمام عورتوں سے بہتر ہو، تمہارا چہرہ چاند کے مثل ہے۔
۲) تمہیں اللہ نے تمام دنیا پر فضیلت دی ہے۔ اس شخص کی فضیلت کے ساتھ جس کا افضل و شرف سورہ زمر کی آیتوں میں مذکور ہے۔
۳) اللہ نے تمہاری تزویج ایک صاحب فضائل و مناقب جوان سے کی ہے یعنی علی سے جو تمام لوگوں سے بہتر ہے۔

پس لے میری پڑوسنو! فاطمہ! کو لیکر چلو کہو کہ یہ ایک بڑی شان والے باپ کی عزت آبی بیٹی ہے۔

○ اس کے بعد معاذہ ام سحرین معاذ نے یہ نظم پڑھی۔

میرے ایک بات کہتی ہوں جو ان میں موجود ہے
میرے ان کا ذکر خیر کرتی ہوں (سنو)
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام نبی آدمیوں میں سب سے بہتر ہیں۔ ان میں نہ کوئی تکبر ہے نہ ان ہی کی مہربانی سے ہم لوگوں نے راہ ہدایت پہنچائی اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے ہم لوگ آج اسی نبی ہادی کی اس دختر کے ساتھ چل رہے ہیں جو بڑی صاحب شرف ہیں۔
ان کا تعلق ایک ایسے اعلیٰ خاندان سے ہے جو کبھی ہلاکت کوئی کر ہی نہیں سکتا۔

عورتیں نظم کا پہلا شعر بار بار پڑھتی ہوئی بیکر کہتی ہوئی گھر میں داخل ہوئیں۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کے پاس آدمی بھیج کر مسجد میں بلایا پھر جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو بلوایا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا: اے علی! تمہیں رسول کی بیٹی مبارک۔

• کتب ابن مردویہ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تھوڑا سا پانی منگوایا اس میں سے ایک گھونٹ منہ میں لیکر گردش کیا، پھر ایک پیالے میں ڈالا اور اس میں سے تھوڑا سا فاطمہ زہرا کے سر پر چھڑکا تھوڑا سا سینے پر، پھر تھوڑا سا دونوں شانوں کے درمیان پشت پر چھڑکا اور ان دونوں کے لیے بیو دعا کی کہ پروردگار! تو یہ تیری ان دونوں کو مبارک فرما، ان پر اپنی طرف سے برکتیں نازل فرما، اور ان کی اولاد میں برکت دے۔

• ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا، پروردگار! تیری ساری مخلوق میں یہ دونوں مجھ سے زیادہ محبوب ہیں۔ تو بھی ان سے محبت کر، ان دونوں کی ذریت میں برکت عطا فرمایا، اور اپنی طرف سے ان دونوں کا کوئی حفاظت کرنے والا مقرر فرما دے، پروردگار! میں ان دونوں اور ان کی ذریت کے لیے شہ سلطان رحیم سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

• ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ نے جناب فاطمہ زہرا کو یہ دعا دی۔ بیٹی! اللہ تجھے ہر جس سے دور رکھے اور اتنا پاک رکھے جتنا پاک رکھنے کا حق ہے۔

• ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا، "بہت خوب دو دریا آپس میں مل گئے دو ستارے ایک برج شرف میں آگئے۔" الغرض اس کے بعد آپ یہ فرماتے ہوئے دروازے کی طرف چلے کہ اللہ تم دونوں کو پاک رکھے، تم دونوں کی نسل کو پاک رکھے۔ میری صلح اس سے ہے جو تم دونوں سے صلح رکھے میری جنگ اس سے ہے جو تم دونوں سے جنگ کرے۔ میں تم دونوں کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور تم دونوں کو اس کے حوالے کرتا ہوں" حضرت خدیجہ کی وصیت کی پینا پر اسما بنت عمیس فاطمہ زہرا کے پاس ایک ہفتہ تک شب بسر کرتی رہیں۔ تو آنحضرت نے انہیں دنیا و آخرت کی بھلائی کے لیے دعا دی۔

دوسرے دن صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر تشریف لائے اور دروازے پر کھڑے ہو کر آوازی اکتلاہ علیہم کفر کیا میں اندر آسکتا ہوں؟
اسما نے جا کر دروازہ کھولا۔ آپ اندر تشریف لے گئے اور حضرت علی علیہ السلام سے دریافت فرمایا: کیوں؟ علی! تم نے اپنی زوجہ کو کیسا پایا؟
حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا، یہ اطاعت الہی میں میری بہترین مددگار ہیں۔

اللہ سوائے اس اللہ کے، یہ وہ گواہی ہے جو اُس کی بارگاہ میں پہنچ کر اسے خوش کرتی ہے اور رزق و سلام ہو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر، ایسا درود جس سے آپ کا مرتبہ بلند نظر آئے اور آپ کو خوشی حاصل ہو۔ نکاح ایک ایسا امر ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور اس میں اُس کی رضا ہے۔ چنانچہ خصوصیت کے ساتھ آج کی یہ تقریب اللہ کے حکم خاص سے منعقد کی گئی ہے اور اُس نے اس کی اجازت دی ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمہؑ کا نکاح (تزوج) مجھ سے کر دیا ہے اور میری اس زرہ کو ان کا صدق (مہر) قرار دیا ہے میں اس پر راضی ہوں۔ اب تم لوگ بھی جناب رسول اللہ سے دریافت کرو اور اس پر گواہ بن جاؤ۔ یہ سن کر اصحاب کرام نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ! کیا آپ نے یہ شادی کی ہے؟ آنحضرت نے فرمایا، ہاں میں نے تزویج کی ہے۔ اصحاب نے عرض کیا، خدا آپ کو اور ان دونوں کو یہ شادی مبارک فرمائے اور ان کی پریشانیوں کو دور فرمائے۔

اس کے بعد آنحضرت مسجید سے اپنے بیت الشرف تشریف لائے اور ازواج سے فرمایا، تم سب بھی فاطمہؑ کی شادی کی خوشی مناؤ۔

• (۷) ابن مردویہ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لے علی! تم اپنی طرف سے خطبہ نکاح خود پڑھو۔

حضرت علیؑ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خطبہ پڑھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم

○ الحمد لله الذي قرب من حامديه ودنا من سائليه و وعد الجنة من يتقيه و انذر من الناس يعصيه نعمة علي قديم احسانه و اياديه حمد من يعلم انه خالقه و باريه و مصيته و محبيه و مسائله عن مساويه و نستعينه و نستهديه و نؤمن به و نستكفيه و نشهد ان لا اله الا الله و حده لا شريك له شهادة تبلغه و ترضيه و ان محمدا عبده و رسوله صلي الله عليه و واله و سلم صلوة تزلفه و تحطيه و ترفعه تصطفيه و النكاح مما امر الله به و يرضيه و اجتماعنا مما قدما الله و اذن فيه و هذا رسول الله صلي الله عليه و واله زوجني ابنته فاطمة علي حسن و درهم و قدر رضى فاستلوه و اشهدوا ○

ترجمہ: اللہ کے نام سے ابدار ہے جو رحمن رحیم ہے:

حمد اُس خدا کی جو اپنی حمد کرنے والوں کے قریب اور سوال کرنے والوں سے نزدیک ہے۔ اُس نے جنت کا وعدہ کیا ہے اُس شخص سے جو اُس سے ڈرے اور جہنم سے ڈرایا، اُس شخص کو جو اس کی معصیت کرے۔ میں اُس کے قدیم احسانات اور انعامات پر اُس کی حمد کرتا ہوں اُس شخص کے مانند جو اُس کو اپنا باری، اپنا مارنے والا اور اپنا زندہ کرنے والا اور باز پرس کرنے والا سمجھ کر حمد کرتا ہے۔ ہم اُنسی سے مدد چاہتے ہیں اور اُنسی سے ہدایت کے خواہاں ہیں اور اسی پر ایمان رکھتے ہیں اور اسی کو (اپنے لیے) کافی سمجھتے ہیں۔ اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اُس فدا کے واحد کے جس کا کوئی شریک نہیں، ایسی گواہی جو اُس تک پہنچے اور وہ اس پر راضی ہو۔ نیز اللہ کے بندے اور اُس کے رسول حضرت محمد پر درود بھیجتے ہیں ایسا درود جس سے اُن کا مرتبہ بلند نظر آئے، اُن کی خوشنودی حاصل ہو، اُن کی رفعت ظاہر ہو اور پتہ چلے کہ وہ واقعا مصطفیٰ (منتخب شدہ) ہیں۔ نکاح ایک ایسی چیز ہے جس کا اللہ نے حکم دیا اور اس میں اُس کی خوشی ہے۔ خصوصا آج ہمارا یہ اجتماع وہ شے ہے جو اللہ کی طرف سے مقدر ہے اور اُس نے اس کی اجازت دی ہے۔ اور یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے اپنی دختر فاطمہؑ نہرا کی تزویج مجھ سے پانچ سو درہم پر کر دی ہے اور میں اس پر راضی ہوں تم لوگ اُن سے پوچھ لو اور گواہ بن جاؤ۔

ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد آنحضرت نے فرمایا:

وقد من و جنتك ابنتي فاطمة علي ما من و جنت الرحمن و قدر رضى بما رضى الله له اذ و نك اهلك فانك احق بهما متي۔

(اور میں نے اپنی بیٹی فاطمہؑ کی تزویج تمہارے ساتھ ان اوصاف کی بنا پر کی جن اوصاف کی بنا پر اللہ نے اس کی تزویج تم سے کی ہے اور اللہ نے اس کے لیے جس کو پسند فرمایا ہے میں نے بھی پسند کیا۔ لے علی! اب یہ تمہاری زوجہ تم کو مبارک ہو تم مجھ سے زیادہ اس کے حقدار ہو۔)

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت نے اسی کے ساتھ یہ بھی فرمایا:

فنعمر الاخرات و نعم الختم انت و نعم الصاحب انت و كفاك برضا الله مرضا: (لے علی!) تم میرے لیے بہترین بھائی ہو، اور بہترین داماد بھی ہو اور بہترین صحابی بھی، تمہارے لیے اللہ کی رضا کافی ہے۔)

آنحضرت کا یہ کلام سن کر حضرت علیؑ صلی اللہ علیہ وسلم فوراً سجدہ شکر میں گر پڑے اور عرض کیا رَبِّ اَدْرِغْنِي اِنَّ اَشْكُرُ نِعْمَتَكَ الَّتِي اَنْعَمْتَ عَلَيَّ (سورة النمل آیت ۱۹)

پھر حضرت فاطمہ زہرا سے دریافت فرمایا، یعنی تم نے علی کو کیا پایا؟
حضرت فاطمہ زہرا نے عرض کیا، بابا، یہ بہترین شوہر ہیں۔

آپ نے دعائے کے لیے ہاتھ بلند کیے۔ اور عرض کیا، پروردگارا! تو ان دونوں کی جوڑی سلامت رکھ، دونوں کے دلوں کو جوڑ دے، ان دونوں کو اور ان کی ذریت کو جنتِ نعیم وارث قرار دے۔ ان دونوں کو طیب و طاهر اور مبارک اولاد عطا فرما، ان کی ذریت میں برکت عطا فرما، اور اُس ذریت کو امام بنا جو تیرے حکم سے تیری اطاعت کی طرف لوگوں کی ہدایت کریں اور تیری مرضی کے مطابق انہیں حکم دیں۔

پھر حضرت اسماء سے فرمایا، اب تم جا سکتی ہو، اللہ تمہیں جزائے خیر دے گا۔
وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق وہاں چلی گئیں۔

• شرح جیل نے اپنے اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ شبِ عروسی کی صبح کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک پیالے میں دودھ لیے ہوئے تشریف لائے اور حضرت فاطمہ زہرا سے فرمایا، تمہارا باپ تم پر قربان لو، یہ دودھ پی لو، پھر حضرت علی سے فرمایا، تمہارا ابنِ عم تم پر قربان لو، یہ دودھ پی لو۔ (مناقب ابنِ شہر آشوب)

(۱۹) = رخصتی کے لیے گفتگو

حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ جب میرے عقد کو ایک ماہ کا عہدہ گذر گیا تو میرے پاس میرے بھائی عقیل آئے اور بولے:

اے بھائی! تجھے آج تک کسی بات پر اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی خوشی اس بات پر ہوئی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کی تزویج تم سے کر دی، لیکن کیا بات ہے کہ تم آنحضرت سے فاطمہ زہرا کی رخصتی کے لیے گزارش نہیں کرتے۔ اب تو تمہیں کہنا چاہیے تاکہ فاطمہ زہرا تمہارے گھر آجائیں اور تمہارا گھر بسائیں اور ہمارے دلوں کو ٹھنڈک پہنچانے۔
حضرت علی علیہ السلام نے جواب دیا۔ بھائی جان! خدا کی قسم میری بھی یہی خواہش ہے مگر شرم و حیا مانع ہے۔

حضرت عقیل نے کہا، خدا کی قسم (اگر تمہیں شرم مانع ہے تو) میرے ساتھ چلو، چنانچہ ہم دونوں حضرت رسول اللہ کی خدمت میں جا رہے تھے کہ راستہ میں جناب ام ایمن سے ملاقات ہو گئی جو آنحضرت کی کینز خاص تھیں۔ ہم نے ان سے اپنا مقصد بیان کیا، انہوں نے کہا، آپ حضرات کچھ نہ کہیں، ہم عورتیں مگر آنحضرت سے گفتگو کرتے ہیں۔

کیونکہ ایسے معاملات میں عورتیں ہی خوب بات چیت لیا کرتی ہیں۔

یہ کہہ کر ام ایمن حضرت ام سلمہ کے پاس گئیں اور ان سے نیز دیگر ازواجِ تنہا سے یہ مسئلہ بیان کیا۔ یہ سن کر تمام ازواجِ نبوی آنحضرت کی خدمت میں پہنچیں۔ آنحضرت اُس وقت حضرت عائشہ کے گھر میں تھے، وہاں پہنچ کر انہوں نے آنحضرت سے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ یا رسول اللہ! اگر آج حضرت خدیجہ زندہ ہوتیں اور وہ یہ باتیں سنتیں تو ان کی آنکھیں اور دل ٹھنڈک محسوس کرتے۔

حضرت ام سلمہ کا بیان ہے کہ جب آپ نے جناب خدیجہ کا نام سنا تو آپ کے آنکھوں سے آنسو سے جاری ہو گئے۔

آنحضرت نے فرمایا، بھلا خدیجہ کا مثل کون ہو سکتا ہے، انہوں نے اُس وقت میری نبوت کی تصدیق کی جب سب لوگ تکذیب کر رہے تھے، انہوں نے دینِ خدا میں اپنے مال سے میری مدد کی، میرا ہاتھ بٹایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں خدیجہ کو بشارت دیدوں کہ ان کے لیے جنت میں ایک گھر ہے جو مرد سے تراش کر بنا یا گیا ہے جس میں نہ ان کو کوئی زحمت ہوگی اور نہ تکلیف۔

حضرت ام سلمہ بیان کرتی ہیں کہ ہم نے کہا، یا رسول اللہ آپ نے یہ ارشاد فرمایا حقیقتاً خدیجہ ایسی ہی تھیں، مگر اب تو وہ خدا کے پاس چلی گئیں اور اُس نے انہیں وہ قصر بھی عطا فرما دیا ہے۔ خدا ہمیں بھی اپنی جنت و رحمت اور رضوان میں جگہ عطا فرمائے تاکہ ہم سب بھی ان کے ساتھ ایک جا جمع ہو جائیں۔

اس کے بعد ازواجِ نبوی نے کہا، یا رسول اللہ! علی آپ کے بھائی اور آپ کے ابنِ عم ہیں ان کی خواہش ہے کہ آپ ان کی زوجہ فاطمہ زہرا کو رخصت فرمادیں تاکہ ان کا گھر آپ کے بیٹے پر مدون ہو جائے۔

آپ نے فرمایا، اے ام سلمہ! علی خود کیوں نہیں کہتے؟
حضرت ام سلمہ نے کہا، انہیں آپ سے یہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔

آپ نے ام ایمن سے فرمایا، جاؤ اور علی کو بلا لاؤ۔
ام ایمن کا بیان ہے کہ جب میں حضرت علی علیہ السلام کے پاس پہنچی تو وہ انتظار میں بیٹھے تھے۔

انہوں نے مجھ سے پوچھا، اے ام ایمن! کیا ہوا؟
میں نے عرض کیا، چلیے، آپ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یاد فرمایا ہے

حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ جب میں آنحضرت کی خدمت میں پہنچا تو آپ کی ازواج سب کی سب وہاں سے اٹھ کر اپنے اپنے حجروں میں چلی گئیں اور میں شرم و حیا سے گردن جھکا کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔

آنحضرت نے فرمایا: اے علی! کیا تم اپنی زوجہ کو اپنے گھر لے جانا چاہتے ہو؟ میں نے، اسی طرح گردن جھکائے ہوئے عرض کیا: جی ہاں، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ خواہش تو یہی ہے۔

آنحضرت نے فرمایا: اچھا، تو آج یا کل کی رات میں فاطمہؓ زہرا کو رخصت کر دیا جائے گا۔

یہ سن کر میں وہاں سے خوش خوش واپس آ گیا۔

۲۰۔ رخصتی اور دعوت کا انتظام

اس کے بعد آنحضرت نے ازواج کو دیکھا کہ فاطمہؓ زہرا کو آراستہ کریں، انھیں خوشبو لگائیں اور ان کے لیے ایک کمرے میں فرش وغیرہ بچھا دیں تاکہ وہاں وہ اپنے شوہر سے ملاقات کریں۔

ازواجِ نبیؓ نے یہ سب کچھ کر دیا۔ پھر آنحضرت نے حضرت ام سلمہ کے پاس رکھ کر ہونے والا ہمہ میں سے دس درہم لیکر مجھے دیے اور فرمایا کہ جاؤ اس سے گئی، خورے اور پیڑھے کر لے آؤ تاکہ کھانے کا انتظام کیا جاسکے۔

جب میں یہ چیزیں خرید کر لے آیا، تو آنحضرت نے اپنی استینیں چڑھائیں اور ایک چم کے دسترخوان پر ان تینوں کو باریک کر کے اتنا ملا یا کہ حلوے کی طرح ہو گیا اور مجھ سے فرمایا: اے علی! اب جن لوگوں کو چاہو دعوت دے دو۔

یہ سن کر میں مسجد میں آیا، وہاں اصحاب رسولؐ کا ایک چم غیر متقا، میں نے باوجود بلند پکار کر کہا: آپ لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یاد فرمایا ہے۔ یہ سن کر سب لوگ اٹھے، ادھر میں نے آکر آپ کو اطلاع دی کہ لوگ بہت زیادہ تعداد میں ہیں اور آیا ہی چاہتے ہیں۔

آپ نے کھانے کو رومال سے ڈھانپ فرمایا، اچھا، اب دس دس آدمیوں کو کھانے کے لیے دسترخوان پر بھیج دے۔

میں نے حکم کی تعمیل کی، دس دس آدمی آتے گئے اور شکم میرا بھرا دیا اور واپس جاتے گئے تاکہ

تقریباً سات سو مرد اور عورتوں نے کھانا شکم میرا بھرا رکھا۔

حضرت ام سلمہ کا بیان ہے کہ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمہؓ کو بلایا اور علیؓ ابی طالب کو بھی بلایا۔ علیؓ کو دائیں جانب بیٹھنے سے لگایا اور فاطمہؓ کو بائیں جانب بیٹھنے سے لگایا۔ دونوں کی پیشانیوں کو بوسہ دیا اور فاطمہؓ زہرا کو حضرت علیؓ کے حوالہ کر کے فرمایا: اے علی! یہ تمہاری کنتی اچھی زوجہ ہے پھر جناب فاطمہؓ سے فرمایا: اے فاطمہ! یہ تمہارے کنتے اچھے شوہر ہیں، پھر آپ ان دونوں کے درمیان چلتے ہوئے حمد و عویذ لگائے اور دونوں کو اندر بھیج کر دروازے کے دونوں بازوؤں کو اپنے دونوں ہاتھوں سے تھام کر ارشاد فرمایا: ”اللہ نے تم دونوں کو اور تمہاری نسل کو پاک کیا ہے، میری صلح اُس سے ہے جو تم دونوں سے صلح رکھے اور میری جنگ اُس سے ہے جو تم دونوں سے جنگ کرے، میں تم دونوں کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور اُس کے بھروسے پر چھوڑتا ہوں۔“

حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ اس کے بعد ہم لوگ تین دن تک اسی حجرے میں رہے اور اس اثناء میں آنحضرتؐ ہمارے پاس تشریف نہیں لائے۔ چوتھے دن کی صبح کو آئے تو دیکھا کہ ہمارے حجرے میں اسماء بنت عمیس بھی ہیں۔

آنحضرتؐ نے دریافت فرمایا: اے اسماء! تم یہاں کیسے موجود ہو جبکہ یہاں پر ایک مرد بھی موجود ہے؟

اسما نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، جب کسی لڑکی کے شادی ہوتی ہے اور وہ اپنے شوہر کے پاس جاتی ہے تو اس کو ایک خادمہ کی ضرورت ہوتی ہے اسی لیے میں یہاں پر ٹھہر گئی، تاکہ آپ کی بیٹی کی خدمت کروں۔

یہ سن کر آپ نے اسماء کو دعا دی اور فرمایا: اے اسماء! اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں تیری حاجتوں کو پورا فرمائے۔

حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ آنحضرتؐ تھوڑی دیر ہمارے پاس بیٹھے، پھر فرمایا: اے علی! ایک پیالے میں تھوڑا سا پانی لے کر آؤ۔

میں نے آپ کی خدمت میں پانی پیش کیا۔ تو آپ نے قرآن مجید کی کچھ آیات پڑھ کر اُس بے دم کیا اور مجھ سے فرمایا: اے علی! اس پانی کو تھوڑا سا پی لو۔

میں نے اس میں سے قدرے پی لیا۔ پھر آنحضرتؐ نے بقیہ پانی میرے سر و سینے پر چھڑک دیا اور فرمایا: اے علی! خدا تمہیں ہر ناپاک سے دور رکھے اور اس طرح پاک و پاکیزہ رکھے جیسا کہ پاکیزگی کا حق ہے۔

اس کے بعد آپ نے تھوڑا پانی اور طلب کیا میں نے حاضر خدمت کیا، آپ نے اس پر بھی چند آیات قرآنی پڑھ کر دم کیا اور بیٹی کو دیا اور فرمایا، تم بھی اس میں سے تھوڑا سا پانی پی لو، فاطمہ نے ایسا ہی کیا۔ آپ نے باقی ماندہ پانی ان کے سرو سینے پر چھڑک دیا اور ارشاد فرمایا: اللہ اس سے ہر ناپاکی کو دور رکھے اور اسے اس طرح پاک رکھے جیسا پاک رکھنے کا حق ہے۔ اس کے بعد آنحضرت نے مجھے حجرے سے باہر بھیج دیا۔ جب فاطمہ تنہا رہ گئیں تو آپ نے ان سے پوچھا: بیٹی! کیا حال ہے؟ تم نے اپنے شوہر کو کیسا پایا۔

فاطمہ زہرا نے عرض کیا، بابا! اصلی بہترین شوہر ہیں، مگر خاندان قریش کی چند عورتیں میرے پاس آئی تھیں انہوں نے کہا کہ تمہارے بابا نے تمہاری شادی ایک مرد فقیر سے کر دی ہے جس کے پاس مال دنیا میں سے کچھ نہیں ہے۔

آنحضرت نے ارشاد فرمایا، بیٹی! سنو! نہ تمہارا بابا فقیر ہے نہ تمہارا شوہر۔ میرے سامنے زمین کے قرینے سونے کی شکل میں پیش کیے گئے لیکن میں نے اپنے لیے اس چیز کو اختیار کیا جو اللہ نے میرے لیے اپنے پاس محفوظ کر رکھا ہے اے بیٹی! اگر تم کو وہ کچھ معلوم ہو جائے جو تیرے بابا کو معلوم ہے تو تیری نگاہ میں بھی دنیا بچ و بے قدر ہو جائے گی۔ اے بیٹی! میں نے تمہارے خلوں و حجت میں کوئی کمی نہیں کی۔ تیری شادی ایک ایسے مرد سے کر دی جو اسلام میں سب سے اول ہے، علم میں سب سے افضل ہے، علم میں سب سے برتر و اکمل ہے۔ بیٹی! اللہ تعالیٰ نے تمام روئے زمین پر نگاہ و انتخاب ڈالی اور اس میں سے صرف دو کو منتخب فرمایا، ایک کو تیرا بابا بنا دیا، دوسرے کو تیرا شوہر بنا دیا۔ بیٹی! تمہارا شوہر بہت ہی عمو ہے کبھی اس کے حکم کی مخالفت نہ کرنا۔

حضرت علیؑ کا بیان ہے کہ اس کے بعد آنحضرت نے مجھے حجرے میں بلا لیا پھر آپ نے فرمایا، اب اپنی زوجہ کو اپنے گھر لے جاؤ۔ اس کے ساتھ ہمیشہ نرمی سے پیش آنا کیونکہ میرا ہی ایک ٹکڑا ہے جو بات اس کو اذیت دے گی وہی مجھے بھی اذیت پہنچائے گی، جو چیز اس کو مسرور کرے گی وہی میری مسرت کا باعث ہوگی۔ اچھا خدا حافظ! میں نے دونوں کو خدا کے حوالے کیا۔

(۲۱) رسم رونمائی

جب سب کھانا کھا چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی طباق رقبہ (منگوائے) اور ان میں کھانا بھر کر ازواج کے لیے بھجوائے پھر آپ نے ایک قاب (کھانا) فرمایا، یہ فاطمہ اور ان کے شوہر کے واسطے ہے، یہاں تک کہ جب کافی رات ہوئی تو آپ نے فرمایا:

اے ام سلمہ! میری بیٹی کو میرے پاس لاؤ۔

جناب ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں فاطمہ کا ہاتھ پکڑ کر آنحضرت کے پاس لائی اور فاطمہ کا یہ حال تھا کہ شرم و حیا کے باعث پسینہ پسینہ پورتی تھیں۔ آپ کے پیرا بن کا دامن زمین پر خط دیتا جاتا تھا۔ جب وہ اپنے بابا کے باکل سامنے پہنچیں تو دامن میں آپ کا پاؤں الجھا تو آپ نے را رکھ کر اسے۔

آنحضرت نے فوراً ہی فرمایا، بیٹی! تجھے اللہ دنیا و آخرت کی ہر لغزش سے بچائے۔

اس کے بعد آنحضرت نے اپنے دست مبارک سے اپنی بیٹی کے چہرے سے ذرا دا ہٹا کر ایک طرف کر دی۔ حضرت علیؑ نے جناب فاطمہ کا چہرہ دیکھا۔ پھر آپ نے بیٹی کا ہاتھ حضرت علیؑ کے ہاتھ میں دیکر فرمایا، اے علی! تم کو رسول اللہ کی دختر مبارک ہو۔ یہ فاطمہ تمہارے لیے بہترین زوجہ ہے۔ اور اے فاطمہ! یہ علیؑ تمہارے لیے بہترین شوہر ہے۔ اچھا اب تم دونوں اپنے حجرے میں جاؤ۔ میں بھی ابھی وہاں آتا ہوں۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں فاطمہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے اس حجرے میں آیا جو راستہ کیا گیا تھا۔ اس حجرے میں ایک مسند بھی ہوئی تھی جس کے ایک جانب میں بیٹھ گیا اور دوسری جانب فاطمہ بیٹھ گئیں، مگر شرم و حیا کا وجہ سے دونوں کی نگاہیں زمین کی طرف جھکی ہوئی تھیں۔ اتنے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور اندر آنے کے لیے آپ نے اجازت لی۔

ہم دونوں نے عرض کیا بسم اللہ، تشریف لئیے۔ پھر آپ اندر تشریف لائے آپ نے فرمایا، بیٹی! تھوڑا پانی لاؤ۔

یہ سن کر فاطمہ اٹھیں اور ککڑی کے ایک پیالے میں پانی لے آئیں۔ آپ نے اس میں سے ایک گھونٹ پانی اپنے دہن اقدس میں لیا اور مضمضہ کر کے (مضمضہ کر دے کر) چہرہ پانی اس پیالے میں ڈال دیا اور اس پانی کو ہاتھ میں لیکر فاطمہ کے سرو سینے پر چھڑکا، ان کی پشت پر دونوں شانوں کے درمیان چھڑک دیا اس کے بعد فرمایا:

”پروردگارا! یہ میری بیٹی ہے جو ساری مخلوق میں مجھ سے زیادہ محبوب ہے۔ خدایا! میرا بھائی ہے جو ساری مخلوق میں مجھ سے زیادہ محبوب ہے۔ میرے معبود اس کو اپنا ولی اپنا اطاعت گزار بنا دے اور اس کے اہل میں برکت عطا فرما۔“

حضرت علیؑ کا بیان ہے کہ اس کے بعد آنحضرت نے مجھ سے فرمایا، یا علی! اب میں جاتا ہوں، اللہ تمہیں تمہارے اہل میں برکت عطا فرمائے اور تم لوگوں پر ہمیشہ اپنی رحمت نازل فرمائے۔

بیشک وہ صاحبِ بزرگی ہے اور عزتِ جلال والہیہ اور لائقِ حمد ہے (امام شیخ مفید)

۲۲ = دعوتِ ولیمہ

① حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ اس کے بعد آنحضرت نے مجھ سے فرمایا: اے علی! اپنی عروسی کے سلسلے میں ولیمہ کی تیاری کرو، میری طرف سے گزشتہ میں نے آنحضرت کے ارشاد کے بموجب گھی اور خرے خریدے اور آپ کے سلسلے لاکر رکھ دیے۔ آپ نے اپنی استینیں چڑھائیں اور ان کھجوروں (خریوں) کو باریک کر کے گھی ملا کر شروع کیا، تاہم اس کے وہ ایک قسم کا حلوہ تیار ہو گیا۔ پھر آپ نے ایک بہت موٹا ذبہ بنا کر میرے حوالے کیا، جس کو ذبح کر کے گوشت بنایا ساکن اور روٹیاں بھی تیار کیں۔ پھر آپ نے مجھ سے فرمایا: اب تم جس کو چاہو دعوت دیدو۔

یہ سن کر میں مسجد میں آیا تو دیکھا کہ ساری مسجد اصحاب سے بھری ہوئی ہے۔ شرم و استیغاب سے بعض کو دعوت دونوں اور بعض کو محروم رکھوں۔ اس لیے ایک بلندی پر کھڑے ہو کر میں نے اعلان کیا کہ اے لوگو! فاطمہ کی شادی کا ولیمہ (کھانا) ہے اس میں شرکت کرو، میری یہ آواز سن کر بہ طرف سے لوگ کھانے پر ٹوٹ پڑے۔ کھانے کی کمی اور لوگوں کی کثرت دیکھا مجھے تشویش ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فکر نہ کرو میں اللہ سے برکت کی دعا مانگتا ہوں اس کے بعد لوگوں نے کھانا شروع کیا حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے تمام لوگ شکم سیر ہو کر کھاتے رہے، سب نے مجھ کو برکت کی دعادی اور رخصت ہو گئے۔ دعوت شریک ہونے والوں کی تعداد چار ہزار سے زیادہ تھی لیکن وہ کھانا جوں کا توں اپنی حالت پر پانی رطل میں کوئی کمی نظر نہ آئی۔

② الخراج و الحجرات میں روایت ہے کہ جب حضرت فاطمہ زہرا کی رخصتی کا وقت آیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانا تیار کر لیا اور حضرت علی سے فرمایا کہ لوگوں کو دعوت دے حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ میں نے لوگوں کو ولیمہ میں شرکت کی دعوت کی جب لوگ جمع ہوئے تو آنحضرت نے فرمایا دس دس آدمیوں کو دسترخوان پر بیجو۔

لہذا دس دس آدمیوں کو دسترخوان پر بلایا جاتا اور ان کے سامنے طعام و خوراک (گوشت ہوئی) دکھاجاتا۔ جب وہ اسے کھا لیتے تو پھر انہیں اور رطب (بطور حلوہ یا سوٹ) دیا

کھلایا جاتا، مگر کھانا کم نہ ہوتا، بلکہ اس میں برکت ہوتی جاتی اور جب تمام مردوں نے کھالیاتو آپ کھانے کے پاس گئے اس پر کچھ بڑھ کر دم کیا۔ اس میں مزید برکت ہو گئی تو اس میں سے آپ نے اپنی ازواج کو بھیجا اور کھلایا کہ اس میں سے تم بھی کھاؤ اور اپنی میل جول والیوں کو بھی کھلاؤ۔

پھر آنحضرت نے ایک بڑی پلیٹ میں کچھ کھانا اتار کر مجھے دیا اور فرمایا: یہ لوہ کھانا تمہارے لیے اور تمہاری زوجہ کے لیے ہے۔

اس کے بعد جبریل ملائکہ کے ایک گروہ کے ساتھ کچھ ہدیہ سیکرنازل ہوئے۔ ادھر آنحضرت نے حضرت ام سلمہ سے فرمایا: ایک پیالے میں پانی بھر کر لاؤ۔

جب وہ پانی بھر کر لائیں تو آنحضرت نے مجھ سے فرمایا: اے علی! اس میں سے نصف پانی تم پی لو اور فاطمہ کو بھی پانی پینے کے لیے فرمایا۔ ہم دونوں کے پانی پی لینے کے بعد جو کچھ باقی رہ گیا وہ فاطمہ کے چہرے، سر و گردن وغیرہ پر چھڑکا۔ پھر ایک ٹوکری کھولی تو اس میں خشک ترسیوںے مثلاً کیلا، کشمش وغیرہ نظر آئے،

آپ نے فرمایا: یہ جبریل کا ہدیہ ہے۔ آپ نے اس میں سے ایک ہی اٹھائی اس کے دو حصے کیے۔ ایک حصہ حضرت علی علیہ السلام کو دیا اور دوسرا حصہ جناب فاطمہ زہرا کو دیا۔

۲۳ = شادی کا حال

کشف الغمہ اور مناقب میں عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہ! میں نے تیری شادی ایسے شخص سے کی ہے جو دنیا میں سب کا سردار ہے اور آخرت میں اس کا شمار صالحین میں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ وہ تمہیں علی کے عقد میں دے تو اس نے جبریل کو حکم دیا کہ تم جو تجھے آسمان پر کھڑے ہو کر ملائکہ کی صفوں کے سامنے خطبہ نکاح پڑھو، جبریل نے اللہ کے حکم کی اطاعت میں ایسا ہی کیا۔ اور اللہ نے تمہارا عقد علی سے کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جنت کے درختوں کو حکم دیا اور ان پر (پھلوں کی جگہ) خلع اور زیورات پیدا ہو گئے تو اللہ نے انہیں پھر حکم دیا اور ان درختوں نے خلع اور زیورات وغیرہ ملائکہ میں تصدق کر دیے۔ اس وقت کو ایک ملک نے دوسرے سے زیادہ پالیا وہ تاقیامت تمام ملائکہ پر فخر کرتا رہے گا۔

۲۴ = حضرت علی کا گھر اور شادی کا اہتمام

حاجی بن عبداللہ انصاری نے حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت

کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب حضرت علی علیہ السلام کی شادی جناب فاطمہ زہرا سے ہوئی تو انھوں نے گھر کے اندر باریک اور نرم ریت بچھائی مینڈھے کی کھال کا بستر اور لیف خرما سے بھرا ہوا تکیہ رکھا۔ مشک وغیرہ لٹکانے کے لیے ایک لکڑی گاڑ دی اور اسے چادر سے چھپا دیا۔

حسین بن نعیم نے حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب آنحضرت نے فاطمہ زہرا کو حضرت علی علیہ السلام کے گھر (اپنے گھر سے) رخصت فرمایا تو وہاں عبا کا پردہ پڑا ہوا تھا۔ مینڈھے کی کھال کا فرش تھا، چمڑے کا تکیہ تھا جس میں لیف خرما بھرا ہوا تھا۔ (مسکام الاخلاق)

۲۵۔ حضرت فاطمہ زہرا کے نکاح کا خطبہ اور ساجیل کی خطبہ خوانی

منہج ذیل خطبہ بیت معمور میں پڑھا گیا:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الْأَوَّلِ قَبْلَ أُولِيَّةِ الْأَوَّلِينَ الْبَاقِي بَعْدَ فَنَاءِ الْعَالَمِينَ تَحْمَدُهُ إِذْ جَعَلْنَا مَلَائِكَةَ رُوحَانِيْنَ وَبِرِّيْوَبِيْتِهِ مَذْعَنِيْنَ وَوَلَّهُ عَلِيًّا مَا أَنْعَمَ عَلَيْنَا شَاكِرِيْنَ حَجَبْنَا مِنَ الذَّنُوبِ وَسَتَرْنَا مِنَ الْعِيُوبِ اسْكَنْنَا فِي السَّمَوَاتِ وَقَرَّبْنَا إِلَى السَّرَادِقَاتِ وَحَجَّبَ عَنَّا النَّهْمَ لِلشَّهَوَاتِ وَجَعَلَ نَهْمَتَنَا وَشَهْوَتَنَا فِي تَقْدِيْسِهِ وَتَسْبِيْحِهِ الْبَاسِطِ رَحْمَتِهِ الْوَاهِبِ نِعْمَتِهِ جَلَّ عَنِ الْحَادِ أَهْلِ الْأَرْضِ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَتَعَالَى بِعَظَمَتِهِ عَنِ أَفْكِ الْمُلْحَدِيْنَ (ثم قال بعد كلام) اخْتَارَ الْمَلِكُ الْجَبَّارُ صَفْوَةَ كَرَمَةٍ وَعَظَمَتَهُ لِأَمْتِهِ سَيِّدَةَ النِّسَاءِ بِنْتَ خَيْرِ النَّبِيِّينَ وَسَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ أَمَامَ الْمُتَّقِينَ فَوَصَلَ حَبْلَهُ بِحَبْلِ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِهِ وَصَاحِبِهِ الْمَصْدُقِ دَعْوَتِهِ الْمِيَادِرَ الَّتِي كَلِمَتُهُ عَلِيُّ الْوَصُولِ بِفَاطِمَةَ الْبَتُولِ ابْنَةَ الرَّسُولِ

(ترجمہ) اللہ کے نام سے ابتدا ہے جو رحمن و رحیم ہے۔ اس خدا کی حمد جو تمام اولین سے اول ہے اور تمام عالمین کے فنا ہونے کے بعد باقی رہے گا۔ ہم اس خدا کی حمد کرتے ہیں کہ جس نے ہم کو روحانی مخلوق بنا کر قرار دیا اور اپنی ربوبیت کا معتقد بنایا اور جو نعمتیں اُس نے ہم کو عطا

کیں اُن پر شک ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ ہمیں گناہوں سے پاک رکھا اور عیوب سے بچایا ہیں آسمانوں میں ساکن کیا اور اپنے جبروت کے پردوں کے قریب رکھا۔ ہمیں مادی خواہشات سے دور رکھا کہ ہماری پوری خواہش یہ قرار دی کہ ہم اُس کی تسبیح و تقدیس میں محو رہیں۔ وہ اپنی رحمت پھیلانے والا اور اپنی نعمتیں عطا فرمانے والا ہے۔ وہ روئے زمین کے مشرکین کے شرک سے بالاتر ہے اور محمد بن کے بہتان و الحاد سے کہیں بلند ہے (اس کے بعد سلسلہ کلام کو مزید بڑھاتے ہوئے راجیل نے یہ کہا کہ) خداوند جبار نے اپنی رحمت و عظمت کی خلاصہ یعنی اپنی کینز سیدۃ النساء دختر سید المرسلین و افضل الانبیاء کے لیے امام المتقین کو منتخب فرمایا اور ان کے رشتہ کو وابستہ کیا ایک ایسے انسان سے جو اُن حضرت کے اہل سے ہے آپ کا ساتھی ہے آپ کی دعوت اسلام کی تصدیق کرنے والا ہے، آپ کا سب سے پہلے کلمہ پڑھنے والا ہے جس کا نام علی ہے جو بڑا صلہ رحم کرنے والا ہے اس کی شادی اللہ نے دختر رسول فاطمہ بتول سے کر دی۔

اور روایت میں ہے کہ جبریل نے بیان کیا کہ اس کے بعد خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا (اے میرے ملائکہ) حمیری رو ابے، میری شان و عظمت بڑی ہے تمام مخلوق میرے بندے اور میری کینز ہیں (میں ان سب کا مالک و مختار ہوں لہذا) میں نے اپنی کینز فاطمہ کا عقد اپنے منتخب بندے علی سے کر دیا، اے میرے ملائکہ تم سب اس کے گواہ رہنا۔ آسمان پر حضرت علی علیہ السلام اور جناب فاطمہ زہرا کے عقد اور زمین پر ان کی تزویج کے مابین چالیس دن کا وقفہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یکم ذی الحجہ کو فاطمہ کی تزویج حضرت علی سے کی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ذی الحجہ کی چھ تاریخ تھی۔

(مناقب ابن شہر آشوب)

۲۶۔ حضرت علی اور خطبہ نکاح

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ شُكْرًا لِأَنْعَمِهِ وَأَيَادِهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ شَهَادَةً تَبْلُغُهُ وَتَرْضِيهِ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ صَلَوةً تَذَلِّفُهُ وَتَحْطِيهِ وَالنِّكَاحَ مِمَّا أَمَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِ وَيَرْضِيهِ وَمَجْلَسَنَا هَذَا مِنْهَا قَضَاءُ اللَّهِ وَأَذْنُ فِيهِ وَقَدْ زَوَّجَنِي رَسُولُ اللَّهِ ابْنَتَهُ فَاطِمَةَ وَجَعَلَ صِدَاقَهَا دَرْعِي هَذَا وَقَدْ رَضِيْتُ بِذَلِكَ نَاسِئَةً وَأَشْهَدُ وَأَنَّ اللَّهَ كَرَّمَ وَجْهَهُ وَجَمَّلَهُ

(ترجمہ) میں نے اللہ تعالیٰ کو حمد کرتا ہوں اس کی نعمتوں کا ایشکراؤ کرتے ہوئے نہیں ہے کوئی

ترجمہ آیت: ”پروردگارا! تو مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیری اس نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھے عطا فرمائی ہے“

یہ سن کر آنحضرت نے فرمایا ”آمین“

جب حضرت علی علیہ السلام نے سب سے شکر سے سراٹھایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس ترویج کو تم دونوں کے لیے مبارک و مسعود قرار دے، تم دونوں میں اتفاق اتحاد فرمائے اور تم دونوں سے پاک و پاکیزہ نسل نکلیں پیداکرے۔“
پھر آپ نے ایک طبق کھجوریں منگوائیں اور حاضرین سے فرمایا انھیں لوٹ لو۔

(۲۷) جناب رسول اللہ کا خطبہ نکاح

انس بن مالک سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ آپ پر وحی کے آثار نمایاں ہوئے جب وحی سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا:

اے انس! جانتے ہو، اس وقت جبریل امین پروردگار عرش کا حکم لیکر آئے تھے کہ میں نے عرض کیا، اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں آپ نے فرمایا، اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہؑ زہرا کی ترویج علیؑ سے کروں لہذا جاؤ ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر اور چند انصار کو بلا لاؤ۔
میں جا کر سب کو بلا لایا جب سب لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے تو آنحضرت نے یہ خطبہ پڑھا:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْحَمْدُ لِلَّهِ الْمَحْمُودِ بِنِعْمَتِهِ الْمَعْبُودِ بِقُدْرَتِهِ
الْمَطَاعِ فِي سُلْطَانِهِ الْمَرْهُوبِ مِنْ عَذَابِهِ الْمَرْغُوبِ إِلَيْهِ فِيمَا
عِنْدَهُ النَّافِذِ أَمْرَهُ فِي أَرْضِهِ وَسَيِّدِهِ، الَّذِي خَلَقَ الْخَلْقَ
بِقُدْرَتِهِ وَمَيَّزَهُمْ بِأَحْكَامِهِ وَأَعَزَّهُمْ بِدِينِهِ وَأَكْرَمَهُمْ بِنَبِيِّهِ
مُحَمَّدٍ ثُمَّ إِنَّ اللَّهَ جَعَلَ الْمَصَاهِرَةَ نَسَبًا لِأَحْقَابِ وَأَمْرًا مَفْرُوضًا
وَشَجَرًا بِهَا الْإِسْحَامُ وَالنَّسَبُ الْإِنَامُ فَقَالَ تَبَارَكَ اسْمُهُ وَتَعَالَى
جَدُّهُ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا
وَكَانَ رِبَكُ قَدِيرًا (سورة الزمان آیت ۵۷) فَاَمْرًا لِلَّهِ يَجْرِي إِلَى
قَضَائِهِ وَقَضَاؤُهُ يَجْرِي إِلَى قُدْرَتِهِ فَلِكُلِّ قَضَاءٍ قُدْرَتٌ وَلِكُلِّ

قُدْرَتِهِ لِكُلِّ أَجَلٍ وَلِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ ”يُحْوِ اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُنَبِّئُ عِنْدَهُ
أُمُّ الْكُتُبِ“ (سورة الرعد آیت ۳۹) ثُمَّ إِنِّي أَشْهَدُكُمْ أَنِّي قَدْ زَوَّجْتُ
فَاطِمَةَ مِنْ عَلِيٍّ عَلَى أَرْبَعِمِائَةِ مِثْقَالِ فِضَّةٍ إِنْ رَضِيَ بِذَلِكَ

ترجمہ: (اللہ کے نام سے ابتدا ہے جو رحمن و رحیم ہے۔)

حمد ہے اللہ کی جو اپنی نعمتوں کی وجہ سے محمود ہے۔ اپنی قدرت کی وجہ سے معبود ہے۔ اپنی حکومت کی وجہ سے واجب الطاعت ہے اس کے عذاب کی وجہ سے اس سے خوف کیا جاتا ہے، اس کے ثواب کی وجہ سے اس کی طرف رغبت کی جاتی ہے۔ اس کا حکم اس کی زمین اور آسمان میں نافذ ہے۔ اس نے اپنی قدرت سے مخلوقات کو خلق فرمایا اور ان کو اپنے احکام سکھانے کی تمیز بخشی۔ اور انھیں اپنے دین کے ساتھ عزت بخشی اور اپنے نبی محمد کی وجہ سے ان کو مکرم فرمایا۔ پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مصاہرت (دامادی) کو نسب لاحق (بعد میں ہونے والا رشتہ) قرار دیا اور اس کو تمام لوگوں پر واجب و لازم قرار دیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا ہے۔ ”خدا وہ ہے جس نے پانی سے بشر کو پیدا کیا اور اس کو نسب و صہر (دامادی) قرار دیا اور مختار رب ہر بات پر قدرت رکھنے والا ہے۔“

اللہ کا امر اس کی قضا پر جاری ہوتا ہے اور اس کی قضا (حکم) اس کی قدرت پر جاری ہوتی ہے پس ہر قضا کے لیے قدر ہے اور ہر قدر کے لیے ایک اجل (وقت) ہے اور ہر اجل کے بارے میں کتاب (تحریر) ہے۔ (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے) ”اللہ جس کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے اور اسی کے پاس ام الکتاب ہے۔“

(اے لوگو!) میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے چار سو مِثْقَالِ چاندی پر فاطمہؑ کی ترویج (نسبت) علیؑ سے کر دی ہے بشرطیکہ علیؑ اس پر راضی ہو جائیں (اور اتفاق کی بات یہ ہے کہ اُس وقت آنحضرت نے حضرت علیؑ کو کسی کام سے بھیجا تھا۔) انس کا بیان ہے کہ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ایک طباق بھر کر چھوڑے لائے جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا: جب طباق ہمارے سامنے لاکر رکھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگ اسے لوٹ لو۔

ابھی ہم لوگ لوٹ ہی رہے تھے کہ حضرت علیؑ ابن ابی طالب آگئے۔ انھیں دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا:

اے علیؑ! اللہ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں فاطمہؑ کی ترویج تم سے کروں چنانچہ میں نے ان کی ترویج تم سے چار سو مِثْقَالِ چاندی پر کر دی ہے، کیا تم راضی ہو؟
حضرت علیؑ نے عرض کیا، جی ہاں، میں راضی ہوں، یا رسول اللہ۔

پھر حضرت علی علیہ السلام نے اٹھ اور جا کر سجدہ شکر کیا۔
آنحضرت نے فرمایا، اللہ تعالیٰ تم دونوں میں خیر کثیر و طیب ودیعت فرمائے۔
اس کا بیان ہے کہ ایسا ہی ہوا، اللہ نے ان دونوں کی نسل سے خیر کثیر و طیب
پیدا کیے۔ (کشف المحجۃ)

کتاب مناقب میں مرقوم ہے کہ یحییٰ بن معین نے اپنی امالی میں اور ابن بطہ نے
اپنی کتاب الایمانہ میں اپنے اسناد کے ساتھ انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا کی شادی کا خطبہ منبر پر پڑھا اور یہی خطبہ
جو مذکورہ ہوا، تحریر کیا ہے۔ (مناقب)

28 = زہرا کی صحیح تعداد اور اختلاف روایات

حضرت امام حسین ابن علی
سے ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا کی تزویج دفعہ
حضرت علی علیہ السلام سے چار سو اسی درہم زہر پر کر دی۔

- دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ کا مہر چار سو مثقال چاندی تھا۔
- تیسری روایت یہ ہے کہ آپ کا مہر پانچ سو درہم تھا اور یہی ان تمام روایات میں
سب سے زیادہ صحیح ہے۔

زہر میں اختلاف کا سبب یہ ہے کہ عمرو بن ابی مقلم اور جابر جعفی نے حضرت
امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے یہ روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا کا زہر مہر ایک مینی چاندی
اور بکری کی کھال تھی۔

• حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے: آپ نے فرمایا کہ:
حضرت فاطمہ زہرا کا زہر مہر ایک حطی زرہ اور مینڈھے یا گوسالہ کی کھال تھی۔ یہ روایت ابولیلی
نے اپنے مسند میں مجاہد سے کی ہے۔

علامہ شیخ کلینی نے کافی میں تحریر کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت فاطمہ زہرا کی تزویج حضرت علی علیہ السلام ایک اونٹنی چادر کے زہر پر کر رکھی تھی۔
کسی شخص نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں
یہ تو معلوم ہے کہ زمین پر حضرت فاطمہ زہرا کا زہر مہر کیا تھا، لیکن یہ ارشاد فرمائیے کہ آسمانوں پر
ان کا مہر کیا مقرر کیا گیا تھا؟

آپ نے فرمایا، سنو! جس چیز کا تعلق تم سے ہو اس کے متعلق سوال کیا کرو اور
جس کا تعلق تم سے نہ ہو اس کے متعلق نہ پوچھا کرو۔

اس شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ! مہر کا تعلق تو ہم سے بھی ہے۔
آپ نے فرمایا، اچھا سو! فاطمہ کا زہر مہر آسمانوں پر زمین کا پانچواں حصہ ہے
لہذا اس شخص کو اس زمین پر چلنا قیامت تک حرام ہے جو حضرت فاطمہ یا ان کی ذریت کا زمین ہو۔

29 = جناب فاطمہ زہرا کا مہر معجل و مرجل

جناب ابن ارت کی روایت
میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے علی! میں نے تم سے اپنی بیٹی کا
(فاطمہ) کا عقد بھگم خدادنیہ کے پانچویں حصے اور چار سو اسی درہم پر کیا، جس میں چار سو اسی
درہم مہر معجل ہے اور دنیا کا پانچواں حصہ مہر مرجل ہے۔

• کتاب حیلہ و شفا میں ایک طویل روایت حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے
مرقوم ہے کہ: جس میں آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کی طرف سے جناب فاطمہ زہرا
کو مہر میں دنیا کا پانچواں حصہ اور جنت کا تیسرا حصہ اور زمین کے چار دریا، فرات، نیل، نھر اور
نہروان و نہر بلخ دیے۔ پھر آنحضرت کو حکم دیا کہ لے محمد! اب تم اپنی طرف سے اپنی بیٹی فاطمہ زہرا
کا عقد چار سو اسی درہم پر کرو تا کہ یہ تمہاری امت کیلئے سنت قرار پائے۔

زمین کے پانچویں حصہ والی روایت میں یعقوب بن شعیب و اسحاق بن عمار اور
ابو بصیر کی روایات کے مطابق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے
فاطمہ کا مہر دنیا کا ایک چوتھائی حصہ قرار دیا تو یہ چوتھائی ان کی ملکیت ہے پھر ان کے مہر میں
جنت و جہنم کو بھی قرار دیا۔ لہذا وہ اپنے دوستداروں کو جنت میں اور اپنے دشمنوں کو جہنم میں
داخل کریں گے۔

• امالی ابو جعفر طوسی میں مرقوم ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ
جب حضرت علی علیہ السلام نے یہ درہم آنحضرت کے حوالے کر دیے تو آپ نے اس میں سے ایک
مستحق درہم امین کو دیے جو چھٹا گھنٹہ درہم تھے، تاکہ وہ اس سے گھر کا سامان خریدیں۔ پھر
ایک مٹھی درہم اسما بنت عمیس کو دیے تاکہ اس سے خوشبو خریدیں۔ تیسری مٹھی اٹھاکرام سلمہ کو دی
تاکہ اس سے کھانے کا انتظام کریں اور بقیہ رقم عمار و حضرت ابو بکر اور بلال کو دی تاکہ وہ اس سے
جہیز کا سامان خریدیں۔

• علامہ مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں اس سے پہلے امالی شیخ سے چیز کے سامان والی روایت نقل کرچکا ہوں کہ جس میں مٹی کے ہرے رنگ کا ایک گھڑا اور دو مٹی کے پیالے وغیرہ کا ذکر ہے اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اس چیز کے سامان میں ایک چمڑے کا فرس اور سوئی عیا اور پانی کی ایک مشک بھی تھی۔

• ابن ابی یعقوب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا، حضرت علی علیہ السلام کی تزویج، حضرت فاطمہ زہرا سے ایک پرانی چادر ایک زرہ اور ایک مینڈھے کی کھال کے عوض ہوئی۔ (کافی)

• ابن بکیر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ آنحضرت نے جناب فاطمہ زہرا کی تزویج حضرت علی علیہ السلام سے ایک حلیے پر کی جس کی قیمت تیس درہم تھی۔

• ابوبصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا، اللہ نے حضرت فاطمہ زہرا کے مہر میں پوری دنیا کا ایک چوتھائی حصہ دیا اور عجب آخرت میں پوری جنت اور پوری جہنم آپ کے مہر میں دیدی۔ وہ اپنے دشمنوں کو جہنم میں داخل کریں گی اور اپنے دوستداروں کو جنت میں۔

• معاویہ بن وہب سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے جناب فاطمہ زہرا کی تزویج ایک زرہ حلیے کے عوض کی۔ اور ان کا بستر مینڈھے کی کھال تھا جب دونوں اس پر لیٹے تو لاٹھیاں اپنے پہلوؤں کے نیچے رکھ لیا کرتے تھے۔ (کافی)

• ابومریم انصاری نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ زہرا کا مہر ایک بوسیدہ چادر اور ایک زرہ حلیے تھا اور ان کا فرس ایک مینڈھے کی کھال تھی جس کو یہ دونوں بچھاتے تھے اور اسی پر سوتے تھے۔ (کافی)

• جناب فاطمہ زہرا کی تزویج حضرت علی علیہ السلام سے کی اور گھر کے اندر بیٹی کے پاس آئے تو دیکھا کہ وہ رو رہی ہیں۔

• آپ نے پوچھا، بیٹی! کیوں روتی ہو؟ خدا کی قسم، اگر میرے خاندان میں کوئی اس سے بہتر شخص تھا تو پھر تمہاری تزویج اُس سے کرتا، اور درحقیقت میں نے تمہاری تزویج علی سے نہیں کی بلکہ اللہ نے کی ہے اور تمہارے مہر میں خمس رکھا ہے جب تک کہ زمین و آسمان قائم ہیں۔ (کافی)

• حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے: آپ نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ زہرا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: بابا، آپ نے بہت ہی کم مہر پر میری تزویج کر دی:

• آپ نے فرمایا، بیٹی! میں نے تمہاری تزویج نہیں کی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے آسمان پر عسلی سے تمہاری تزویج کی ہے اور تمہارے مہر میں ساری دنیا کا پانچواں حصہ (خمس) رکھا جب تک کہ یہ زمین و آسمان قائم ہیں۔ (کافی)

۳۰ = حضرت علی کو جناب فاطمہ سے شادی پر فخر

اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ فرما رہے تھے کہ سنو! میں اپنے متعلق وہ بات کہتا ہوں کہ میرے سوا کوئی دوسرا شخص اپنے متعلق نہیں کہہ سکتا اور اگر کہے گا تو وہ جھوٹا ہوگا۔ میں نبی رحمت کا وارث ہوں، انھوں نے اپنی بیٹی فاطمہ زہرا کی تزویج مجھ سے کی ہے اور میں تمام اوصیاء میں سب سے بہتر ہوں۔ (کشف الغمہ)

۳۱ = جناب فاطمہ زہرا؛ مرکز فضائل

کتاب النصال میں ابوایوب انصاری سے روایت ہے۔ ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیماری سے ضعیف ہوئے مگر ضعف و ناتوانی حد درجہ تھی جناب فاطمہ زہرا عیادت کے لیے آئیں، پورے بزرگوار کی یہ ضعف و ناتوانی دیکھی تو گریہ کرنے لگیں اور آنسو بہ کر رخسار تک آئے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ زہرا! سنو! اللہ تعالیٰ نے پورے روئے زمین پر نظر ڈالی اور اس میں سے تمہارے شوہر (علی) کو منتخب فرمایا، پھر مجھے بزرگوار

وہی حکم دیا کہ میں تمہارا نکاح ان سے کر دوں۔ اے فاطمہ! کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ کا تم پر کتنا کرم ہے کہ تمہاری تزویج ایک ایسے شخص سے کرنے کا حکم دیا جو اسلام میں سب سے مقدم ہے، علم میں سب سے آگے ہے اور علم میں سب سے زیادہ ہے۔

یہیں کہ جناب فاطمہ زہرا خوش ہوئیں۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا کہ وہ فضل و شرف جو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد و آل محمد کو عطا فرمائے ہیں انہیں بیان کر کے جناب فاطمہ زہرا کو اور زیادہ سرور کرے اس لیے آپ نے فرمایا اے فاطمہ! سنو! علی کو اللہ نے آٹھ خصلتوں سے نوازا ہے:

(۱) اللہ اور اس کے رسول پر ایمان (۲) علم (۳) حکمت (۴) تمہیسی زوجہ (۵) حسن و حسین جیسے فرزند (۶) امر بالمعروف کی توفیق (۷) نبی عن النکر کی جرأت (۸) اللہ کی کتاب کی روشنی میں فیصلے کرنے کی قوت۔

اے فاطمہ! ہم اہلبیت کو اللہ نے سات ایسی خصلتیں عطا فرمائی ہیں جو نہ لوگوں میں سے کسی کو ملیں اور نہ ہمارے بعد آخرین میں سے کسی کو مل سکتی ہیں اور وہ یہ ہیں:

ہمارا نبی خیر الانبیاء ہے اور وہ تمہارے بابا ہیں۔ ہمارا وہی خیر الاولیاء ہے اور وہ تمہارے شوہر ہیں۔ ہمارا شہید سید الشہداء ہے اور وہ حضرت حمزہ ہیں جو تمہارے بابا کے چچا ہیں۔ ہم ہی میں جعفر طیار ہیں جن کو اللہ نے جنت میں دو پر عنایت فرمائے ہیں جن سے وہ ہر طرف پرواز کرتے ہیں جو تمہارے چچا ہیں۔ ہم ہی میں سے اس امت کے سبطین ہیں اور وہ تمہارے دو لوگوں فرزند ہیں۔ (خصال شیخ صدوق ۱۷)

۳۲) شیعان حضرت علی و فاطمہ کھینے برأت نامہ اور شجرہ طوبی

کتاب مناقب خوارزمی میں بلال بن حماد سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر سے برآمد ہوئے تو آپ کا چہرہ اقدس اس طرح چمک رہا تھا جیسے چودھویں رات کا چاند۔

عبدالرحمن بن عوف نے عرض کیا: یا حضرت! آج تو آپ کا چہرہ اقدس بہت ہی زیادہ نورانی ہے۔ کیا وجہ ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا: ہاں آج اللہ تعالیٰ کی جانب سے مجھے اپنے بھائی اپنے باپ

اور اپنی بیٹی کے متعلق بشارت ملی ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے علی کا عقد فاطمہ سے کر دیا ہے اور خازن جنت رضوان کو حکم دیا کہ وہ درخت طوبی کو حرکت دیں۔ چنانچہ انہوں نے اس کو ہلایا جس کی حرکت سے اہلبیت کے دوستوں کی تعداد کے برابر پتے گرے، ان پتوں کو نوری فرشتوں نے اٹھالیا۔ اب جب قیامت کا دن ہوگا، تو یہ فرشتے آواز دیں گے اور شیعان اہلبیت کو نام بنام پکار کر پیتے ان کے حوالے کریں گے اور یہ پتے آتشِ جہنم سے برأت کی سند ہوں گے اور جس مرد باعورت کو یہ سند ملے گی وہ میرے بھائی اور میری بیٹی کی برکت سے جہنم سے محفوظ ہو جائے گا تاریخ بغداد میں اتنا اور اضافہ ہے کہ ان پتوں پر یہ عبارت تحریر ہوگی:

براءة من العلی الجبار لشیعة علی و فاطمة من الناس
(یہ برأت نامہ ہے علی جبار کی طرف سے آتشِ جہنم سے (نجات کھینے) شیعان علی و فاطمہ کھینے کتاب الخراج و الجراح میں بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہی روایت ہے۔ کتاب مناقب میں مرقوم ہے کہ تاریخ بغداد میں اپنے اسناد کے ساتھ بلال بن حماد سے یہی روایت تحریر ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ برأت کے پروانے ہوں گے جن پر یہ تحریر ہوگا:
براءة من العلی الجبار لشیعة علی و فاطمة من الناس
(تاریخ بغداد اور مناقب)

۳۳) زمین کا حضرت علی سے کلام کرنا

حافظ محمد بن محمود بخاری نے اپنے اسناد کے ساتھ اسما بنت عمیس سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہ نے مجھے بتایا کہ شادی کی پہلی شب میں علی ابن ابی طالب نے مجھے ڈرا دیا۔ میں نے عرض کیا کہ سیدہ عالم! کیا آپ ڈر گئیں؟

آپ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے سنا کہ زمین علی سے گفتگو کر رہی ہے اور وہ بھی زمین سے مصروف گفتگو ہیں۔ (یہ دیکھ کر مجھے خون چھسوں ہوا) صبح کو میں نے یہ واقعہ اپنے پدر بزرگوار سے بیان کیا، تو آپ فوراً سجدہ شکر بجالائے اور تادیر سجدے کے بعد مجھ سے فرمایا:

اے فاطمہ! مبارک ہو تمہاری نسل پاک ہوگی اللہ نے تمہارے شوہر کو تمام مخلوقات سے افضل کیا ہے اور زمین کو حکم دیا ہے کہ روئے زمین پر مشرق و مغرب میں جو کچھ رونما ہو اس سے علی کو مطلع کرتی رہے۔ (کنز العمال)

۳۴ = حضرت علی کی دعا برائے شکر

محمد بن عبد اللہ شیبانی نے حضرت
محمد بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام علی بن امام حسین علیہم السلام سے انہوں نے اپنے
آباؤں کے نام سے انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے اسی کے مثل روایت کی ہے اور اس کے
آخر میں یہ ہے کہ آنحضرت نے حضرت علی سے فرمایا: اے علی! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ایسی
عمدہ نعمتیں فراہم کر رکھی ہیں کہ جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں اور نہ کسی کان نے سنی ہیں۔
یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام نے اس طرح شکر خداوندی ادا کیا:
”رَبِّ اَوْزِنْ عَنِّي اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيْ
وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ“ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي“
(سورۃ النمل آیت ۱۹)

ترجمہ: (پروردگارا! تو مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھے
اور میرے والدین کو بخشیں ہیں۔ نیز اس امر کی بھی توفیق عطا فرما کہ میں ایسے اعمال بجالاؤں
جن سے تو راضی اور خوش ہو جائے۔) اور میری اولاد (ذریعہ) کو بھی میرے لیے صالح قرار دے
اس پر آنحضرت نے فرمایا: آمین رَبِّ الْعَالَمِينَ یا خیر الناصرین۔

۲۵ = نَسْبًا وَصِهْرًا کی تفسیر

ابن عباس، ابن سعد، ابن سیرین اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ
کے اس کلام ”هُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا“
(سورۃ الفرقان آیت ۵۴) کے متعلق فرمایا ہے کہ اس سے مراد محمد و علی و حسن و حسین ہیں، اور
كَانَ سَبْلَكَ قَدِي بُرًا ۵ سے مراد قائم آل محمد ہیں۔ آخر زمانے میں کیونکہ سوائے ان کے
نسبی و سببی دونوں رشتے صحابہ میں سے کسی سے قائم نہیں ہوئے۔ اسی رشتہ نسب و سببیت
کی وجہ سے یہ مستحق میراث ہیں۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس آیت میں بَشَرًا سے مراد جناب رسول مقبول
ہیں اور نَسْبًا سے مراد جناب فاطمہ زہرا ہیں اور صِهْرًا سے مراد حضرت علی ہیں۔
تفسیر تعلیمی میں ابن سیرین کا قول ہے کہ یہ آیت حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جناب فاطمہ زہرا کے شوہر حضرت علی کے لیے نازل ہوئی۔ اس لیے کہ آپ رسول اللہ کے چچا زاد
بھائی بھی ہیں اور آپ کی دختر کے شوہر بھی ہیں۔ اس لیے نسب اور دامادی دونوں ہی آپ میں
جمع ہو گئی ہیں۔

• حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی فرمائی کہ فاطمہ سے کہہ دیجیے کہ علی کی نافرمانی کبھی نہ کریں
گی، اس لیے کہ ان کی نافرمانی میری نافرمانی ہے۔

• حضرت فاطمہ زہرا کی شادی حضرت علی علیہ السلام سے کرنے پر کچھ لوگ آپ پر
خفا ہوئے۔ اور چوپگوشیاں کرنے لگے۔ (اس پر)

آنحضرت نے فرمایا: سنو! اگر علی پیدا نہ ہوتے تو فاطمہ کا کوئی کفو اور مہر نہ تھا
ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا اے علی! اگر تم نہ ہوتے تو روئے زمین پر
فاطمہ کا کوئی کفو اور مہر ہی نہ تھا۔

• مفضل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے:
آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اگر جناب امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب کو پیدا نہ
نہ کیا ہوتا تو روئے زمین پر حضرت فاطمہ کا کوئی کفو ہی نہ تھا خواہ وہ آدم ہوں یا کوئی اور۔

علامہ مجلسی کا تنقیدی جائزہ

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ لوگ
کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شیخین کی لڑکیوں کو اپنے عقد میں لے لیا اور اپنی دو لڑکیوں
کو عثمان کے عقد میں دئے یا۔

اس کے جواب میں، میں یہ کہتا ہوں کہ کسی کی لڑکی سے رسول اللہ کا عقد کر لینا یہ اس کے
لیے فضیلت کی دلیل نہیں ہے۔ ہاں اگر یہ دلیل ہے تو صرف اس امر کی کہ یہ لوگ مسلمان تھے اور کلمہ
شہادتین پڑھتے تھے۔ علاوہ بری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف شیخین ہی کی لڑکیوں سے تو
عقد نہیں فرمایا، بلکہ آپ نے تو اور لوگوں کی لڑکیوں سے بھی عقد فرمایا: اس میں فضیلت صرف
ان ہی لڑکیوں سے ہے بلکہ دوسروں کو بھی ایسی ہی ہوتی چاہے جیسی فضیلت شیخین کو دی جاتی ہے۔

اب رہ گئی عثمان کی بات، تو اس میں بڑا اختلاف ہے کہ جن لڑکیوں کا عقد عثمان سے
ہوا تھا وہ درحقیقت آپ کی لڑکیاں بھی تھیں یا نہیں؟ اور پھر یہ کہ ان ہی لڑکیوں کی شادی آپ نے
عثمان سے پہلے کافروں سے کر دی تھی، لہذا اگر ان کے لیے یہ کوئی شرف ہے تو اس شرف میں کافر بھی ان کے

شریک ہیں لیکن جناب فاطمہ زہرا کا معاملہ ایسا نہیں ہے، اس لیے کہ آپ عبد اسلام میں پیدا ہوئیں۔ آپ کا شمار آل عبا میں ہے، آپ اہل مباحہ میں سے بھی ہیں اور بہت ہی ناگزیر حالات میں اسلام کی خاطر ہجرت کرنے والوں میں سے ہیں، آپ کی شان میں آیۃ تطہیر نازل ہوئی، جبریل امین نے اہل کسار میں شریک ہونے پر فخر کیا ہے جبکہ آپ اہل کسار میں مرکزی حیثیت رکھتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے اہل بیت جن میں حسن و حسین اور علی و فاطمہ ہیں، آپ کی صداقت پر کوئی دبی ہے۔ آپ گیارہ ائمہ معصومین و طاہرین کی والدہ ماجدہ ہیں جن میں حسن و حسین جیسے جوانان جنت کے سردار بھی ہیں، آپ ہی سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک و پاکیزہ نسل جلی آپ ہی سیدۃ نساء عالمین ہیں۔ آپ کی شادی آپ کے خاندان میں ایسے شخص سے ہوئی جو آپ کے لیے اجنبی نہ تھا (جو مرتبہ میں اللہ کی نظر میں مصطفیٰ کے بعد مرتبے نہیں) شیخین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنا رشتہ جوڑا اور علی ابن ابی طالب سے خود رسول اللہ نے اپنا رشتہ قائم کیا۔ آپ نے شیخین کے پیغام شادی کو رد کر دیا، پھر علی و فاطمہ کی شادی بھی عجبیہ شان سے ہوئی، عقد پڑھنے والا اللہ اور قبول کرنے والے جبریل امین خطبہ نکاح پڑھنے والے راحیل شادی کے گواہ حاملانِ عرش تصدق کرنے والے رضوان خازنِ جنت تھے، تصدق کرنے کے لیے طبق شجرہ طوبی تھا، صدقے کی چیزیں موتی یا قوت و مرجان تھیں، صدقے کو لوٹنے والے اہل جنت، آپ کو سوار نے اور آراستہ کرنے کا حکم دینے والے رسول اللہ سوار نے والی آراستہ کرنے والی ازواجِ نبی اور جملہ عروسی کو سجانے والی اسماء تھیں اور نکاح کے نتیجے میں جناب ائمتہ طاہرین پیدا ہوئے۔

(مناقب ابن شہر آشوب)

(۳۶) سامانِ جہیز کی خریداری

حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، اے علی! ابھی جاؤ اور اپنی فزادہ فروخت کر کے اس کی قیمت میرے پاس لاؤ، تاکہ اس سے اپنی بیٹی فاطمہ کا جہیز اور تمہارے گھر کا ساز و سامان خریدا جائے۔

حضرت علی فرماتے ہیں کہ یہ حکم پا کر میں بازار گیا اور اپنی زرہ چار سو درہم پر فروخت کر کے ساری رقم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لاکر پیش کر دی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان درہموں میں سے ایک منگھی اٹھا کر مقدار بن اس سے دی اور فرمایا، یہ لو، اس سے فاطمہ کا جہیز خریدو، خوشبو زیادہ خریدنا۔

مقداد بازار گئے اور یہ چیزیں خریدیں: ایک جچی، ایک مشکیزہ، چمڑے کا ایک ٹیکہ ایک چٹائی۔ اور یہ سب چیزیں لاکر آنحضرت کے سامنے رکھ دیں۔ اس وقت اسماء بنت عمیس بھی وہاں موجود تھیں۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ:

آپ نے حضرت ابو بکر کو بلایا اور فرمایا، لو ان درہموں سے میری بیٹی فاطمہ کے لیے سامانِ جہیز خرید لاؤ۔

پھر آپ نے حضرت سلمان اور حضرت بلال کو بھی ان کے ساتھ بھیجا، تاکہ سامان کی خریداری اور بار برداری میں ان کی مدد کریں۔

حضرت ابو بکر کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے سامان کی خریداری کے لیے ترستھ درہم عنایت فرمائے تھے جن سے میں نے مندرجہ ذیل چیزیں خریدیں۔

- (۱) مہری کتال سے بنی ہوئی ایک توشک جس میں اون بھرا ہوا تھا۔
- (۲) چمڑے کا ایک فرش
- (۳) چمڑے کا ٹیکہ جس میں لیف خرمابھرا ہوا تھا۔
- (۴) ایک خیری عبا
- (۵) ایک مشکیزہ
- (۶) کچھ مٹی کے پیالے
- (۷) چند عدد گمڑے
- (۸) ایک مٹی کا لوٹا
- (۹) ایک اون ہلکا پردہ

یہ چیزیں ہم لوگ اٹھا کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائے اور سامنے رکھ دیں۔

آنحضرت نے جب اس مختصر سے سامان کو دیکھا تو آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور آسمان کی طرف رخ کر کے فرمایا، پروردگار! تو برکت عطا فرما، ان لوگوں کو جن کے تمام برتن مٹی کے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ اس کے بعد آنحضرت نے زرہ کی باقی قیمت حضرت ام سلمہ کے پاس جمع کرادی اور فرمایا، یہ درہم اپنے پاس رکھو۔

(۳۷) حضرت خدیجہ کا اسماء بنت عمیس سے جہیز لینا

علی بن عیسیٰ نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے سید جلال الدین عبد الحمید بن فخر موسوی نے بھی الفاظ کے مختصر سے اختلاف کے ساتھ یہ حدیث بیان کی ہے کہ اسماء بنت عمیس کا بیان ہے کہ حضرت خدیجہ کی وفات کے وقت میں پہنچی تو وہ رونے لگیں۔ میں نے عرض کیا، آپ تو سیدۃ نساء ہیں آپ زوجہ نبی ہیں آپ کو تو

آنحضرتؐ نے خود اپنی زبان سے جنت کی بشارت دی ہے پھر مجھے آپ روتی ہیں ؟
 انہوں نے کہا، میں اس لیے نہیں روتی، بلکہ مجھے خیال آتا ہے کہ جب لڑکی کی
 شادی ہوتی ہے تو اسے ایک ایسی عورت کی ضرورت ہوتی ہے جو اس کی ضروریات پوری کرے
 اُس کی دیکھ بھال کرے۔ میری بیٹی فاطمہ ابھی بہت کمسن ہے اگر میں مری جاؤں گی تو اس کی شادی
 کے وقت کون اس کی دیکھ بھال کرے گا۔

میں نے عرض کیا، میری مالکہ! میں آپ سے عہد کرتی ہوں کہ اگر میں اس وقت
 تک زندہ رہی تو آپ کی جگہ میں اُن کی دیکھ بھال کروں گی۔

الغرض فاطمہؑ زہراؑ کی رخصتی کی شب جب آنحضرتؐ تشریف لائے اور فرمایا:
 تمام عورتیں اب یہاں سے چلی جائیں اور حجرہ خالی کر دیں۔

سب تو چلی گئیں مگر میں نہ گئی۔ جب آنحضرتؐ وہاں سے چلنے لگے تو آپ نے
 مجھے غور سے دیکھا اور فرمایا:

تم کون، مو؟

میں نے عرض کیا، میں اسماء بنت عمیس ہوں۔

آپؐ نے فرمایا، کیا میں نے تم سے جانے کے لیے نہیں کہا تھا؟

میں نے کہا، جی ہاں یا رسول اللہؐ! آپؐ نے فرمایا تھا، میرے ماں باپ آپؐ
 پر قربان ہوں، میرا ہرگز یہ ارادہ نہیں تھا کہ میں آپؐ کے حکم کی خلاف ورزی کروں، بلکہ اصل
 بات یہ ہے کہ میں نے حضرت خدیجہ سے عہد کر لیا تھا۔

اس کے بعد اسماء نے آنحضرتؐ کو پورا واقعہ سنایا تو آنحضرتؐ ابدیدہ ہو گئے
 اور فرمایا: اچھا تو پھر تم اس لیے یہاں رُکی ہوئی ہو۔؟

میں نے عرض کیا، جی ہاں، واللہ اسی لیے رُکی ہوئی ہوں۔

یہ سن کر آپؐ نے مجھے دعا دی۔

حضرت فاطمہؑ زہراؑ سلام اللہ علیہا کا حضرت علیؑ علیہ السلام

کے ساتھ برتاؤ

① = زنانِ قریش کا طعنہ

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ

حضرت فاطمہؑ زہرا سے کچھ عورتوں نے یہ کہا کہ فلاں فلاں لوگوں نے تمہارے پیار سے تمہارا پیغام دیا، مگر انہوں نے اسے رد کر دیا اور ایک مرد فقیر سے تمہاری شادی کر لی۔ یہ سن کر حضرت فاطمہؑ زہرا رسول اللہ کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا کہ آپ نے میری شادی ایک مفلس شخص سے کر دی۔

آپ نے حضرت فاطمہؑ زہرا کا ہاتھ پکڑ کر پٹلایا اور فرمایا اے فاطمہؑ! یہ ہے بلکہ میں نے تیری شادی ایک ایسے شخص سے کی ہے جو اسلام میں سب سے اول میں سب سے اکمل ہے اور حکم میں سب سے افضل ہے۔ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ علیؑ میرے دنیا و آخرت میں؟

یہ سن کر حضرت فاطمہؑ زہرا ہنسنے لگیں اور عرض کیا، یا رسول اللہ! میری پر راضی اور خوش ہوں۔

(مناقب شہر آشوب)

ابو قبیل کی روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت فاطمہؑ زہرا سے فرمایا کہ تمہاری اس وقت تک شادی نہیں کی جیتک کہ جبریل امین حکم خدا لیکر نہ آئے۔

عمران بن حصین و حبیب بن ابی ثابت کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہاری شادی اس سے کی ہے جو علم میں سب سے بہتر ہے۔

ابن عساکر کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا، میں نے تمہاری شادی اس سے کی ہے جو سب سے افضل ہے (میرے بعد)۔

کتاب ابن شاہین عبدالرزاق میں اپنے اسناد کے ساتھ عکرمہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا، میں نے تمہاری شادی ایسے شخص سے کی ہے جو میرے خاندان میں سے زیادہ محبوب ہے۔

(مناقب)

ابن عباس نے حضرت سلمان فارسی سے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کھڑا ہوا آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈال رہا تھا کہ جناب فاطمہؑ زہرا افسردہ خاطر آئیں۔

آنحضرت نے اپنا ہاتھ اُن کے سر پر رکھا اور فرمایا اے حوریہ! تمہاری افسردگی کی کیا وجہ ہے۔

جناب فاطمہؑ زہرا نے عرض کیا، باباجان! قریش کی کچھ عورتوں نے مجھ پر اورد میرے ابن عم پر طنز یہ جملے استعمال کیے ہیں۔

آنحضرت نے پوچھا، آخر وہ عورتیں کیا کہہ رہی تھیں؟

جناب فاطمہؑ زہرا نے عرض کیا کہ وہ کہتی تھیں کہ رسول اللہ پر ان کی بیٹی اتنی بھاری تھی کہ آپ نے اس کی تزویج قریش کے ایک ایسے مرد فقیر سے کر دی جو مال میں سب سے کم ہے۔ اس کے پاس مال دنیا سے کچھ بھی نہیں ہے۔

آنحضرت نے فرمایا، بیٹی! خدا کی قسم میں نے یہ شادی نہیں کی ہے یہ تزویج تو خود خدا نے کی ہے۔ پہلے تو فلاں فلاں اشخاص نے تم سے شادی کا پیغام دیا، لیکن میں نے تمہارے معاملے کو اللہ کے حوالے کر دیا تھا اور لوگوں سے کوئی مطلب نہ رکھا۔ جمعہ کے روز میں نماز فجر میں مشغول تھا کہ میں نے ملائکہ کے پروں کی آواز سنی۔ دیکھا تو جبریل امین ملائکہ کی ستر صفیں لیکر نازل ہوئے اس حالت میں کہ تمام ملائکہ اپنے سروں پر تاج پہنے ہوئے تھے اور قیمتی زیورات اور جنتی حقوں سے آراستہ تھے۔

میں نے پوچھا، انھی جبریل! یہ اجتماع ملائکہ اور اس قدر شادمانی کی کیا وجہ ہے؟ جبریل امین نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے زمین کی طرف نظر کی تو مردوں میں علیؑ کا انتخاب کیا اور عورتوں میں سے فاطمہؑ زہرا کا۔ پھر دونوں کی آپس میں تزویج فرمادی، (اس لیے ہم سب بے انتہا مسرور ہیں)

یہ سن کر فاطمہؑ زہرا، ایک دم مسکرا دیں اور عرض کیا، باباجان! جس بات پر اللہ اور اس کا رسول راضی ہیں میں بھی راضی اور خوش ہوں۔

آنحضرت نے فرمایا، اے فاطمہؑ! کچھ اور بیان کروں تاکہ تمہارے دل میں غمی سے محبت پیدا ہو جائے۔

حضرت فاطمہؑ زہرا نے عرض کیا، جی ہاں۔ ارشاد فرمائیے۔

آنحضرت نے فرمایا، اچھا سنو! میدانِ حشر میں جو لوگ اللہ کی بارگاہ میں سوا ہونے لگے اور ان میں ہم چار سے زیادہ کوئی کرم و محترم نہ ہوگا۔ ایک تو میرے بھائی صاحب

اپنے ناتے پر سوار ہوں گے۔ دوسرے میرے چچا حمزہ جو میرے ناتے (غضباء) پر ہوں گے، تیرے
میں براق پر سوار ہوں گا، چوتھے تمہارے شوہر علی جو جنت کے ایک ناتے پر سوار ہوں گے۔

جناب فاطمہ زہرا نے عرض کیا، بابا جان! وہ ناتہ کیسا ہوگا؟
آنحضرت نے فرمایا، بیٹی! اس ناتے کی تخلیق نور سے ہوگی۔ اس کے پہلو منحل
کی طرح نرم ہوں گے، اس کا رنگ زرد، سر اس کا سرخ، آنکھوں کے حلقے سیاہ، اس کے
پیر سونے کے، مہا زنا تازہ توپوں کی، آنکھیں یا قوت کی، پیٹ سبز زہرے کا اور اس ناتے پر ایک
سفید برقیوں کا تہہ ہوگا، جو اس قدر شفاف ہوگا کہ اس کا ظاہر باطن سے اور باطن اس کے
ظاہر سے نمایاں ہوگا۔ یہ لٹکے ناقوں میں سے ایک ناتہ ہوگا، اس کے ستر رکن ہوں گے، اور
ایک رکن سے دوسرے رکن تک ستر ہزار منگ ہوں گے جو طرح طرح کی زبانوں میں اللہ تعالیٰ
کی تسبیح و تقدیس کرتے ہوں گے اور جس وقت علی ابن ابی طالب اس ناتے پر سوار ہو کر ملائکہ کی
صفوں میں سے گزریں گے تو ملائکہ کہیں گے کہ دیکھو! یہ بندہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنا محترم ہے
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی نبی مرسل ہے یا کوئی ملک مقرب ہے یا حاصل عرش ہے یا حاصل
کرم ہے۔

اُس وقت عرش کے نیچے سے آواز آئے گی، اے لوگو! سنو! یہ شخص نہ کوئی
نبی مرسل ہے نہ ملک مقرب ہے بلکہ یہ علی ابن ابی طالب ہیں۔

یہ آواز سب سنیں گے اور پھر سر جھکا کر جنت سے خلقت خدا انہیں دیکھنے کے
لیے ٹوٹ پڑے گی۔ اور حضرت علی علیہ السلام کی شان دیکھ کر کہیں گے انا لله وانا اليه راجعون
ہم دنیا میں ان کے متعلق حدیثیں سنتے تھے مگر تصدیق نہیں کرتے تھے۔ لوگ ہمیں نصیحتیں کرتے
تھے مگر ہم قبول نہیں کرتے تھے اور جو لوگ حضرت علی علیہ السلام کے دوستدار ہوں گے وہ اس
عروہ وثقی (علی) کے دامن کو تھام لیں گے۔

اے فاطمہ! علی کے دوستدار اس طرح نجات پائیں گے۔
اس کے بعد آنحضرت نے فرمایا: اے فاطمہ! کیا میں کچھ اور بیان کروں تاکہ
تم علی سے اور محبت کرنے لگو۔؟

جناب فاطمہ زہرا نے ارشاد فرمایا: بابا جان! اور بھی بیان فرمائیے۔
آپ نے ارشاد فرمایا: ایک قریب جبریل امین نازل ہوئے اور بولے،
یا رسول اللہ! آپ اللہ کی طرف سے علی کو سلام پہنچا دیجیے۔
یہ سن کر جناب فاطمہ زہرا کھڑی ہو گئیں اور کہنے لگیں: بابا جان! میں اس بات

پر عجب خوش ہوں کہ اللہ میرا رب ہے، اور اے بابا جان! آپ نبی خاتم ہیں اور میرے باپ عم
میرے شوہر اور ولی خدا ہیں۔ (مناقب ابن شہر آشوب)

۲۔ شوہر کی اطاعت کا حکم

ابن ابی یعفور نے حضرت ابو عبد اللہ
امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ: آپ نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول
کی طرف وحی نازل فرمائی کہ فاطمہ زہرا سے کہدو کہ (اپنے شوہر) علی ابن ابی طالب کی نافرمانی
کبھی نہ کریں گی، اس لیے کہ اگر وہ ان سے ناراض ہو گئے تو میں بھی فاطمہ سے خوش نہ ہوں گا
(امالی شیخ مفید)

۳۔ آل محمد کے گھروں میں ایک ماہ سے آگ بھی روشن نہیں ہوتی

سورید بن غفلہ سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی
مالی سختی میں مبتلا ہو گئے تو جناب فاطمہ زہرا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
پاس گئیں دروازہ کھٹکھٹایا:

آنحضرت نے فرمایا اے ام ایمن! میں اپنی پیاری بیٹی کی آہٹ محسوس کر رہا ہوں
ذرا دیکھو تو سہمی دروازے پر کون ہے؟

ام ایمن نے دروازہ کھولا تو جناب فاطمہ زہرا داخل ہوئیں۔
آنحضرت نے فرمایا: بیٹی! آج خلاف معمول اس وقت کیسے آئی ہو؟
جناب فاطمہ زہرا نے فرمایا: بابا جان! یہ ارشاد فرمائیے کہ فرشتے کس چیز کو
اپنی غذا بناتے ہیں؟

آنحضرت نے ارشاد فرمایا: حمد الہی فرشتوں کی غذا ہے۔
حضرت فاطمہ زہرا نے پوچھا: اور ہماری غذا کیا ہے؟
آنحضرت نے ارشاد فرمایا: بیٹی! اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری
جان ہے۔ ایک ماہ سے سارے آل محمد کے گھروں میں آگ بھی روشن نہیں ہوئی۔ اچھا میں تم کو
وہ پانچ کلمات بتاتا ہوں جو جبریل نے مجھ کو بتائے ہیں۔
حضرت فاطمہ زہرا نے عرض کیا: بابا جان! ارشاد فرمائیے۔

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا، وہ پانچ کلمات یہ ہیں :
یا سرب الاولین والآخرین۔ یا ذا القوة المتین۔ یا ارحم الراحمین

یا ارحم الراحمین

یہ سن کر جناب فاطمہؑ زہراؑ واپس آگئیں

حضرت علیؑ نے پوچھا اے فاطمہؑ! تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں، آنحضرتؐ

نے کیا ارشاد فرمایا؟

جناب فاطمہؑ زہراؑ نے کہا، میں دنیا کے لیے گئی تھی، آخرت لیکر آئی ہوں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا، بیشک تمہارے سلسلے خیر ہی خیر ہے۔

(دعوات راوندی)

جناب فاطمہؑ کو شکایت کہ حضرت علیؑ

سب کچھ راہِ خدا میں دیدیتے ہیں

حضرت جعفر بن محمد علیؑ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ جناب فاطمہؑ زہراؑ نے
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی کہ یا رسول اللہ! علیؑ تو گھر میں کوئی
چیز نہیں چھوڑتے، سب کچھ مساکین کو دیدیتے ہیں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، فاطمہؑ بیٹی! علیؑ کے کارِ خیر کے معاملات میں بھلا میں کس
طرح ذلیل ہو سکتا ہوں؟ (جس طرح ہو سکے علیؑ کے ہر معاملہ میں خوش رہنے کی کوشش کیا کرو)
کیونکہ علیؑ کی ناراضگی میری ناراضگی ہے اور میری ناراضگی اللہ کی ناراضگی ہے۔ (مصباح الاذکار)

جناب فاطمہؑ کی جیسا میں حضرت علیؑ پر

دوسری عورت حرام تھی

الوہبیر نے حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے
آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؑ پر جناب فاطمہؑ زہراؑ کی زندگی میں تمام
عورتوں کو حرام کر دیا تھا۔

سائل نے دریافت کیا کہ ایسا کیوں تھا؟

آپ نے فرمایا کہ جناب فاطمہؑ زہراؑ طاہرہ و مطہرہ تھیں آپ کو حیض نہیں آتا تھا (اللہ شیخ مفید)

۶۔ سورہ ہل آتی میں احترام جناب فاطمہؑ

عالم علیہ السلام یعنی حضرت

امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ ہل آتی اہل بیت
کی شان میں نازل فرمائی ہے اس میں جنت کی تمام نعمتوں کا ذکر ہے مگر حور عین کا ذکر نہیں ہے
اس کی کیا وجہ ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایسا اس لیے کیا گیا ہے تاکہ جناب فاطمہؑ زہراؑ کا احترام
باقی رہے (کیونکہ آپ بھی حورا ہیں۔) (مناقب ابن شہر آشوب)

سفیان ثوری نے ابوصالح سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آیت

”إِذَا النُّفُوسُ شَرَّتْ وَجَّتْ“ (سورۃ الشکویر آیت ۷) سے مراد یہ ہے کہ روزِ قیامت
تمام مومنین جب پلِ صراط کو طے کر کے دوسری جانب پہنچیں گے تو اللہ تعالیٰ جنت کے دروازے
پر دنیا کی عورتوں میں سے چار کے ساتھ اس کی شادی کرے گا اور اس کے علاوہ ستر ستر حورا
بھی اس کے حصہ میں آئیں گی سوائے حضرت علیؑ ابن ابی طالب کے۔ اس لیے کہ حضرت فاطمہؑ زہراؑ
کے آپ دنیا میں بھی شوہر ہیں اور آخرت میں بھی آپ ان کے شوہر رہیں گے۔ دنیا کی عورتوں میں
سے کوئی عورت وہاں آپ کی زوجہ نہ بن سکے گی، البتہ ستر ستر حورا اللہ تعالیٰ ان کو بھی عطا فرمائے گا
اور ہر حورا کے ستر ستر خادم ہوں گے۔

○ ○ ○

① = دنیا کے پانچ مشہور رونے والے

سہیل بھرائی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک مرفوع روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ دنیا میں کثرت سے رونے والے پانچ گذرے ہیں۔

(۱) حضرت آدم علیہ السلام، (۲) حضرت یعقوب علیہ السلام، (۳) حضرت یوسف علیہ السلام، (۴) جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا بنت حضرت محمد مصطفیٰ (۵) حضرت امام علی ابن حسین (امام زین العابدین علیہ السلام)

حضرت آدم علیہ السلام فراقِ جنت میں اتنا روئے کہ آپ کے رخساروں پر نہروں کی طرح نشانات پڑ گئے تھے؛ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی میں اس قدر روئے کہ آپ کی آنکھوں کی بصارت جاتی رہی، یہاں تک کہ ان سے یہ کہا گیا (جس کو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس طرح نقل فرمایا ہے) تَأْتِيهِمْ فِيهَا الْيَأْسُ وَيَتَلَفَعُونَ فِيهَا مِنْ إِذْنٍ لَّهِ يَوْمَئِذٍ يُسِفُّ حَتَّىٰ تَكُونَ حَرَضًا أَوْ تَكُونَ مِنَ الْهَالِكِينَ ۝

(سورہ یوسف آیت ۸۵)

ترجمہ: (خدا کی قسم آپ برابر یوسف ہی کو یاد کرتے رہیں گے یہاں تک کہ آپ بیمار پڑ جائیں یا ہلاک ہی ہو جائیں۔)

اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام بھی فراقِ پدر میں اتنا روئے کہ قید خانے کے دوسرے قیدی آپ کے رونے سے پریشان ہو گئے اور کہنے لگے کہ آپ رونے کے لیے دن رات میں سے کوئی ایک وقت مقرر کر لیجیے۔

چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کی بات مان لی۔

حضرت فاطمہ زہرا بھی اپنے پدر بزرگوار کی جدائی میں اتنا روئیں کہ اہل مدینہ نے آپ کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ آپ کے ہر وقت رونے سے ہم لوگ بہت تنگ آگئے ہیں آپ کے اس کے بعد تقابیر شہداء میں جا کر رو یا کرتی تھیں۔

حضرت امام علی ابن حسین علیہ السلام اپنے پدر عالی قدر پر تمام عمر روتے ہی رہے۔ جب بھی آپ کے سامنے کھانا رکھا جاتا آپ گریہ فرماتے تھے یہاں تک کہ ایک دن آپ کے غلام نے آپ سے کہا مجھے خوف ہے کہ روتے روتے آپ کی جان نہ چلی جائے۔

آپ نے فرمایا کہ میں اپنے رنج و غم کی شکایت اللہ سے کرتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ مجھے جب بھی بنی فاطمہ کا منقلب یاد آتا ہے گریہ گلو گریہ ہو جاتا ہے۔ (خصال شیخ صدوق)

• شیخ صدوق کی امالی میں بھی ابن معروف سے اسی قسم کی روایت ہے۔

② = آنحضرتؐ کا عالم نزع اور جناب فاطمہؑ کا گریہ

امالی شیخ مفید رحمہ اللہ

ابن عباس سے روایت ہے کہ جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وقت وفات قریب آیا تو آپ اتنا روئے کہ آپ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔

کسی نے آپ سے سبب گریہ دریافت کیا

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا، میں اپنی ذریت کے لیے گریہ کتنا ہوں کیونکہ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ شریر لوگ میرے بعد میری ذریت پر کبھی کبھی مظالم ڈھائیں گے، گو یا میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ میرے بعد میری بیٹی فاطمہؑ پر نوع بہ نوع ظلم کیے جا رہے ہیں، اور وہ بابا، بابا کہہ کر دیکھا رہی ہے۔ مگر میری اُمت میں کوئی ایسا نہیں جو اس کی مدد کرے۔

یہ سن کر حضرت فاطمہؑ زہرا رونے لگیں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، بیٹی میرے سامنے نہ رو۔

جناب فاطمہؑ زہرا نے عرض کیا، بابا، میں اپنی مصیبت پر گریہ نہیں کر رہی ہوں، بلکہ آپ کی جدائی مجھ پر شاق ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، بیٹی! تم کو بشارت ہو کہ تم بھی بہت جلد محمد سے ملو گی کیونکہ تم میرے اہل بیت میں میرے پاس آنے والوں میں پہلی ہو گی۔ (امالی شیخ مفید)

• ابو بکر جعال اور ابو نعیم فضل بن ذلین و شعبی نے مروی سے اور سنن میں قزوینی سے اور ابانہ میں عیبری سے اور سنن میں موصل سے اور فضائل میں احمد سے اپنے اپنے اسناد کے ساتھ عروہ سے اور اس نے مروی سے بھی روایت نقل کی ہے۔

• شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اپنے اسناد کے ساتھ ابن عباس سے روایت کی ہے

کہ جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مرض میں مبتلا ہوئے جس میں آپ نے وفات پائی، تو جناب فاطمہ زہرا آپ کے پاس آئیں۔

آنحضرت نے فرمایا: بیٹی مجھ کو میری موت کی خبر دی گئی ہے۔
یہ سن کر فاطمہ زہرا رونے لگیں۔

آپ نے فرمایا: بیٹی! رُو نہ ہیں، میرے بعد تم پر سارے بہتر دن گذریں گے کہ تم مجھ سے آلوگ، اور تم مجھ سے اُس وقت تک نہ لوگ جب تک کہ تم کو جنت کے چولوں کا تختہ نہ مل جائے۔

یہ سن کر جناب فاطمہ زہرا ہنسنے لگیں۔ (قصص الانبیاء)

صحیح بخاری، صحیح مسلم و حدیث الاولیاء اور مستدرک احمد بن حنبل میں مرقوم ہے کہ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مرضِ موت میں جناب فاطمہ زہرا کو بلایا۔ اور انھیں اپنے نزدیک بلا کر کان میں کچھ کہا، جسے سن وہ رونے لگیں۔ اس کے بعد پھر آپ نے کچھ سرگوشی فرمائی تو فاطمہ زہرا مسکرانے لگیں۔

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ جب میں نے ان سے رونے اور مسکرانے کا سبب پوچھا، انھوں نے جواب دیا کہ میرے بابا نے جب اپنی موت کی خبر دی تو میں رونے لگی اور جب یہ فرمایا کہ ان کی وفات کے بعد سب سے پہلے میں ان سے جا ملوں گی تو میں مسکرانے لگی۔
• کتاب ابن شاہین میں حضرت ام سلمہ و حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت فاطمہ سے مسکرانے اور گریہ کرنے کا سبب پوچھا:

انھوں نے جواب دیا کہ بلانے اپنی موت کی اطلاع دی اور فرمایا کہ میرے بعد میرے اہل بیت پر سختی کی جائے گی اور مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں گے؛ میں کہ میں رونے لگی لیکن انھوں نے فرمایا کہ تم مجھ سے سب سے پہلے ملاقات کرو گی؛ یہ سن کر میں ہنسنے لگی۔

• حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت کی وفات کے بعد جناب فاطمہ زہرا، صرف پچھتر دن زندہ رہیں اور اس عرصے میں آپ ہر وقت غمزدہ و افسردہ رہیں۔ آپ کی تسلی دینے کے لیے حضرت جبریل امین برابر آیا کرتے اور ان سے ان کے پیر گرامی قدر کے جنت میں مکان کی کیفیات اور آپ کی فدیت پر جو واقعات گذرنے والے تھے ان کو بیان کرتے اور حضرت علی علیہ السلام ان کو لکھ لیا کرتے تھے۔

(کتاب الخراج و الحجرات)

• تفسیر عیاشی میں مرقوم ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد

ایک مرتبہ حضرت ام سلمہ جناب فاطمہ زہرا کے پاس آئیں۔

آپ نے پوچھا: اے بنتِ رسول! کیسا مزاج ہے آپ کا؟

جناب فاطمہ زہرا نے فرمایا: بہت کرب و بیچینی میں بسر کر رہی ہوں، پیر بزرگوار نے وفات پائی، ان کے وصی ظلم کیا گیا، رسول اللہ کا حجاب تار تار کر دیا گیا۔ آیات قرآنی اور احادیث رسول کے بالکل خلاف امامت و وصایت پر قبضہ کر لیا گیا۔ مگر یہ بدی و اُحدی کیسے تھے جو انسانی کے دلوں میں پرورش پار رہے تھے اور اب تک اس لیے چھپائے ہوئے تھے کہ ممکن ہے کہ رسول سے چغل لگادے۔ اب جبکہ یہ لوگ حکومت پر قابض ہو چکے ہیں تو ہم پر ظالم کی بارش شروع کر دی، اور اب وہ سنی کٹ جائے گی جو ایمان کے دونوں سروں کو ملانے ہوئے تھی اور اللہ نے جو یہ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ رسالتِ حفاظت اور مومنین کی کفایت کرے گا، وہ ضعیف الامان لوگوں کی نظر میں مشکوک دکھائی دے گا۔ اُدھر وہ لوگ اس پُر فریب دنیا سے مال و دولت سمیٹنے میں لگے ہوئے ہیں اور ادھر یہ لوگ مرد کے لیے پکار رہے ہیں جن کے آباء و وراثتِ اعلیٰ کر بنا کر معرکوں میں کام آئے اور درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ (مناقب)

۳) = آنحضرت کی پیشین گوئیاں

ابن عباس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک طویل روایت کی جس میں آنحضرت نے اپنے اہل بیت پر آئندہ ہونے والے مظالم کی خبر دی ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں آپ نے فرمایا:

”میری بیٹی فاطمہ تو سیدہ نساء عالمین اولین و آخرین ہے، میرا ایک لکڑا ہے، میری آنکھوں کا نور ہے، میرا میوہ دل ہے، میری وہ روح ہے جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے، حوراء انس ہے جس وقت وہ اپنی حراپ عبادت میں اپنے رب کے سامنے کھڑی ہوتی ہے تو اس کا نور ملائکہ اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح زمین کے والے ستاروں کو دیکھتے ہیں، اُس وقت اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے:

”اے میرے ملائکہ! ذرا میری کثیر خاص فاطمہ زہرا کو دیکھو۔“

کی سیدہ ہے، یہ میرے سامنے اس طرح کھڑی ہوتی ہے کہ میرے خود اس کے ہاتھ پاؤں کانپ رہے ہیں اور پورے رجوعِ قلب کے لیے میرے فرشتو! میں تم کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

۴) جناب فاطمہ زہرا کا خواب بعد وفات رسول اللہ

الولیعین نے حضرت ابو سعید الخدریؓ

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تو آپ دو چیزیں چھوڑ گئے۔ ایک کتاب خدا اور دوسری اپنی عترت و اہل بیت۔ اور آنحضرت نے جناب فاطمہ زہرا سے بطور راز کے یہ کہہ دیا تھا کہ وہ ان کے اہل بیت میں سب سے پہلے ان کے پاس پہنچنے والی ہیں۔

جناب فاطمہ زہرا کا بیان ہے کہ اپنے پدربزرگوار کی وفات کے چند دن بعد میں ایک مرتبہ نیم خوابی کے عالم میں تھی کہ میں نے دیکھا، گویا میرے پاس پدربزرگوار تشریف لائے ہیں اور جوں ہی میں نے آپ کو دیکھا، بیقرار ہو کر کھینچی کہ بابا! ہم سے آسمانی خبریں منقطع ہو گئیں اور میں ابھی اسی عالم میں تھی کہ دیکھا، آسمان سے ملائکہ صفت درصفت نازل ہو رہے ہیں اور ان کے آگے آگے جو دو فرشتے ہیں وہ مجھے اٹھا کر آسمان پر لے گئے۔ وہاں میں نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا تو بی شمار قصور، باغات، نہریں نظر آئیں۔ ایک قصر کے بعد دوسرا قصر، ایک نہر کے بعد دوسری نہر، ایک باغ کے بعد دوسرا باغ۔ اور ان قصور کی خور مجھے جھانک جھانک کر دیکھ رہی ہیں جن کا حسن و جمال موتیوں کی طرح آبدار تھا۔ انہوں نے مجھے ہنس ہنس کر خوش آمدید کہا، اور بولیں ”رحماتے خاتون جنت، آپ ہی کے طفیل میں جنت کا اور ہماری خلقت ہوئی ہے۔ جناب فاطمہ زہرا فرماتی ہیں کہ ملائکہ مجھے لے ہوئے اور چلے جا رہے تھے یہاں تک کہ وہ مجھے ایک ایسے محل میں لے گئے جس میں بہت سے قصر تھے، ہر قصر میں ایسے گھر تھے جن کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا۔ ان میں تخت بچھے ہوئے تھے جن پر سندس و استبرق کے فرش بچھے ہوئے، حریر و دریا کے لحان پڑے ہوئے، جگہ جگہ سونے چاندی کے برتن رکھے ہوئے، دسترخوان طرح طرح کے کھانوں سے سجے ہوئے تھے۔

ان باغوں میں ایک نہر جاری تھی جس کا پانی برونڈ سے زیادہ سفید، مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ میں نے پوچھا، یہ نہر کونسی ہے اور یہ گھر کس کا ہے؟ انہوں نے جواب میں عرض کیا، یہ گھر علی کا ہے، یہ جنت کا سب سے اونچا حصہ ہے اس کے اوپر جنت کا کوئی اور درجہ نہیں ہے۔ اور یہ آپ کے پدربزرگوار اور ان کے ساتھ وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ یہاں رکھنا چاہتا ہے، ان کا گھر ہے۔ پھر میں نے پوچھا، یہ نہر کونسی ہے؟

تو مجھے وہ مظالم یاد آجاتے ہیں جو میرے بعد اس پر ڈھائے جائیں گے۔ گویا، میں دیکھ رہا ہوں کہ نوع بہ نوع اس کے گھر کی بے حرمتی کی جا رہی ہے۔ اس کے احترام کو رباؤ کیا جا رہا ہے، اس کا حق غضب کیا جا رہا ہے، اس کو میراث سے محروم کیا جا رہا ہے، اس کا پہلو شکستہ کیا جا رہا ہے جس سے اس کا پچھ دمنس ہاپنی ماں کے شکم میں شہید ہو گیا۔ اور وہ ”وا محمد اہ“ کہہ کر پکار رہی ہے اور کوئی جواب دینے والا نہیں ہے، وہ فریاد کر رہی ہے اور کوئی فریاد رس نہیں ہے میرے بعد وہ مسلسل حزن و کرب میں بسر کر رہی ہے۔ ہر وقت روتی رہتی ہے، کبھی وہ اپنے گھر سے وحی کا سلسلہ منقطع ہونے کو یاد کرتی ہے، کبھی میری جدائی کو یاد کرتی ہے۔ خصوصاً رات کے وقت وہ بہت ہی بے چین ہو جاتی ہے کیونکہ اب نماز شب میں میری تلاوت کلام پاک کی آواز نہیں سنتی۔ پھر وہ دیکھتی ہے کہ اپنے بابا کے زلمے میں تو اس کی بڑی عزت ہوتی تھی مگر اب لوگوں کے درمیان ذلیل و خوار ہے۔ اُس وقت پروردگار عالم ملائکہ کو بھیج کر اس کی دلجوئی فرمائے گا اور وہ اگر اسی طرح اُس کو پکاریں گے جس طرح مرثم بنت عمران کو پکارا تھا۔ وہ کہیں گے: ”یا فاطمة ان الله اصطفىك وطهرتك واصطفىك على نساء العالمين۔ یا فاطمة اقتنی لربك واصجدی واسرعی مع الملائکین“

”اے فاطمہ! اللہ نے تجھ کو منتخب کیا اور پاک رکھا اور انتخاب کیا تجھے عالمین کی عورتوں میں سے۔ اے فاطمہ! اپنے رب کے حضور قنوت پڑھو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔“ اس کے بعد فاطمہ زہرا کو درد کی تکلیف شروع ہوگی، وہ بیمار پڑ جائے گی تو اللہ اس کی تیمارداری کے لیے مرثم بنت عمران کو بھیجے گا اور وہ اگر میری بیٹی کی تیمارداری کریں گی اور اس کا دل پہلائیں گی، پھر جب مرض شدت اختیار کرے گا تو فاطمہ زہرا اللہ کی بارگاہ میں فریاد کرے گی اور کہے گی ”اے میرے معبود! اب میں زندگی سے اکتا گئی ہوں، دنیا والوں سے بیزار ہو چکی ہوں، اب تو مجھے میرے بابا جان سے ملادے۔“

چنانچہ اللہ اس کی دعا قبول فرمائے گا اور وہ میرے اہل بیت میں سے سب سے پہلے مجھ سے اس حال سے ملے گی کہ محزون و مگرب ہوگی، مغموم و مضروب اور مقبول ہوگی اس وقت میں اس کو دیکھ کر کہوں گا، ”خدا یا تو لعنت کر اس پر جس نے میری فاطمہ پر ظلم کیا، لعنت کر اس پر جس نے اس کو ناراض کیا، ذلیل کر اس کو جس نے اس کو ذلیل کرنا چاہا، اور آتش جہنم میں رکھا اس کو جس نے اس کے پہلو کو محروم کیا، یہاں تک کہ اس کے شکم کا پچھ بھی ساقط ہو گیا۔“ میری اس دعا پر فرشتے آمین کہیں گے۔

انہوں نے کہا، یہ نہر کو شہ ہے جس کا وعدہ اللہ نے کیا تھا کہ تمہارے باپا کو دے گا میں نے پوچھا میرے باپا کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا، وہ ابھی تمہارے پاس آیا ہی چاہتے ہیں۔

ابھی میں یہ باتیں کر رہی تھی کہ میرے سامنے کچھ ایسے قصر ظاہر ہوئے جو سابقہ قصور سے زیادہ سفید اور نورانی تھے اور ان کے فرش بھی سابقہ فرشوں سے زیادہ خوبصورت تھے اتنے میں میں نے دیکھا کہ بہت سے اونچے اونچے تخت بچھے ہوئے ہیں جن پر بہترین فرش بچھائے گئے ہیں جن پر میرے باپا اور آپ کے بہت سے اصحاب کبار وغیرہ تشریف فرما ہیں جب انہوں نے مجھے دیکھا تو اپنے پاس بلا کر گلے سے لگایا اور میری پیشانی کو بوسہ دیا پھر فرمایا:

مرحبا لے میری دختر!

یہ فرما کر آپ نے مجھے اپنے پاس بٹھالیا اور فرمایا:

اے بیٹی! کیا تم نہیں دیکھتی جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے یہاں مہیا فرمایا ہے اس کے بعد باپا نے مجھے بہت سے قصور کی سیر کرائی جو ہر طرح کے ساز و سامان سے آراستہ تھے اور فرمایا:

اے فاطمہ! یہ تمہارے اور تمہارے شوہر تمہارے بچوں اور تمہارے دوستوں کے لیے جائے سکون و قرار ہیں جو ہمیشہ ان میں رہیں گے، اب تم خوش ہو جاؤ کیونکہ تم چند روزیں مجھ سے ملنے والی ہو۔

جناب فاطمہ زہرا کا بیان ہے کہ یہ سن کر میرا دل خوشی سے بھولا نہ سانا تھا اور میرا شوق بڑھ گیا اور جو حالت خواب مجھ پر طاری تھی وہ دور ہو گئی۔

حضرت امیر المومنین علیؑ سلام فرماتے ہیں کہ جب فاطمہ زہرا خواب سے بیدار ہوئیں تو انہوں نے مجھے بلایا۔ میں نے پوچھا، کیا حال ہے؟

انہوں نے اپنا پورا واقعہ جو خواب میں دیکھا تھا بیان کیا اور انہوں نے خدا و رسول کی قسمیں دیں کہ جب ان کی وفات ہو جائے تو اس کی کسی کو اطلاع نہ دیں سوائے زوجہ رسول جناب ام سلمہ، ام ایمن اور فضہ کے۔ اور مردوں میں دونوں فرزند (حسن و حسین) عبداللہ ابن عباس سلمان قازی عمار یاسر مقلد ابوذر اور حذیفہ کے۔ یہ بھی کہا کہ میں نے آپ کے لیے حلال قرار دیا کہ میری موت کے بعد میرے جسم پر نظر کریں۔ لہذا جس وقت عورتیں مجھے غسل دیں آپ بھی غسل میں ان کے ساتھ شریک ہوں اور مجھ کو پروردہ شب میں دفن کریں اور کسی کو میری قبر کا پتہ نشان نہ بتائیں۔

حضرت امیر المومنین علیؑ سلام فرماتے ہیں کہ جب وہ شب آئی جس میں فاطمہ زہرا

کی وفات واقع ہوئی تو انہوں نے کچھ دیکھ کر کہا ”وعلیکم السلام“ اس کے بعد کہا: اے ابن عم رسول! میرے پاس جبریل آئے ہیں مجھے سلام کیا ہے اور کہا ہے کہ: اللہ نے آپ کو سلام کہلا بھیجا ہے اور فرمایا اللہ کے حبیب کی حبیبہ اور ان کے میوہ دل آج آپ جنت الفردوس کی طرف چلی جائیں گی۔

پیغمبر ص وے کر جبریل امیں چلے گئے۔

حضرت علیؑ سلام کا بیان ہے کہ پھر میں نے دوبارہ فاطمہ کو کہتے ہوئے سنا ”وعلیکم السلام“ اے ابن عم رسول! یہ میکائیل ہیں، انہوں نے بھی وہی پیغام دیا جو جبریل نے دیا تھا۔

اس کے بعد فاطمہ نے پھر کہا ”وعلیکم السلام“ یہ کہتے ہی ان کے آنکھیں کھل گئیں اور کہا ”اب عزرائیل آگئے ہیں مشرق سے مغرب تک ان کے پر پھیلے ہوئے ہیں جو شکل ان کی میرے در پر بزرگوار نے بتائی تھی بالکل وہی ہے۔

اس کے بعد کہا ”وعلیکم السلام یا قابض الارواح“

اس طرح انہوں نے ملک الموت کے سلام کا جواب دیا اور کہا جلدی کرو، مجھے تکلیف نہ دینا۔

پھر ہم نے سنا کہ وہ کہہ رہی تھیں ”اے میرے اللہ! میرے پروردگار! میرے تیری طرف آتی ہوں آتش جہنم کی طرف نہیں۔

یہ کہہ کر فاطمہ زہرا نے آنکھیں بند کر لیں ہاتھ پھیلا دیے اور روح اٹنے کے جیم اظہر سے یوں پرواز کر گئی جیسے وہ کسی ان کے جسم میں نہ تھی۔ (دلائل حیرتی)

۵) رحلت رسول پر فاطمہ زہرا کا مرتبہ اور نوحہ

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو وفات حضرت فاطمہ زہرا کے متعلق بعض کتابوں میں ایک روایت ملی ہے چاہتا ہوں کہ اسے بھی پیش کر دوں، اگرچہ یہ روایت کسی دوسری مستند کتاب میں مجھے نہیں ملی: وہ یہ ہے ورقہ بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں مکہ مکرمہ حج کے ارادے سے گیا اور خانہ کعبہ کے طواف میں مشغول تھا کہ میں نے ایک گندم گون خوبصورت اور شیریں بیان کیز کو دیکھا جو یکسال فصاحت اللہ کی بارگاہ میں یہ دعا مانگ رہی تھی کہ ”اے بیت الحرام و زمزم و مقام و مشاعر عظام و حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خیر الانام اور ان کی ذریت کرام کے مالک! میں تجھ سے التجا کرتی ہوں کہ مجھ کو

میرے آقا و مولانا اور ان کی ذریت پاک کے ساتھ محشور کرنا۔

پھر اس نے حاضرین سے خطاب کر کے کہا: اے جماعت! تہاج تم لوگ گواہ رہنا میرا یہ ایمان ہے کہ میرے آقا اور ان کی ذریت دنیا کے تمام تہرین لوگوں سے بہتر اور نیکو کاروں میں منتخب ہیں ان لوگوں کا ذکر تمام دیار و اعمار میں پھیلایا ہے۔ یہ سب صاحبِ افتخار ہیں۔
ورقہ بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میں نے اس سے کہا: اے کینز! میرا خیال ہے کہ تو اہل بیت رسول کی دوستدار ہے؟

اس نے کہا: جی ہاں۔

میں نے پوچھا کہ تو کون ہے اور تیرے آقا کون ہیں؟

اس نے جواب دیا: میرا نام فقہ ہے، میں حضرت فاطمہ زہرا بنت حضرت محمد مصطفیٰ کی کینز ہوں، اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے پدر بزرگوار پر ان کے شوہر اور ان کے فرزندوں پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔

میں نے کہا: مرجبا! بہت اچھا ہوا تم سے ملاقات ہوگئی۔ مجھے تجھ سے ملنے اور گفتگو کرنے کا بجا اشتیاق تھا، اب چاہتا ہوں کہ تجھ سے چند باتیں مزید دریافت کروں، لہذا طواف سے فارغ ہونا تو طعامِ فرودشوں کے بازار میں میرا انتظار کرنا، میں بھی طواف سے فارغ ہو کر وہیں پہنچتا ہوں۔

الغرض جب میں طواف سے فارغ ہوا اور اپنے گھر جانے لگا تو طعامِ فرودشوں کے بازار سے ہو کر گذرا، میں نے فقہ کو دیکھا کہ وہ لوگوں سے بالکل الگ ایک جانب بیٹھی ہوئی ہیں۔ میں ان کے پاس گیا اور کچھ تمہیں کہ جو بہرہ تھی صدقہ نہ تھی۔ پھر میں نے کہا کچھ اپنی شہزادی فاطمہ زہرا کی وفات کے حالات بیان کرو اور یہ بھی سناؤ کہ آنحضرت کی وفات کے بعد ان پر کیا گزری۔
یہ سنتے ہی فقہ کی آنکھوں میں آنسو ڈبڑانے لگے اور زار و قطار رونے لگیں:
کہنے لگیں: اے ورقہ! تو نے ان چنگاریوں کو بھڑکا دیا جو میں نے دل میں چھپا رکھی تھیں

خیر جب تم نے پوچھا ہے تو بیان کرتی ہوں۔ سنو! جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات فرمائی تو مدینہ میں کوئی چھوٹا یا بڑا شخص ایسا نہ تھا جو غم سے نڈھال نہ ہوا ہو۔ اعزاز و اقرار اور اصحاب سب ہی نے آپ کی وفات پر گریہ کیا، سب آپ کے غم میں مبتلا ہوئے، مگر ان سب میں کسی کا غم جناب فاطمہ زہرا سے زیادہ نہ تھا، ان کا غم روز بروز شدید تر ہوتا جاتا تھا۔ سات روز تک آپ کی حالت یہ تھی کہ آپ کی گریہ و زاری کسی وقت نہ رکتی تھی۔ دن بہ دن نالہ و شہیون میں اضافہ ہوتا جاتا تھا۔ جب آٹھواں دن آیا تو آپ کا پیمانہ مہر چھلک اٹھا اور رات کے وقت اپنے مکان

نوحہ کرتی ہوئی برآمد ہوئیں۔ آپ کی آواز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بالکل مشابہت تھی اس لیے لوگوں نے سمجھا کہ آنحضرت اپنی قبر سے برآمد ہوئے ہیں۔ بہر طرف سے مرد و عورتیں اور بچے اپنے اپنے گھر واد سے باہر نکل آئے اور شہزادی کو اپنے حلقے میں لے لیا۔ لوگوں نے اپنے گھروں کے چراغ گل کر دیے کہ عورتوں کے چہروں پر نظر نہ پڑے۔ اس وقت آپ کے نوحے سے لوگوں کے دل چھٹ جا رہے تھے۔ آپ فرماتی تھیں: ولا بتاہ واصفیاہ وامحمداہ و ابالقاسمہ و واربیع الارامل والیتامی، من اللقبلة والمصلی ومن لابنتک الوالہة الشکلی۔ لے بابا آپ کہاں ہیں، اے یتیموں اور یتیموں کے والی آپ کہہ رہی ہیں، ہائے اب کون خانہ کعبہ و مصلیٰ (مقام ابراہیم) کی خبر لے گا، اب کون آپ کی درد رسیدہ بیٹی کی فریاد کو سونچے گا۔ اس کے بعد جناب فاطمہ زہرا اپنے دامن میں اٹھتی ہوئی قدم قدم پر لڑکھڑائی ہوئی قبر رسول کی جانب بڑھیں۔ حالت یہ تھی کہ آنکھوں سے آنسو رواں تھے راستہ دکھائی نہ دیتا تھا گرتی بڑتی قبر رسول پر جا پہنچیں۔ جیسے ہی آپ کی نظر باپ کی قبر پر پڑی اور گلستہ اذان کو دیکھا تو غش کھا کر گر پڑیں، عورتوں میں پہلی بڑگئی، کسی نے انہیں گود میں سنبھالا، کوئی دوڑ کر پانی لائی اور آپ کے سر و چہرے پر پانی چھڑکا۔ جب ہوش آیا تو یوں بین کرنے لگیں۔

بابا! میری قوت جواب دے گئی، سکون ناپید ہو گیا، دشمن برائی پر کمر بستہ ہیں، دل میں غم کی آگ بھڑک رہی ہے۔ بابا! میں آپ کے بعد سرگشتہ و پریشان ہوں، میری اولاد بگ گئی، میری کمر لٹ گئی، زندگی تباہ و برباد ہوگئی، بابا! آپ کے بعد نہ کوئی میری تنہائی کا انیس ہے اور نہ کوئی میرے آنسو پونچھنے والا ہے، نہ کوئی میری کمزوری و نا طاقتی میں میرا معین ہے۔ بابا! آپ کے بعد قرآن حکم کی آیات کا خاتمہ ہو گیا، جبریل و میکائیل نے آنا ترک کر دیا۔ بابا! آپ کے بعد سب تدبیریں الٹی ہو گئیں اور مجھ پر بہر طرف کے دروازے بند کر دیے گئے۔ اب میں اس دنیا سے ہزار ہوں۔ جب تک میرے سینہ میں سانس آتی جاتی رہے گی میں یونہی آپ پر روتی رہوں گی، نہ تو آپ سے ملاقات کا شوق کم ہوگا اور نہ آپ کی جدائی کا غم کم ہوگا۔

پھر باوا زہرا بند پیکار کرنے لگیں:

لے بابا! آپ کی جدائی پر میرا رنج و غم ہر وقت تازہ ہے اور خدا کی قسم میرا کچھ غم سے بچنا ناممکن ہے، روز بروز میرے رنج و غم میں اضافہ ہوتا جاتا ہے کم نہیں ہوتا۔

پھر فرمایا:

بابا! آپ کے مرنے سے دنیا تاریک ہوگئی، دنیا کے باغ پر خزاں آگئی، اب میں مسلسل آپ کی جدائی میں نوحہ کرتی رہوں گی یہاں تک کہ آپ سے آکر لوں۔

بابا! جب سے آپ مجھ کو چھوڑ کر گئے ہیں میرا صبر و سکون ختم ہو گیا۔
بابا! آپ کے بعد بیواؤں اور مسکینوں کی کون خبر لینے والا ہے آپ کے بعد
قیامت تک اس اُمت کا کون والی و وارث ہے؟

بابا! آپ کے بعد ہم بالکل ضعیف و کمزور ہو گئے۔
بابا! آپ کے بعد لوگ ہم سے روگرداں ہو گئے، حالانکہ وہی لوگ آپ کی زندگی
میں ہمارا بہت احترام کیا کرتے تھے۔ پھر آپ کی جدائی میں آنسو کیوں نہ رواں ہوں۔ آپ کے فرات
پر حزن و طلال سدا کیوں نہ رہے۔ آپ کے بعد کیوں کر نیند آئے۔ آپ ہی تو دین کی بہارت تھے، انبیاء
نور تھے، اس مصیبت میں پہاڑ اپنی جگہ کیوں نہیں چھوڑ دیتے، سمندر کیوں نہیں خشک ہو جاتے
زمین کو زلزلے کیوں نہیں آتے۔ ہائے آپ کی جدائی کی مصیبت کیا کم تھی کہ لوگوں نے آپ کے لیے
ہم پر مصیبتوں کے اور بھی پہاڑ لوڑ دیے۔

بابا! آپ پر آسمان کے فرشتے گریہ کر رہے ہیں، وہاں بھی ایک تلامذہ بریل ہے
آپ کے بعد آپ کا منبر ویران ہے۔ آپ کی محراب عبادت سوتی ہے، مناجات سے خالی ہے
آپ کی لحد آپ کو اپنی آغوش میں یکسر نازاں ہے۔

بابا! آپ کے بعد آپ کی بارگاہ بالکل سنان اور سوگوار ہے۔ میں بھی جتنا کزنہ
ہوں آپ کی عزادار رہوں گی اور ابوالحسن بھی آپ کے عزادار رہیں گے۔ وہ ابوالحسن جو آپ کے دو
فرزندوں کے باپ ہیں، آپ کے بھائی ہیں، دوست ہیں، محبوب ہیں، وہی جن کی پرورش آپ
نے بچپن سے کی اور پھر بڑے ہوئے تو آپ نے ان کو اپنا بھائی بنایا، اور تمام مہاجر و انصاری
سابقین و لاحقین پر ان کو شرف عطا فرمایا۔ یہ مصیبت کا بادل ہم سب اہل بیت پر چھا
ہوا ہے۔ ہم روتے روتے مرے جا رہے ہیں، حزن و طلال ہم سے دور نہیں ہوتا۔
یہ کہہ کر آپ نے ایک ایسی آہ سرد بھری کہ معلوم ہوتا تھا گویا روح جسم سے مفارقت
کرنے لگی۔ پھر فرمایا:

نوحہ (ترجمہ اشعار)

آہ! جب سے میں نے خاتم النبیین کو کھو یا میرے صبر میں کمی آگئی، سکون رخصت
ہو گیا۔ ہاں اے آنکھ خوب آنسو برسا، اور آنسوؤں کا سیلاب بہانے میں نخل نہ کر۔
اے اللہ کے رسول، اے اللہ کے برگزیدہ، اے تمیہوں اور ضعیفوں کے ملجا و ماوا
آپ کے غم میں کیا پہاڑ اور کیا وحوش سب رو رہے ہیں، زمین اور فضا کے طیور سب ہی گریہ کنان
ہیں، حجون و رکن و مشر ماتم کر رہے ہیں۔ لیکن نوحہ کر رہا ہے آپ کی محراب اور آپ کی مجلس درس

روتی ہے کہ اب وہ درس قرآن دینے والا باقی نہ رہا، اسلام رو رہا ہے کہ وہ آپ کی وفات
کے بعد غریب ہو گیا، کاشش آپ اپنے منبر کو دیکھتے کہ ہر چار طرف اندھیرا چھایا ہوا ہے۔
پروردگارا! میری وفات نزدیک کر دے کیونکہ اب میری زندگی ویران ہو گئی۔

⑥ = آنحضرت کی وفات پر جناب فاطمہ کا مراثیہ

مناقب ابن شہر آشوب میں مرقوم ہے
کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے اپنے پیر بزرگوار کی وفات کے بعد یہ مراثیہ پڑھا:
مراثیہ کا ترجمہ:

در حقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ہم پر ایک ایسی
مصیبت پڑی ہے (جو ناقابل برداشت ہے، کیونکہ) آپ بے کینہ، صاف دل، صاف طبیعت
پاک و پاکیزہ نسل و خاندان سے تھے۔

بابا! آپ چاند تھے اور ایسا نور تھے جس سے لوگ روشنی حاصل کرتے تھے
آپ کے پاس خدائے عزیز کی طرف سے وحی آتی تھی۔ جبریل روح الامین آپ کے ہوتے ہوئے
ہمارے گھر میں آتے تھے، افسوس وہ بھی غائب ہو گئے اور اب ہر طرح کی خبریں پوشیدہ ہو گئیں
کاشش! آپ کی وفات اور پردہ میں چھپ جانے سے پہلے مجھ کو موت آگئی ہوتی۔ آہ، ہم
پر ایسی مصیبت پڑی جو آج تک کسی عجمی اور عربی پر نہیں پڑی۔ اللہ کی یہ زمین باوجود رحمت
کے ہم پر تنگ ہو گئی ہے۔

بابا! آپ کے دونوں لولے آپ کے غم میں نڈھال ہیں اور مجھ پر بڑا رنج و غم
طاری ہے۔ خدا کی قسم، آپ سارے زمانے سے افضل و بہتر تھے اور جس جگہ صدق و کذب
موجود ہوں ایسے ماحول میں آپ سب سے بڑے صادق تھے۔ اب جب تک ہماری آنکھیں باقی
ہیں ہم آپ پر رونا کریں گے۔

عمر بن دینار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ
نے فرمایا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت فاطمہ زہرا جب تک زندہ رہیں
کسی نے ان کو سنہنے ہوئے نہ دیکھا۔

④ = حضرت بلالؓ سے اذان کی فرمائش

کتاب من لایحضرہ الفقیہ کے

"باب الاذان" میں مرقوم ہے کہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، بلال نے اذان کہنی ترک کر دی اور کہا کہ میں آنحضرت کے بعد اب کسی کے لیے اذان نہیں کہوں گا۔

ایک روز جناب فاطمہ زہرا نے فرمایا، میرا جی چاہتا ہے کہ میں اپنے بابا کے مؤذن کی اذان سنتوں۔

اس کی اطلاع حضرت بلال کو ملی تو جناب فاطمہ زہرا کی خاطر گلہ سہ اذان پر پہنچے اور اذان شروع کی۔ جونہی حضرت بلال نے اللہ اکبر کہا، شہزادی کو بابا کا زمانہ یاد آ گیا بیقرار ہو کر رونے لگیں۔ اذان کہتے کہتے جب حضرت بلال نے اشهد ان محمد رسول اللہ کہا تو جناب فاطمہ زہرا نے ایک چیخ ماری اور غش کھا کر گر پڑیں۔ لوگوں نے بڑھ کر بلال سے کہا اب کس کے لیے اذان کہتے ہو، دختر رسول کا لوا انتقال ہو گیا۔

بلال نے اذان موقوف کر دی۔ جب آپ کو ہوش آیا اور پتہ چلا کہ بلال نے اذان موقوف کر دی ہے تو کہلا یا کہ:

بلال سے کہو، کہ اذان کو مکمل کریں۔

بلال نے عرض کیا، دختر رسول! مجھے آپ کی موت کا خوف ہے اس لیے اب مجھے معاف فرمائیں۔ (اب میں اذان نہ کہوں گا)۔

(من لا یحضرہ الفقیہ باب الاذان)

شیوخ اہل مدینہ کی التجا

جناب فضہ کا بیان ہے کہ اس کے بعد حضرت فاطمہ زہرا اپنے گھر واپس آئیں اور شب و روز مصروفِ گریہ و زاری رہیں، ان کی آپس رکتی تھیں، نہ آنسو تھکتے تھے۔ بالآخر شیوخ اہل مدینہ حضرت امیر المومنین کے خدمت میں آئے اور عرض کیا:

اے ابوالحسن! فاطمہ دن رات گریہ کرتی رہتی ہیں جس کی وجہ سے نہ تو ہم رات کو چین سے سو سکتے ہیں اور نہ دن میں اپنے کام کا جی ہی کر سکتے ہیں۔ لہذا آپ ان سے ہماری جانب سے یہ التجا کریں کہ وہ یا تو دن کو رو یا کرس یا رات میں گریہ کر لیا کریں۔

یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام جناب فاطمہ زہرا کے پاس آئے اور شیوخ سے کہا پیغام ان تک پہنچایا۔

آپ نے کہا اے ابوالحسن! آپ ان لوگوں سے فرمادیں کہ فاطمہ اب تم لوگوں کے درمیان زیادہ دنوں تک زندہ نہ رہے گی۔ لہذا اپنے جیتے جی وہ گریہ و زاری ترک نہ کریں گی۔

اسی طرح شب دروز اپنے بابا کی جدائی میں گریہ و زاری کرتی رہے گی تا اس تک کہ اپنے بابا سے ملاقات کے لیے حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، بنت رسول! جو تمہارا جی چاہے کرو تمہیں کوئی روئے سے روک نہیں سکتا۔

اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے جناب فاطمہ زہرا کے لیے مدینہ سے باہر بقیع میں ایک حجرہ بنوادیجا جس کو بیت المحزن کہتے ہیں چنانچہ جناب فاطمہ زہرا کا اس کے بعد یہ دستور ہو گیا کہ صبح کے وقت حسن و حسین کو اپنے ساتھ لیکر حجت البقیع جاتیں اور دن بھر وہاں پر گریہ کرتیں، جب شام ہوتی تو حضرت امیر المومنین علیہ السلام انہیں جا کر لے آتے تھے

۸۔ جناب فاطمہ کا خطاب

امالی طوسی میں ابن عباس سے معانی الاخبار میں فاطمہ بنت الحسین سے اور اجتہاد طبرسی میں سوید بن غفلہ سے یہ روایت مرقوم ہے کہ جب حضرت فاطمہ زہرا مرض وفات میں مبتلا ہوئیں تو مہاجرین و انصار کی کچھ عورتیں آپ کی مزاج پرسی کے لیے حاضر ہوئیں اور انہوں نے بعد سلام عرض کیا، بنت رسول! آپ نے کس حال میں صبح کی، طبیعت کا کیا حال ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا: بخدا، میں نے اس حال میں صبح کی کہ اب تمہاری دنیا سے کرامت اور تمہارے مردوں سے نفرت ہو گئی۔ میں نے ان عتروں کو دانت لگانے سے پہلے ہی تھوک دیا (در بارہ ابن ابی تمافہ میں) تجربے کے بعد ان سے بیزار ہو چکی ہوں۔ اللہ بڑا کرے اس تلوار کا جو کند ہو چکی ہو اور اس نیزے کا پھٹ چکا ہو اور اس رتے کا جو فاسد ہو چکا کتنی بڑی عاقبت ان لوگوں نے اپنے لیے فراہم کر لی، ان پر اللہ کا غضب نازل ہو اور وہ ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہیں۔ لامحالہ پھر ہم نے بھی ان کی جہار ان کی گردن میں ڈال دی اور انہیں بالکل منتشر ہونے کے لیے چھوڑ دیا۔ اور ان کا لوجھ ان ہی کے کاڈھوں پر رکھ دیا، اب یہ ظالم قوم خواہ اپنے کان ٹاک کوٹائے، پاؤں ٹٹولے یا پیسے (دودھ) دی جائے، ہم بری الذمہ ہیں۔ مگر ان پر افسوس ہوتا ہے کہ یہ لوگ رسالت کی بلند چوٹیوں اور نبوت کی مضبوط چہار دیواریوں نیز منزل وحی والہام اور امور دین و دنیا کے ماہر سے اس امر خلافت کو ہٹا کر کہاں لے گئے۔ وہ آگاہ ہوں کہ اس میں ان کا کھلا گھانا ہے اور خدا کی قسم یہ استقام ابوالحسن سے اس لیے لیا گیا ہے کہ ان کی تلوار نے ان لوگوں کے غلبے بگاڑ دیے تھے، انہوں نے ان لوگوں کو کھپ ڈالا تھا، ان کی جنگ ان لوگوں کے لیے عذاب بن گئی تھی وہ خدا کی راہ میں بالکل شیریں جاتے تھے۔

واللہ وہ لجام جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوالحسن کے سپرد کر کے گئے تھے اگر یہ لوگ چھین چھپتے نہ کرتے تو یقیناً ابوالحسن اس کو اپنے ہاتھ میں رکھتے اور ایک ایسی معتدل رفتار سے سب کو لیکر چلتے کہ نہ تو سواری کی ناک نکلیں سے زخمی ہوتی اور نہ سوار کو کوئی تکلیف و زحمت پہنچتی۔ وہ ان سب کو ایک وسیع و عریض، پانی کے صاف و شفاف اور ابلے ہوئے چٹھے پر پہنچا دیتے کہ جس کے دونوں کنارے پانی سے لبریز ہو کر چھلکنے لگتے، انھیں ظاہر و پوشیدہ ہر طرح نصیحت کرتے، خود دولت اکٹھی نہ کر لیتے، دنیا نہ بٹور لیتے، بس پیاس بجھالیتے اور بھوک مٹالیتے۔ پھر لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ زاہد کون ہے اور حریص کون، صادق کون ہے، اور کاذب کون؟ واقعاً اگر اس آبادی دئے ایمانداری سے کام لیتے، تقویٰ اختیار کرتے تو آسمان زمین سے اُن کے لیے برکتوں کے دروازے کھل جاتے۔ مگر ان لوگوں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا، اور اب وہ جو کچھ کر رہے ہیں، اس کا ان سے مواخذہ ہو گا۔ ان میں سے جن لوگوں نے ظلم کیا ہے وہ اپنے گناہوں کی سزا پائیں گے۔ وہ اللہ کو عاجز و مجبور نہیں کر سکتے اچھا سنو! جب تک تم زندہ ہو دیکھنا کہ زمانہ تم کو کیا کیا عجائبات دکھاتا ہے، اور اگر اس پر تمہیں حیرت نہ ہو تو لوگوں کی باتوں پر حیرت کرنا۔ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ ان لوگوں نے کس دلیل و سند پر بھروسہ کیا، کس ستون پر اعتماد کیا، کس رسی کو بکڑا اور کس کی ذریت کے خلاف اقدام کر کے ان پر حاوی ہو گئے۔ کتنا بڑا ہے ان کا مدگار، کتنا بڑا ہے ان کا ساتھی اور کتنا بڑا ہے وہ بدلہ جو ظالموں کو ملے گا؟ ان لوگوں نے خدا کی قسم، راہبر کے بدلے راہرو کو اور قائد کے بدلے پیرو کو لے لیا، پھر قوم کے علی الرغم، یہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ انھوں نے بڑا اچھا کام کیا ہے۔ وہ آگاہ ہوں کہ وہی لوگ فساد برپا کرنے والے ہیں، مگر ان کو محسوس نہیں ہوتا۔ افسوس، وہ شخص جو لوگوں کو نیکی کی طرف ہدایت کرتا ہے وہ اتباع کے لائق ہے، یا وہ شخص جو خود ہدایت نہیں پاتا، جب تک اس کو ہدایت نہ دی جائے آخر یہ تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے، تم لوگ کیا فیصلہ کرتے ہو؟

میں قسم کھا کر کہتی ہوں کہ یہ (خلافت کی ادنیٰ) تو حاظر ہو ہی چکی ہے اب اتنا ظہور کہ اس کے لطن سے بچہ پیدا ہو جائے اور اس کے تھن دودھ سے بھر لو پو جائیں، پھر دیکھنا کہ اس کے تھنوں سے دودھ کے بجائے خون تازہ اور زہر بڑا ہل کی دھاریں پھوٹ نکلیں گی۔ یہ وہ وقت ہو گا جب غلط کارگھانا اٹھائیں گے اور بعد میں آنے والے اگلے جانے والوں کے عمل کا پھل چکھیں گے آج تم اس فتنہ پر دل کھول کر خوش ہو لیکن یاد رکھو کہ وہ وقت آنے والا ہے جب ظلم و استبداد کی آندھیاں چلنے لگیں گی تم کی تلواریں لوگوں کے سروں پر منڈلا رہی ہوں گی، ہر طرف بد امنی کا دور دورہ ہو گا، تمہارے اموال ناحق چھینے جائیں گے، تمہارے سرخی کھیتوں کی طرح کاٹ

ڈالے جائیں گے۔ ہلے افسوس! اس وقت تمہاری حالت پر۔ اس وقت تو تم ان آندھ روٹنا ہونے والے واقعات سے تاریکی میں ہو مگر تم بھی زبردستی تم کو راہ راست پر نہیں لگا سکتے۔ کتاب احتجاج میں بھی سوید بن غفلہ سے کم و بیش ہی خطبہ مرقوم ہے۔ اس کے بعد سوید کا یہ بیان ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا کی یہ تقریر سن کر غور میں واپس ہوئیں تو انھوں نے اپنے مردوں کو سنا لیا۔ چنانچہ چند سربراہ اور وہ مہاجرین و انصار آپ کی ڈیوڑھی پر گئے اور حضرت خواہ ہوئے۔

انھوں نے کہا، سیدہ زنان عالم! اگر اس تقریری خلافت اور ہماری بیعت سے پہلے ابوالحسن نے اس کا تذکرہ ہم لوگوں سے کیا ہوتا تو ہم انھیں چھوڑ کر کسی اور کو خلیفہ مقرر نہ کرتے۔

جناب سیدہ نے فرمایا: اب جاؤ، تمہیں جو کرنا تھا کر چکے، اب اس تقصیر کے بعد عذر و سماجت یا رزے کوئی فائدہ نہیں۔ (احتجاج طبری)

- شیخ صدوق علیہ الرحمہ کتاب التقیفہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔
- امالی شیخ مفید میں بھی فقرات کے کم و بیش کے ساتھ ابن عباس سے جناب فاطمہ زہرا کا یہی خطبہ منقول ہے۔
- صاحب کشف الغتہ نے بھی یہ روایت تحریر کی ہے۔
- ابن ابی الحدید معتزلی نے بھی شرح بیح البلاغہ میں یہ روایت نقل کی ہے۔

⑨ = وقت احتضار کا حال

عبداللہ بن حسن نے اپنے پدیریزد گوارے اور انھوں نے اُن کے جد نامہ دار سے روایت کی ہے کہ آپ نے بیان کیا کہ جب جناب فاطمہ زہرا کا وقت احتضار آیا تو آپ نے ایک طرف غور سے دیکھا اور فرمایا:

سلام ہو جبریل پر سلام ہو رسول اللہ پر۔ پروردگار! میں تیرے رسول کے پاس آرہی ہوں، تیری رضا تیرے جوار اور تیرے اس گھر کی طرف آرہی ہوں جو دارالسلام ہے اس کے بعد آپ نے وہاں پر موجود لوگوں سے کہا، بتلو، تم لوگ بھی وہ دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہی ہوں۔

پاس والوں نے پوچھا، بتائیے آپ کیا دیکھ رہی ہیں؟
آپ نے فرمایا میں دیکھ رہی ہوں کہ آسمان سے فرشتوں کی صفیں اتر رہی ہیں۔

یہ جبریل ہیں، یہ میرے بابا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، جو فرما رہے ہیں: بیٹی! میرے پاس آ جاؤ، تمہارے لیے یہاں جو کچھ بھی ہے وہ دنیا سے بہتر ہے۔

• زید بن علی سے روایت ہے کہ جب حضرت فاطمہ زہرا کا وقت احتضار آیا تو آپ نے جبریل امین اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا، پھر ملک الموت کو سلام کیا، اور جو آپ کے قریب تھے انہوں نے فرشتوں کی آہٹ محسوس کی اور وہاں بہترین قسم کی خوشبو پھیل گئی۔

• حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ روایت ہے کہ بعد وفات رسول جناب فاطمہ زہرا صرف چھ ماہ زندہ رہیں۔

• نیز حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے یہ روایت بھی ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا پندرہ دن بیمار رہ کر انتقال فرمائیں۔

• حضرت جعفر بن محمد علیہ السلام سے روایت ہے: آپ نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ زہرا کے دفن کے وقت مندرجہ ذیل افراد موجود تھے۔

سلمان فارسی، مقداد بن اسود، ابوذر غفاری، ابن مسعود، عباس بن عبدالمطلب، زبیر بن العوام۔

• حضرت ابو جعفر علیہ السلام نے اپنے آباؤ کے کرام سے روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا بنت رسول بعد وفات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھ ماہ زندہ رہیں۔ اور اس عرصہ میں آپ کو کبھی ہنسنے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

• آپ ہی سے یہ روایت بھی ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا کو سات پارچوں کا کفن دیا گیا۔

• سعد بن ظریف نے حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب فاطمہ زہرا کو کفن فرمایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے پچاس دن بعد بیمار پڑیں اور سمجھ گئیں کہ یہ فرشتوں کی موت ہے۔ تو آپ نے حضرت علی علیہ السلام کو بلایا ان کو چند امور سپرد کیے، ان سے وصیت کی۔ حضرت علی علیہ السلام جزیع و فزیع کرتے جاتے اور ان کی ہر بات پر عمل کرنے کا اقرار فرماتے جاتے تھے چنانچہ انہوں نے کہا:

”اے ابوالحسن! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خبر دی ہے کہ میں اہلبیت میں سب سے پہلے آنجناب سے ملحق ہوں گی اور جو کچھ آپ نے فرمایا ہے وہی ہوگا۔ لہذا حکم خدا پر صبر کیجیے گا اور قضاۃ الہی پر راضی رہیے گا۔“

پھر انہوں نے آپ سے اپنے غسل و کفن اور شب کے وقت دفن کرنے کی وصیت کی۔

اور حضرت علی علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ پھر انہوں نے آپ سے ترکہ اور صدقات کے بارے میں وصیت کی۔ چنانچہ جب جناب امیر المومنین علیہ السلام جناب فاطمہ زہرا کے دفن وغیرہ سے فارغ ہوئے تو دو آدمی آپ سے ملے۔

انہوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟

آپ نے فرمایا: فاطمہ زہرا کی یہی وصیت تھی۔ (مصباح الانوار)

• ایک دن حضرت امیر المومنین علیہ السلام نماز ظہر پڑھ کر گھر کی طرف جا رہے تھے کہ آپ نے دیکھا کہ تیز روٹی بیٹھی چلی آرہی ہیں۔

آپ نے پوچھا: کیا بات ہے، کیوں رو رہی ہو؟

انہوں نے عرض کیا: یا امیر المومنین! جناب فاطمہ زہرا سیدہ عالمیاں کی شہر لیجیے ان کی حالت بہت نازک ہے مشکل کہ آپ جائیں تو ان کو زندہ پائیں۔

یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام تیزی کے ساتھ گھر کی طرف چلے۔ جب دروازے کے اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ آپ اپنے فرشِ خواب پر جو ایک مصرکی چادر پر مشتمل تھا لیٹی ہوئی ہیں اور کرب و بے چینی کی وجہ سے کبھی دامن ہاتھ سمیٹ لیتی ہیں، بایاں پھیلا دیتی ہیں اور بھی آپ بایاں ہاتھ سمیٹ کر دامن پھیلا دیتی ہیں۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے یہ دیکھتے ہی اپنے سر مبارک سے عمامہ اور اپنے دوش سے چادر اتار دی اور آگے بڑھ کر انکا سر اقدس اپنی آغوش میں لے لیا اور کہا: اے زہرا!

انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ آپ نے پھر پکارا: اے بنت محمد مصطفیٰ!

انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ آپ نے پھر کہا: اے اُس کریم کی بیٹی! جو زکوٰۃ کا مال اپنی عبا کے دامن میں ڈال کر فقراء کے گھروں میں پہنچایا کرتا تھا۔

پھر بھی آپ نے کوئی جواب نہ دیا: آپ نے پھر آواز دی اور کہا: اے اُس نبی کی بیٹی! جس کے پیچھے آسمان کے فرشتوں نے دو دو کر کے نماز پڑھی۔

مگر کوئی جواب نہ پایا۔ پھر حضرت علی علیہ السلام نے کہا: اے فاطمہ زہرا! مجھ سے بات کرو میں (نبی کا) ابن عم علی ابن ابی طالب ہوں۔

(حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ) اس آواز پر فاطمہ زہرا نے آنکھیں کھول دیں اور میرے چہرے پر نظر ڈال کر رونے لگیں۔ میں بھی رونے لگا۔

پھر حضرت علی علیہ السلام نے پوچھا: اے فاطمہ زہرا! آپ اس وقت کیا محسوس کرتی ہیں؟

میں علی ابن ابی طالب ہوں۔

جناب فاطمہ زہراؑ نے کہا، یا علی! میں اس وقت اپنے سامنے موت کو دیکھ رہی ہوں جس کے بغیر چارہ ہی نہیں ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ میرے بعد آپ بغیر شادی کیے نہ رہ سکیں گے لہذا، اگر آپ میرے بعد کسی عورت سے شادی کریں تو ایک روز اس کے پاس گذاریں اور دوسرا میرے بچوں (حسن و حسین) کے پاس بسر کریں۔ اور ان دونوں کو کبھی نہ ڈرائیں، کیونکہ وہ میرے یتیم و غریب اور شکستہ خاطر ہو جائیں گے۔ ابھی تو انھوں نے اپنے جد کی جدائی کا غم اٹھایا ہے اور آج یہ میرا غم دیکھیں گے۔ خدا اس امت کو ہلاک کرے جو ان کو قتل کرے گی اور ان دن ہو جائے گا اس کے بعد آپ نے چند اشعار پڑھے جن کا خلاصہ یہ ہے:

”یا علی! اگر آپ رونا چاہیں تو میرے حال پر دل کھولیں کیونکہ اب جدائی کا وقت آپہنچا ہے۔ اے میرے ہم! ذرا بچوں سے خبردار رہیے گا یہ مجھ سے بہت مانوس ہیں میرے حال پر روئیے اور میرے یتیموں کے حال پر روئیے اور کربلا کے شہید کو نہ بھولیے گا۔ یہ بچے اب مجھ سے جدا ہو رہے ہیں۔ یہ یتیم و حیران ہو جائیں گے کیونکہ بخدا جدائی کا دن آپہنچا۔“

حضرت علیؑ نے فرمایا، بنتِ رسول! تمہیں یہ خبر کہاں سے مل گئی جبکہ اب ہمارے گھر میں وحی بھی نازل نہیں ہوتی؟

جناب فاطمہ زہراؑ نے کہا، اے ابوالحسن! ابھی ابھی میری آنکھ لگ گئی تھی میں نے اپنے پیارے، اپنے چاہنے والے بابا کو خواب میں دیکھا کہ آپ ایک سفید موتی کے قصر میں تشریف فرما ہیں آپ نے جو ہنسی مجھے دیکھا تو آواز دی، بیٹی فاطمہ! ادھر میرے پاس آؤ، میں تمہارا امتناق ہوں۔ میں نے عرض کیا، بابا، میرا امتناق تو آپ سے بھی زیادہ ہے۔

آپ نے فرمایا، اچھا تو پھر آج شب تم میرے پاس آ جاؤ گی۔ یا علی! میرے بابا کا قول سچا ہوتا ہے۔ لہذا جب آپ سورہ لیس کی تلاوت کر چکیں تو سمجھ لیں کہ میں نے انتقال کیا۔ پھر مجھ کو اپنے ہاتھ سے غسل دیں لیکن میرے کپڑے الگ نہ کریں کیونکہ میں پاک و پاکیزہ ہوں، اور آپ کے ساتھ میرے قریب ترین اترتہ میری نماز جنازہ میں شریک ہوں اور رات کے وقت مجھے دفن کریں۔ ان باتوں کی مجھ کو میرے بابا نے خبر دی ہے۔

حضرت علیؑ نے فرماتے ہیں قسم بخدا جیسا فاطمہ نے کہا تھا ویسا ہی میں نے عمل کیا، اور ان کو ان کے پیرا بن ہی میں غسل دیا۔ ان کے جسم سے کپڑے الگ نہیں کیے کیونکہ اللہ اور مبارک و پاک و پاکیزہ تمہیں۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی ماندہ حنوط سے ان کو حنوط دیا، لیکن پہنایا جب رول سے منہ ڈھانپنے لگا تو میں نے آواز دی، اے ام کلثوم! اے زہرا!

اے فاطمہ! اے حسن! اے حسین! آؤ اور اپنی ماں کا آخری دیدار کر لو، کیونکہ اب ان سے قیامت کے روز ہی ملاقات ہوگی۔

یہ سن کر حسن و حسین یہ کہتے ہوئے دوڑے، ہائے افسوس، ابھی تو ہم نانا کا غم بھی نہ بھولے تھے کہ مادرِ گرامی بھی ہم سے جدا ہو گئیں۔ اے مادرِ گرامی! جب آپ نانا کی خدمت میں پہنچیں تو ہم سب کا سلام پہنچادیں اور عرض کریں، کہ اے نانا جان! ہم آپ کے بعد تم ہو گئے۔

جناب امیر المؤمنین علیؑ سلام فرماتے ہیں کہ خدا گواہ ہے کہ جب حسینؑ نے یہ کلمات کہے تو فاطمہ زہراؑ کے کراہنے کی آواز آئی اور انھوں نے اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر دونوں شہزادوں کو اپنے سینے سے لٹالیا۔ اتنے میں ہاتھ غیبی کی آواز آئی اے ابوالحسن! ان بچوں کو اٹھا لیجیے کیونکہ ان کے رونے سے آسمان کے فرشتے رورہے ہیں اور حبیبِ خدا کو اپنی پیاری دختر کی ملاقات کا اشتیاق ہے۔

حضرت علیؑ سلام فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میں نے دونوں بچوں کو ان کی ماں کے سینے سے جدا کیا اور ردا کی گرہوں کو باندھ دیا اور یہ اشعار پڑھنے لگا:

زجر اشعار: ”اے فاطمہ! تمہاری مفارقت میرے لیے سب سے بڑی مصیبت ہے اب میں جب تک زندہ رہوں گا آنسو بہاتا رہوں گا اپنی اس بہم کے لیے جو عالم بالا کے سفرِ حجاز گئی۔ اے آنکھ! تو آنسوؤں سے میری مدد کر کیونکہ میرا حزن دائمی ہے میں ہمیشہ اپنے بہم کے لیے گریہ کرتا رہوں گا۔“

اس کے بعد حضرت امیر المؤمنین علیؑ سلام جناب فاطمہ زہراؑ کی میت کو لے کر مسجدِ رسولؐ میں آئے اور قبرِ رسولؐ کے سامنے رکھ کر پکارے:

”اے رسول اللہ! آپ پر میرا سلام ہو اے حبیبِ خدا! آپ پر میرا سلام ہو اے نورِ خدا آپ پر میرا سلام ہو اے خدا کے منتخب! آپ پر میرا سلام ہو، میری طرف سے مسلسل سلام آپ کے دونوں فرزندوں کی طرف سے اور آپ کی اس پارہ جگر کی طرف سے بھی سلام ہو، جو آج آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہی ہے۔ افسوس، وہ امانت (حلدی) واپس لے لی گئی، افسوس، رسول مقبول اور فاطمہ زہراؑ کی جدائی سے میری آنکھوں کے سامنے دنیا اندھیر ہو گئی۔ اس کے بعد آپ جنازے کو لے کر روضہ رسولؐ سے باہر نکلے اور اپنے اہلبیت و اصحاب خاص و دوستوں اور چند صحابہ جن و انصار کے ساتھ آپ نے نماز جنازہ پڑھی جب آپ فاطمہ زہراؑ کی میت کو قبر میں آمار چکے تو یہ مرتبہ پڑھا:

”جیسے دیکھ رہا ہوں کہ میں دنیا کے مصائب میں گھرا ہوا ہوں، اور اب تو یہ (یعنی میں)

اپنی موت تک علیل اور مصیبت میں مبتلا ہی رہے گا۔ جب بھی دو دوست آپس میں
میں گے تو ان کا انجام جدائی کے سوا کچھ نہیں یا رسول اللہ فاطمہ زہرا کو کھودینا
اس امر کی دلیل ہے کہ کوئی دوست باقی نہ رہے گا۔“

۱۰۔ آپ کی جائے قبر کا تعین

مناقب ابن شہر آشوب میں ہے کہ :
شیخ ابو جعفر طوسی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ زیادہ صاحب یہ ہے کہ آپ اپنے ہی مکان میں دفن ہوئیں
یا پھر روضہ رسول میں دفن ہوئیں۔ اور اس کی تائید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول سے
ہوتی ہے کہ آپ نے فرمایا:

”و ان بین قبری و منبری روضة من ریاض الجنة“

یعنی ”(بیشک) میری قبر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے“
صحیح بخاری میں منبری کے بجائے بیعتی ہے۔ یہی موطاء حلیۃ الاولیاء
ترمذی، اور سنن احمد بن حنبل میں بھی ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
”ترعة من ترع الجنة“ مگر اس کے معنی بھی یہی ہیں۔ اور کہا گیا ہے کہ روضہ
کی حد قبر رسول سے منبر کے درمیان کی وہ زمین ہے جو صحن شریف کے ساتھ والے ستونوں تک چلی گئی ہے۔
محمد بن ابی نصر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے قبر حضرت
فاطمہ زہرا کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ معقلہ اپنے گھر میں دفن ہوئیں، لیکن جب تک آئینہ
نے مسجد میں توسیع کی تو قبر بھی مسجد سے متصل ہو گئی۔

یزید بن عبدالملک نے اپنے جد سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت فاطمہ زہرا
سلام اللہ علیہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے خود سلام کی ابتداء کی اور پوچھا: کیسے آنا ہوا؟
میں نے عرض کیا: برکت حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔

جناب فاطمہ زہرا نے فرمایا کہ: میرے پیر بزرگوار (جو سلم نے قبر میں موجود ہیں)
نے ارشاد فرمایا کہ: جس شخص نے ان پر یا مجھ پر تین دن مسلسل سلام کیا، اللہ تعالیٰ اس پر رحمت
واجب کر دیتا ہے۔

راوی کہتا ہے: میں نے عرض کیا: کیا آپ کی اور ان کی حیات میں؟

آپ نے فرمایا: ہاں! اور ہمارے مرنے کے بعد بھی۔ (مناقب ابن شہر آشوب)

۱۱۔ جناب فاطمہ زہرا کی وصیتیں

کتاب روضۃ الواعظین میں مرقوم ہے۔

کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سخت بیمار ہوئیں اور چالیس روز تک اس مرض میں مبتلا
رہ کر آپ نے وفات پائی۔ جب آپ کو علم ہوا کہ اب وفات قریب ہے تو ام ایمن اور اسماء بنت عمار
کو بلا لیا اور حضرت علی علیہ السلام کو بھی بلانے کے لیے کسی کو بھیجا۔

جب آپ تشریف لائے تو فرمایا: اے (میرے باپا کے) ابن عم! مجھ کو میری وفات
کی خبر دی گئی ہے اور اب میں اپنے اندر کوئی تکلیف محسوس نہیں کرتی، خیال ہے کہ اب میں اپنے باپ سے
ملتی ہونے والی ہوں، اس لیے میں ان چند امور کی وصیت کرنا چاہتی ہوں جو میرے دل میں ہیں۔
حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: بنت رسول! جو وصیت آپ کرنا چاہتی ہیں کریں۔

یہ فرما کر آپ ان کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگیں اور سب کو حجرہ سے باہر چلے جانے کی حکم دیا
حضرت فاطمہ زہرا نے عرض کیا: اے ابوالحسن! جب سے آپ کا اور میرا ساتھ ہوا ہے
آپ نے مجھ کو جھوٹ بولتے یا خیانت کرتے نہیں پایا، اور نہ کبھی میں نے آپ کے حکم کے خلاف کوئی کام
کیا، کہ جو آپ کو ناگوار ہوا ہو۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: معاذ اللہ! بھلا یہ ہو بھی کیسے سکتا تھا، کیونکہ تم میں
معرفة الہی، تقویٰ، نیکیاں اور خوف خدا سب سے زیادہ ہے۔ بھلا ان اوصاف حمیدہ کے ہوتے
ہوئے شوہر کی حکم عدول کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، یہی وجہ ہے کہ میں نے آپ کو کسی موقع پر تنبیہ بھی
نہیں کی۔ میرے لیے آپ کی جدائی بہت شاق ہے لیکن یہ ایسا امر ہے جو لا بدی ہے۔ خدا کی قسم،
آپ کی وفات کے تصور نے میرے لیے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عم کو تازہ کر دیا:
انا لله وانا الیہ راجعون۔ ہائے افسوس! یہ کتنی عظیم مصیبت ہے اور ایسی عظیم کہ
اس کو برداشت کرنا بہت مشکل ہے۔

یہ فرما کر حضرت علی علیہ السلام اور جناب فاطمہ زہرا دونوں دیر تک روتے
رہے۔ اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے جناب فاطمہ زہرا کا سر اپنے سینہ مبارک سے لگا لیا،
اور سر مایا، دختر رسول! جو چاہو وصیت کرو۔ میں انشاء اللہ اس کو دل و جان سے پورا کروں گا
اور اپنے ہر کام پر اس کو ترجیح دوں گا۔

جناب فاطمہ زہرا نے کہا: جزاك الله خير الجزاء، خدا آپ کو میری جانب
سے اس کی بہتر جزا دے۔ اے رسول! کے ابن عم! پہلے وصیت میری یہ ہے کہ: آپ میرے

بعد امام سے شادی کریں، کیونکہ وہ میرے بچوں کے لیے میری ہی طرح ہے۔ یہ اس لیے کہہ رہی ہوں کہ مرد کو بغیر زوجہ چارہ کار نہیں ہے۔

میری دوسری وصیت یہ ہے کہ میری میت تابوت میں رکھ کر اٹھائی جائے جس میں مجھے ملائکہ نے بنا کر دکھایا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا مجھے بتاؤ وہ کیسا تابوت بنا کر دکھایا تھا۔

جناب فاطمہ زہرا نے اس کی پوری شکل و کیفیت بیان کی اور حضرت علی کی تابوت بناتے رہے۔ اور بیروت اسی تابوت میں ان کی میت رکھ کر اٹھائی۔ اس سے قبل کوئی جنازہ نہ اس طرح سے اٹھایا گیا، نہ اس طرح کا تابوت کسی نے دیکھا تھا۔

اس کے بعد فرمایا، میری تمہری وصیت یہ ہے کہ میرے جنازے پر وہ لوگ نہ آئیں جنہوں نے مجھ پر ظلم کیا ہے، میرا حق چھینا ہے۔ یہ لوگ میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دشمن ہیں۔ لہذا ان کو اور ان کے متبعین کو میری نماز جنازہ بھی نہ پڑھنے دیجیے گا۔

چوتھی وصیت یہ ہے کہ جب لوگ رات کو سو جائیں اور رات کا زیادہ حصہ گزر چلا اس وقت مجھ کو دفن کیجیے گا۔

کشف الغمہ میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک صندوق سے ایک کتاب نکالی اس کو پڑھا، اس میں جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی وصیت درج تھی۔ اس وصیت نامے میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد درج تھا

”یہ وہ انور بنی جن کی وصیت فاطمہ بنت محمد کرتی ہے۔ وصیت یہ ہے کہ ان کے سات باغ علی کے لیے ہیں۔ پھر ان کا انتقال ہو جائے تو حن کے لیے، ان کے انتقال کے بعد حن کے لیے اور ان کے انتقال کے بعد اس املاک کا حقدار وہ ہوگا جو میری اولاد میں سب سے بڑا ہوگا۔“

اس پر گواہ ہوئے مقداد اور زبیر بن العوام اور کاتب علی ابن ابی طالب ہیں۔

اسامہ بنت عیس کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا نے مجھ سے وصیت کی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو مجھے غسل سوار تمہارے اور علی کے کوئی دوسرا نہ دے، اس بنا پر میری نے اور علی ابن ابی طالب نے ان کو غسل دیا۔

داؤد کا بیان ہے کہ جب رات کا ایک حصہ گزر گیا اور لوگوں کی آنکھیں بند ہو گئیں تو حضرت علی علیہ السلام، امام حسن و امام حسین و عمار و مقداد و عقیل و زبیر و ابوذر و سلمان اور بریدہ دوسرے نبی ہاشم کے ساتھ جنازے کو لیکر باہر آئے اور پورے شب میں ان کو دفن کیا۔ پھر حضرت علی علیہ السلام نے ان کی قبر کے اطراف چند نقلی قبریں بھی بنا دیں جن تعداد سات تھی تاکہ

اصل قبر کی شناخت نہ ہو سکے۔ بعض خصوصیتیں کا بیان ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے آپ کی قبر کو زمین کے بالکل برابر رکھا اور اس کے نشان کو بھی مٹا دیا تاکہ قبر کی شناخت نہ ہو سکے۔ (روضۃ الواعظین)

۱۲۔ بعد دفن فاطمہ زہرا سے خطاب

کافی میں حضرت ابو عبد اللہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی وفات ہو گئی اور حضرت علی علیہ السلام نے ان کو پوشتا تو اس کے بعد آپ اٹھے اور قبر رسول کی طرف رخ کر کے کہا ”یا رسول اللہ! آپ پر میرا سلام ہو، اور آپ سلام ہو آپ کی بیٹی، آپ کی زائرہ اور آپ کے بقیع مبارک میں زیر خاک سونے والی کی طرف۔“

آپ کے اہل بیت میں سے منتخب کر کے آپ کی خدمت میں پہنچا۔ یا رسول اللہ! آپ کی دختر کی جدائی پر صبر میں ہے اور سیدۃ نساء العالمین کے فراق میں میرا سکون و قرار کم ہو گیا ہے، مگر کیا کروں، مجب آں جدائی کا غم برداشت کرنا پڑا جو اس سے سچی بڑا غم تھا، تو پھر اس مصیبت پر کچھ نہ کچھ صبر آ رہا ہے۔ ہاتھوں سے قبر میں اتارا اور آپ کی روح اس حال میں نکلی، آپ میرے گلے اور سینے کے درمیان نیک فرمائے ہوئے تھے۔ ہاں، اللہ کی کتاب میں ایسے مواقع پر سے اچھی قبول کرنے والی ایک آیت ہے اور وہ یہ کہ انا لله وانا الیہ راجعون۔

پھر آپ نے فرمایا، افسوس میرے پاس رکھی چیز مجھ سے واپس لے لی گئی۔ میرے سپرد کی ہوئی امانت پٹھالی گئی۔ زہرا مجھ سے ایک بیک بہت جلد اور یکدم جدا ہو گئیں۔

یا رسول اللہ! اب یہ ہرے رنگ کا آسمان اور یہ مٹی کے رنگ کی زمین مجھے بیداری معلوم ہو رہی ہے، میرا حزن و طلال دائمی اور سردی ہو گیا ہے، اب میری راتیں جاگتے ہی کٹیں گی یہ غم میرے دل سے نہیں نکلے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو چھوڑے۔ میرا یہ رنگ و طلال لازوال ہے، میرا حزن و اندوہ پر ہیجان ہے۔ ہاں، کس قدر جلد ہم ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ بس میں اللہ سے فریاد کرتا ہوں۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا، یا رسول اللہ! بہت قریب آپ کی دختر آپ سے بیان کر رہی

کہ آپ کی کفایت نے ان پر کیا کیا ظلم و ستم ڈھائے ہیں، آپ ان سے خود ان کا حال پوچھ لیں اور خوب اچھی طرح دریافت کریں کیونکہ نہ معلوم کتنی اندوہناک باتیں ہیں جن کو وہ اس دنیا میں کسی سے بیان نہ کر سکیں اب وہ آپ سے بیان کریں گے۔ اور اب اس کا فیصلہ اللہ ہی کرے گا، وہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ اچھا، آپ دونوں پر میرا سلام ہو، رخصتی سلام۔ کسی دشمن کا سلام نہیں ہے اور نہ اس کا سلام ہے جو آپ پر سلام بھیجنے سے تھک گیا ہو۔ اب اگر میں یہاں سے واپس جاؤں تو اس لیے نہیں کہ تھک گیا ہوں، اور اگر میں یہیں بیٹھا رہوں تو اس لیے نہیں کہ مجھے اللہ کے ان وعدوں کے متعلق کچھ بدگمانی ہے جو اس نے اپنے صابریوں سے کیے ہیں، بلکہ مجھے یقین ہے کہ صبر کرنے میں زیادہ امن ہے اور صبر بہت مناسب ہے۔ ہاں، اگر ان لوگوں کا غلبہ نہ ہوتا جو اس وقت مشغول رہے، ہو گئے ہیں تو میں مرت العریبیں بیٹھا رہتا اور زن بسیر مردہ کی طرح فاطمہ زہرا کی قبر پر گریہ و زاری کرتا رہتا، اللہ تعالیٰ خود دیکھ رہا ہے کہ مجھے آپ کی بیٹی کو کون حالات کی وجہ سے خفیہ طور پر دفن کرنا پڑا، اور کس طرح فاطمہ سے ان کا حق اور ان کی میراث چھینی گئی، حالانکہ ابھی آپ کی وفات کو زیادہ عرصہ بھی نہیں گزرا تھا، نہ ابھی آپ کی یاد کہنہ ہوتی تھی۔

یا رسول اللہ! میں اللہ سے فریاد کرتا ہوں، اللہ ہی مجھے آپ کی جدائی پر صبر کی توفیق دے، آپ پر اور آپ کی بیٹی فاطمہ زہرا پر درود و سلام ہو۔ (کافی)

۱۳۳ = جعفر جامعہ اور مصحف فاطمہ کیا چیز ہے

ابو عبیدہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہمارے بعض اصحاب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جعفر کے متعلق دریافت کیا۔ کہ وہ کیا ہے؟

آپ نے فرمایا، وہ میل کی ایک کھال ہے جو علم سے ملبوس ہے۔

پھر پوچھا کہ اور جامعہ کیا ہے؟

آپ نے فرمایا، وہ ایک صحیفہ ہے جو چولے پر تھس رہے اس کا طول ستر ہاتھ ہے اور عرض اونٹ کی ران کے برابر ہے۔ اس پر ہر وہ بات لکھی ہوئی ہے جس کی لوگوں کو ضرورت ہوتی ہے۔ اس میں ہر مسئلے کا جواب ہے حتیٰ کہ اس میں ایک خراش کی دیت تک کا بیان موجود ہے۔

کسی نے پوچھا، اور مصحف فاطمہ کیا چیز ہے؟

یہ سن کر آپ تموڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا، سنو! بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پھر شہادت زندہ رہی، آپ کو اپنے بابا کی جدائی کا بھی لال تھا چنانچہ اس عرصہ میں جبریل امین آپ کے پاس آئے آپ کو تسلی دیتے اور یہ بھی بتاتے کہ اب آپ کے بابا کس مقام پر ہیں کسی یہ بتاتے کہ آپ کی مذہب کے ساتھ دنیا والے کیا سلوک کریں گے۔ اسی قسم کی تمام باتوں کو حضرت علیؑ لکھ لیا کرتے، اسی تحریر کا نام مصحف فاطمہ ہے (کافی)

۱۳۲ = نبش قبر کا ارادہ اور علیؑ کا جلال

حضرت علیؑ نے دفن فاطمہ زہرا کے بعد بھی قبر کو حیا کرنے کے لیے چالیس قبریں بقیع میں بنادیں۔ مسلمانوں کو جب آپ کی جلت کا پتہ جلا البقیع کے قبرستان میں آئے (تاکہ فاطمہ پر نہیں) مگر وہاں پہنچے تو انھوں نے چالیس نئی قبریں بنی ہوئی دیکھیں تو ان قبروں میں جناب فاطمہ کی قبر کا تعین نہ کر سکے تو بہت پریشان ہوئے اور ایک دوسرے کو طامت کرنے لگے کہ انتہائی افسوسناک بات ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی تو بیٹی چھوڑ گئے تھے وہ بیجاری انتقال کر گئی اور دفن بھی ہو گئی مگر تم لوگ نہ اس کی وفات کے وقت پہنچے اور نہ اس کی نماز جنازہ پڑھی، اب تمہیں یہ معلوم نہیں کہ اس کی قبر کس جا اور کونسی ہے؟

جب صاحبان اقتدار کو معلوم ہوا تو انھوں نے حکم دیا، یہ تمام قبریں کھود کر اصل قبر کا پتہ چلایا جائے، تاکہ ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔

جب اس کی اطلاع حضرت علیؑ کو ہوئی کہ ان لوگوں کے یہ عزائم ہیں تو آپ گھر سے اس عالم میں برآمد ہوئے کہ غصے سے آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں، گلے کی رگیں چھوٹی ہوئی تھیں اور آپ اپنی شہور زرد قیاسنے ہوئے تھے (جو آپ شدید مصائب کے وقت پہناتے تھے) اور ذوالفقار کو نیکے ہوئے جنت البقیع میں پہنچے۔

کسی نے ان لوگوں کو جا کر خبر پوچھا دی کہ علیؑ ابن ابی طالب غصے میں بھرے ہوئے آ رہے ہیں اور انھوں نے قسم کھائی ہے کہ اگر ان قبروں میں سے کسی ایک قبر کی کوئی ایک اینٹ بھسے ہٹائی گئی تو خون کی ندی بہا دوں گا۔

اتنے میں حضرت علیؑ کے عمر بن الخطاب کی ملاقات ہو گئی۔

انھوں نے کہا، ابوالحسن! تم ہمارا کیا بنا سکے ہو، خدا کی قسم ہم فاطمہ کی قبر کھود کر ان کی میت پر نماز پڑھیں گے۔

یہ سنتے ہی حضرت علیؑ نے آگے بڑھ کر ان کا گریبان پکڑ لیا اور انھیں

اٹھا کر زمین پر دے مارا اور فرمایا: یا ابن السواد! لما حق فقد شرکتہ

مخافة ان یرتد الناس عن دینہم واما قبر فاطمہ فالذی

نفس علیؑ یرتد عنہ لسنن رومیہ او اصحابک شیئاً من ظلمک لاسقینا

الارض من دما حکم فان شئت فاعرض يا فلان
ترجمہ : (اے حبشہ کے بچے میں نے اپنا حق اس لیے چھوڑ دیا کہ لوگ دین اسلام
سے مرتد نہ ہو جائیں، لیکن قبر فاطمہ کی طرف تو نے با تیرے ساتھیوں نے آنکھیں
اٹھا کر دیکھا تو میں تم لوگوں کے خون سے اس زمین کو سیخ دوں گا۔ اب اگر یہ چاہو
تو آگے قدم بڑھا کر دیکھو۔“

لئے میں حضرت ابو بکر درمیان میں آگے اور کہا اے ابوالحسن! تمہیں خدا اور
اس کے رسول کا واسطہ انھیں چھوڑ دو، ہمارا وعدہ ہے کہ اب ہم کوئی ایسی بات نہ کریں گے جو تمہارے
غصے کا سبب بنے۔

یہ سن کر آپ نے عمر ابن الخطاب کو چھوڑ دیا اور سب لوگ واپس ہو گئے۔

(دلائل الامات طبری)

۱۵ = باب فاطمہ کا جلایا جانا

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے
کتاب شمیم بن قریس میں یہ واقعہ اس طرح دیکھا ہے کہ سلمان اور عبداللہ ابن عباس کا
بیان ہے کہ جس دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحلت فرمائی، اسی دن (ابھی
آپ کو دفن بھی نہ کیا تھا) سوائے چند کے سب لوگوں نے بیعت توڑ دی اور مرتد ہو گئے، اور
مخالفت پر کمر بستہ نظر آنے لگے۔ اس وقت علی ابن ابی طالبؓ تہمت زدہ تھے اور رسولؐ میں مشغول تھے
پھر وہ اس کے بعد حسب وصیت رسولؐ قرآن مجید کی جمع و ترتیب میں مصروف ہو گئے، ان لوگوں
سے انھیں کوئی سروکار نہ تھا۔ ایک مشیر نے ابوبکر سے کہا کہ اب تمام لوگ تمہاری بیعت کر چکے ہیں
سوائے اس شخص (علی) کے۔ اور اس کے گھروالوں کے۔ لہذا اس کے پاس کسی کو بھیجو اور اسے
بھی بلاؤ۔

ابوبکر نے ان کے پاس قنفذ نامی ایک شخص کو بھیجا اور کہا اے قنفذ! تم علیؓ
کے پاس جاؤ اور کہو کہ چلو تمہیں خلیفہ رسولؐ طلب کرتے ہیں۔

قنفذ آپ کو بلانے کے لیے کئی بار آیا، مگر حضرت علیؓ سلام جانے سے
انکار کرتے رہے۔ ان کے انکار پر ابوبکر کے اس مشیر کو غصہ آیا اور اس نے خالد بن ولید اور
قنفذ کو حکم دیا کہ تم لوگ لکڑیاں اور آگ لے کر میرے ساتھ چلو۔

چنانچہ یہ سب لوگ آگ اور لکڑیاں لے ہوئے حضرت علیؓ سلام اور حضرت
فاطمہ زہرا کے دروازے پر پہنچے اس وقت حضرت فاطمہ زہرا اپنے دروازے کے پیچھے بیٹھی

ہوئی تھیں۔ آپ کے سر پر ٹی بن دھی ہوئی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے
غم میں بالکل لاغر و کمزور ہو رہی تھیں۔

وہ مشیر (عمر ابن الخطاب) آگے بڑھا اور اس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور آواز دی
اے علی! دروازہ کھولو۔

حضرت فاطمہ زہرا نے کہا اے عمر! ہیں اسی حال میں چھوڑ دے اس لیے کہ میں تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غم ہی بہت کافی ہے۔

عمر نے کہا، دروازہ کھول دو ورنہ میں تمہارے گھر میں آگ لگانے دیتا ہوں۔
حضرت فاطمہ زہرا نے فرمایا اے عمر! کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے اور میرے گھر میں
زبردستی داخل ہونا چاہتے ہو؟

اس پر عمر نے آگ اور لکڑیاں لیکر دروازے کو جلادیا اور دھکادے کر کھول لیا۔
جناب فاطمہ زہرا اس نے تمہیں انہوں نے فریاد کی:

اے بابا، یا رسول اللہ!

یہ سن کر عمر نے اپنی تلوار مع نیام کے جناب سیدہ کے پہلو پر ماری۔ انہوں نے
ایک چیخ ماری۔ پھر اس نے ان کے ہاتھ پر ضرب لگائی۔ جناب سیدہ پھر چیخنے لگیں اے بابا!
بیچوں کی آواز سن کر حضرت علی ابن ابی طالب فوراً دوڑے اور عمر کا گریبان پکڑ کر زور سے جھٹکا
دیا، جس کی تاب نہ لاکر وہ زمین پر گر گیا۔ آپ نے اس کی ناک اور گردن پر پھریں لگائیں اور اس کے
قتل کا ارادہ کیا، مگر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت یاد آئی کہ حضرت نے اس
موقع پر صبر کرنے کی تاکید فرمائی تھی۔

حضرت علیؓ سلام نے فرمایا، اے عمر ابن الخطاب! میں اس کی قسم کھا کر
کہتا ہوں جس نے حضرت محمدؐ کو نبی بنا کر عزت بخشی، اگر اللہ نے مجھ سے پہلے ہی سے عہد نہ لے لیا
ہوتا تو تم لوگ میرے گھر میں داخل ہی نہیں ہو سکتے تھے۔

اتنے میں عمر نے اپنے دوسرے ساتھیوں کی مدد سے حضرت علیؓ سلام کے
گھر میں رتی ڈال دی اور انھیں کھینچ کر باہر لے گئے۔ یہ دیکھ کر حضرت فاطمہ نے مدخلت کی
لیکن قنفذ نے آپ کو ایسا تازیانہ مارا جس کا نشان مرتے دم تک باقی رہا۔ جب آپ نے دروازہ
کے پیچھے پناہ لی تو اس نے دروازہ زور سے آپ کے اوپر دبا دیا جس سے آپ کی سپل ٹوٹ گئی اور
جو کپڑے آپ کے شکم میں تھا وہ ساقط ہو گیا۔ اس کے بعد آپ مسلسل بیمار رہیں یہاں تک کہ آپ نے
اسی عالم میں وفات پائی۔ اللہ اس شہیدہ پر ہمیشہ ہمیشہ اپنی رحمتیں نازل فرمائے لیکن اللہ تعالیٰ

۲۰۸
اس کے بعد روایت اور آگے بڑھی جس میں ان عظیم مصائب کا تذکرہ کیا گیا ہے جو اس کے بعد وقوع پذیر ہوئے۔

ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ پھر فاطمہ زہرا کو خبر ہوئی کہ ابوبکر نے فدک پر قبضہ کر لیا ہے۔ تو آپ نبی ہاشم کی عورتوں کے حلقے میں باہر نکلیں، ابوبکر کے پاس آئیں اور فرمایا: لے ابوبکر! کیا تم مجھ سے وہ زمین مجھے لینا چاہتے ہو، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دی تھی۔

یہ سن کر ابوبکر نے دوات طلب کی اور چاہا کہ اس زمین کو واپس کرنے کے لیے حکیمانہ صادر کریں، ملتے میں عمر بن خطاب آئے اور بولے:
اے خلیفہ رسول! آپ یہ دستاویز اس وقت تک نہ لکھیں جب تک فاطمہ اپنے دعوے کا ثبوت پیش نہ کریں۔

جناب فاطمہ زہرا نے فرمایا، علی اور ام ایمن اس کے گواہ ہیں۔
عمر نے کہا، ایک عجمی عورت جو اجمی طرح بات نہ کر سکتی ہو اس کی گواہی قبول نہیں اب رہے علی، تو وہ اپنے ہی مطلب کی بات کہیں گے۔

یہ سن کر جناب فاطمہ زہرا غصہ کے عالم میں واپس آگئیں اور آپ کا مرض بڑھ گیا۔
حضرت علی علیہ السلام کا معمول تھا کہ پانچوں وقت کی نماز مسجد میں پڑھا کرتے تھے، ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام جب نماز سے فارغ ہو چکے تو ابوبکر و عمر نے پوچھا:
رسول کی بیٹی کیسی ہیں؟ اور کہاٹے علی! ہمارے اور فاطمہ کے درمیان جو ناخوشگوار امور پیش آئے ہیں ان سے تم واقف ہو، اگر تم مناسب سمجھو تو ہمیں ان کے پاس لے چلو تاکہ ہم اپنی غلطیوں کی ان سے معافی طلب کریں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، تمہاری مرضی ہے۔
چنانچہ یہ دونوں، حضرت علی کے ہمراہ دروازہ فاطمہ پر پہنچے حضرت علی اندر گئے اور فرمایا:

اے سیدہ! فلاں و فلاں دروازے پر کھڑے ہیں تم کو سلام کرنا چاہتے ہیں تمہاری کیا رائے ہے؟ کیا انہیں اندر بلا لیا جائے؟
جناب فاطمہ زہرا نے فرمایاٹے علی! یہ گھر بھی آپ کا ہے اور میں بھی آپ کی زوجہ ہوں آپ کو ہر طرح کا اختیار ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، اچھا تم نقاب ڈال لو۔

۲۰۹
جناب سیدہ نے نقاب پہن لی اور دیوار کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئیں۔ تب وہ دونوں اندر داخل ہوئے اور سلام کرنے کے بعد بولے:

اے فاطمہ! آپ ہم سے راضی ہو جائیں، اللہ آپ سے راضی ہو۔
جناب سیدہ نے کہا، مجھے راضی کرنے اور اپنی غلطی پر ندامت کی کیا وجہ ہے کہ جس کی بنا پر تم دونوں میرے پاس آئے ہو؟
انہوں نے عرض کیا، واقعاً اب ہم اپنی غلطی پر نادم ہیں اور امید ہے کہ آپ اسے درگزر کریں گی۔

جناب فاطمہ زہرا نے فرمایا، اگر تم دونوں سچے ہو تو میں تم دونوں سے ایک بات پوچھتی ہوں سچ بتانا۔ اور میں وہی بات پوچھوں گی جس کے متعلق مجھے معلوم ہے کہ تم اسے جانتے ہو، اگر تم نے سچ بتا دیا تو میں تمہوں گی کہ تم لوگ یہاں سچی نیت سے آئے ہو۔
ان دونوں نے عرض کیا اچھا جو پوچھنا ہو پوچھیے۔

جناب فاطمہ زہرا نے فرمایا، میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتی ہوں کہ تم نے میرے پیڑ پڑ گوار کو یہ فرماتے ہوئے سُن ہے کہ: فاطمہ بضعة متنی فمن اذھا فقد اذانی (فاطمہ میرا ہی ایک ٹکڑا ہے جس نے اس کو اذیت دی، اُس نے مجھے اذیت پہنچائی)۔
دونوں نے اقرار کیا اور کہا، جی ہاں سنا ہے۔

یہ سن کر جناب فاطمہ زہرا نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور کہا
”اللهم انھما قد اذایانی فاننا اشکوھما الیک والی رسولک
لا والله لا ارضی منکمما ابدا حتی اتقی الی رسول اللہ“ (خدا یا تو گواہ رہتا کہ ان دونوں نے مجھے اذیت دی، میں ان دونوں کی شکایت تجھ سے اور تیرے رسول سے کرتی ہوں۔ لا والله، میں ان دونوں سے تا ابد راضی نہ ہوں گی یہاں تک کہ میں رسول اللہ سے ملاقات کروں۔) و اخیراً بما صنعتما فیکون ہوا لھا کفر فیکما۔ (اور تمہارا وہ سوک بیان کروں گی جو تم نے میرے ساتھ کیا ہے۔ پس اس وقت وہی تم دونوں کا فیصلہ کریں گے۔)
یہ سن کر ابوبکر و عمر نے لگے اور کافی گریہ و زاری کرنے لگے۔

عمر نے کہا، اے خلیفہ رسول! آپ ایک عورت کی باتوں میں آکر جزع فرع کرنے لگے۔ اس کے بعد جب تک جناب فاطمہ زہرا زندہ رہیں ان دونوں کے لیے بددعا ہی کرتی رہیں۔

آپ اپنے پسر زبیر گوار کی وفات کے بعد صرف چالیس روز زندہ رہے۔ جب آپ کے مرض میں شدت ہوئی تو آپ نے حضرت علی علیہ السلام کو بلایا اور کہا:

نہ ابن عم رسول! اب میرا وقتِ آخر ہے، میں وصیت کرتی ہوں کہ آپ میرے بعد امامہ سے شادی کریں، کیونکہ وہ میرے بچوں کے ساتھ مجھ جیسا برتاؤ کرتی ہے۔ دوسرے یہ کہ میرے لیے تابوت تیار کر دیں جس کی ساخت مجھ کو ملائکہ نے بتائی ہے۔ تیسری وصیت یہ ہے کہ میرے دشمن میرے جنازے پر نہ آئیں اور نہ میرے دفن میں شریک ہوں اور نہ میری نماز میت میں شامل ہوں۔

ابن عباس کا بیان ہے کہ جناب فاطمہ زہرا نے اسی دن وفات پائی جسے من کر مدینہ کے مردوں اور عورتوں میں کہرام برپا ہو گیا اور لوگ اس طرح سرا سیمہ و مضطر ہوئے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے روز مضطر ہوئے تھے۔ ابوبکر اور عمر، علی کے پاس تعزیت کے لیے آئے اور بولے:

لے غسل! ہمارے آنے سے پہلے بنتِ رسول کی نماز جنازہ نہ پڑھ لینا! مگر جب رات ہوئی تو حضرت علی علیہ السلام نے عباس و فضل، مقداد، سلمان الہذلی اور عتار کو بلایا اور جناب فاطمہ زہرا کی نماز جنازہ پڑھی۔ اور اسی وقت دفن کیا۔ جب صبح ہوئی تو ابوبکر و عمر اور دوسرے لوگ بھی آپ کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے آئے۔

مقداد نے کہا کہ ہم نے تو ان کو شب کے وقت ہی دفن کر دیا۔ یہ سن کر عمر، ابوبکر کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ کیا میں نے تم سے یہ نہیں کہا تھا کہ یہ لوگ ایسا ہی کریں گے۔

عباس نے جواب دیا، فاطمہ زہرا کی وصیت تھی کہ ان دونوں (تم دونوں) کو نماز جنازہ میں شریک نہ کرنا۔

عمر نے کہا اے نبی ہاشم! تم لوگ اپنا پرانا حسد نہ چھوڑو گے اور یہ کہنے تمہارے سینوں سے کبھی نہ جائیں گے۔ اچھا خدا کی قسم اب تو ہمارا ارادہ ہے کہ ان کی قبر کھود کر ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔

حضرت علی علیہ السلام نے جواب دیا، اے پسرِ حبیب! خدا کی قسم اگر تو نے اس کا ارادہ بھی کیا اور اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا تو میں قسم توڑ دوں گا اور جس تلوار کو میں نے نیام میں رکھ لیا ہے، پھر اسے باہر نکالوں گا اور پھر وہ نیام میں اُس وقت تک نہ جائے گی جب تک تیرا خون

نہ بہلے گی۔

یہ سن کر عمر خاموش ہو گئے، انہیں معلوم تھا کہ جب علی قسم کھاتے ہیں تو اسے پورا بھی کرتے ہیں۔ (یہ لپوری روایت کتاب سلیم بن قیس ہمالی میں ہے)

تاریخ ابو الفداء ص ۱۵۶، کتاب الامامة و سیاست ص ۱۳، صحیح بخاری باب فی صحیح مسلم جلد ۲ ص ۹۱ شرح ابن ابی الحدید جلد ۱ ص ۱۳۲، تاریخ طبری جلد ۳ ص ۱۹۸ عقد الفرید جلد ۲ ص ۶۳ کتابوں میں کم و بیش یہ روایت مرقوم ہے۔

مندرجہ بالا روایت کو یہاں تک بیان کرنے کے بعد علامہ مجلسی علیہ الرحمہ تحریر کرتے ہیں کہ اس کا تعلق اور دوسری روایات جو جناب فاطمہ زہرا پر ہونے والے مظالم پر مشتمل ہیں، میں نے اپنی کتاب "فتن" میں درج کر دیا ہے۔

۱۶ — شکمِ مادر میں حضرت محسن کی شہادت

ابو بصیر نے حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ زہرا کی وفات ۳ جمادی الآخر روزِ مرتبہ ۱۱ھ کو ہوئی اور آپ کی وفات کا سبب یہ ہوا کہ عمر ابن الخطاب کے غلام قنفذ نے اپنے آقا کے حکم سے آپ کے شکمِ مبارک میں نیام کے بیجے والی لوک بھونک دی (چھوڑی اور ضرب لگائی) جس کی وجہ سے فوراً ہی حضرت محسن کا اسقاط ہو گیا، اور اس کے بعد آپ سخت بیمار ہو گئیں۔ اور جن لوگوں نے آپ کو اذیت پہنچائی تھی ان میں سے کسی کو بھی آپ نے اپنے گھر آنے کی اجازت نہ دی۔ مگر اصحابِ پیغمبر میں سے دو صاحبان نے حاضری کی اجازت کے لیے حضرت علی علیہ السلام کو اپنا وسیلہ بنایا۔ چنانچہ حضرت علی کے کہنے پر آپ نے ان دونوں کو آنے کی اجازت دی۔ جب یہ دونوں اندر آئے اور مزاج پرسی کا تو:

آپ نے فرمایا، بحمد اللہ میں ٹھیک ہوں۔ یہ بتاؤ کیا تم دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا ہے کہ: "فاطمہ بضعة منی فمن اذاها فقد اذانی ومن اذانی فقد اذ اللہ" (فاطمہ میرا ہی ایک ٹکڑا ہے جس نے اس کو اذیت دی، اُس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اُس نے اللہ کو اذیت پہنچائی)؟

ان دونوں نے کہا، جی ہاں، ہم نے یہ حدیث سنی ہے آپ نے فرمایا، اچھا تو پھر مجھے سن لو کہ اللہ تم دونوں نے مجھ کو اذیت دی ہے

یہ سن کر وہ دونوں صاحبان باہر نکل گئے اور جناب فاطمہؑ زہراؑ ان پر اسی طرح ناراض اس دنیا سے رخصت ہو گئیں۔
(دلائل الامت طبری)

۱۷۔ جناب فاطمہؑ کو زخمی کیا گیا

احتجاج طبری میں مرقوم ہے کہ منجملہ ان احتجاجات کے جو حضرت امام حسن علیہ السلام نے معاویہ اور اصحاب معاویہ کے خلاف کیے ایک یہ بھی تھا کہ آپ نے مغیرہ بن شعبہ سے فرمایا: تو وہی شخص تو ہے جس نے میری ماں کو گرامی جناب فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زد و کوب کیا جس سے ان کا بچہ ساقط ہو گیا تو نے یہ اس وجہ سے کیا کہ تیری نظر میں آنحضرتؐ کی کوئی عزت نہ تھی اور نہ ان کے فرمان کی کوئی اہمیت تھی در آنحالیکہ آپ نے حضرت فاطمہؑ زہراؑ سے فرمایا تھا اَنْتِ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ؛ اے مغیرہ! خدا کی قسم تیری بازگشت آتش جہنم ہے۔ (احتجاج طبری)

۱۸۔ شیخین سے ناراضگی اور تدفین

مناقب ابن شہر آشوب اور صحیح مسلم میں حضرت عائشہ سے ایک طویل روایت نقل کی گئی ہے اُس میں یہ ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہراؑ سلام اللہ علیہا نے کسی کو ابوبکر کے پاس بھیجا اور اپنے بابا کی میراث کی طالب ہوئیں (اس کے بعد پورا قصہ تفصیل سے بیان کیا۔ پھر تحسیر کیا)۔ اس واقعہ کے بعد جناب فاطمہؑ زہراؑ نے ابوبکر سے قطع تعلق کر لیا، بات کرنی بھی چھوڑ دی یہاں تک کہ آپ نے وفات پائی اور ابوبکر ان کے جلفنے پر نماز بھی نہ پڑھ سکے کیونکہ یہ آپ کی وصیت میں تھا۔

• واقدی نے جو علمائے اہل سنت میں سے ایک بڑے عالم ہیں، لکھا ہے کہ جب حضرت فاطمہؑ زہراؑ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے حضرت علیؑ سلام کو وصیت کی، کہ ان کی نماز جنازہ میں ابوبکر اور عمر شریک نہ ہوں۔ حضرت علیؑ سلام نے ان کی وصیت پر عمل کیا۔

• ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہراؑ نے وصیت فرمائی کہ میری موت کی اطلاع ابوبکر و عمر کو نہ دی جائے اور یہ دونوں ان کی نماز جنازہ میں بھی شریک نہ ہونے پائیں اس لیے حضرت علیؑ سلام نے ان معزز کو شب کے اندھیرے ہی میں دفن کیا اور ان دونوں کو اس امر کی اطلاع نہیں دی۔

• تاریخ ابوبکر بن کامل میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہراؑ بعد وفات رسولؐ چھ ماہ زندہ رہیں جب ان کی وفات ہوئی تو حضرت علیؑ سلام نے ان کو رات میں دفن کیا اور حضرت علیؑ سلام ہی نے ان پر نماز پڑھی۔
• تاریخ مذکور میں زہری کی یہ روایت بھی مرقوم ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہراؑ شب کے وقت دفن ہوئیں۔

• اسی تاریخ میں زہری سے یہ روایت بھی ہے کہ حضرت امیر المومنین علیؑ سلام اور حضرت امام حسن و امام حسین علیہما السلام نے شب میں ان کو دفن کر کے ان کی قبر کو پوشیدہ کر دیا۔
• تاریخ طبری میں مرقوم ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہراؑ شب کے وقت دفن ہوئیں اور ان کے جنازے میں سولے عباس و علی و مقداد و زبیر کوئی اور حاضر نہیں ہوا۔

• دوسری روایات میں ہے کہ آپ کے جنازے پر حضرت امیر المومنین امام حسن، امام حسین، عقیل، سلمان، ابوذر، مقداد، عمار اور بریدہ نے نماز پڑھی۔ دوسری روایت میں ہے کہ عباس اور فضل نے بھی نماز پڑھی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حذیفہ اور ابن مسعود نے بھی نماز جنازہ میں شرکت کی۔

• اصبع بن نباتہ نے حضرت امیر المومنین علیؑ سلام سے پوچھا کہ حضرت فاطمہؑ زہراؑ سلام اللہ علیہا رات کے وقت کیوں دفن ہوئیں؟

آپ نے فرمایا، فاطمہؑ زہراؑ کچھ لوگوں سے ناراض تھیں اس لیے میں نے لیند نہیں کیا کہ وہ لوگ ان کے جنازے میں شریک ہوں۔ اسی طرح ہر وہ شخص جو ان لوگوں کو دوست رکھتا ہو جس سے فاطمہؑ ناراض تھیں اس پر حرام ہے کہ وہ اولادِ فاطمہؑ میں سے کسی کے جنازے پر نماز پڑھے۔

• روایت میں ہے کہ حضرت علیؑ سلام نے فاطمہؑ زہراؑ کی قبر کو زمین کے بالکل برابر رکھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ نے ان کی قبر کے چاروں طرف نقلی قبریں بنا دیں تاکہ آپ کی اصلی قبر پہچانی نہ جاسکے اور اختیار نماز نہ پڑھ سکیں۔

• بعد رحلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب فاطمہؑ زہراؑ اس مرض میں مبتلا ہوئیں جس میں ان کی وفات ہوئی۔ تو یہ دونوں (ابوبکر و عمر) عیادت کے لیے آئے اور اندر آنے کی اجازت چاہی۔ جناب فاطمہؑ زہراؑ نے اجازت دینے سے انکار کیا۔ ابوبکر نے جب یہ دیکھا تو خدا سے عہد کیا کہ جب تک فاطمہؑ کے پاس جا کر ان کو اپنے سے راضی نہ کر لیں گے کسی مکان کی چھت کے نیچے نہ آئیں گے۔ چنانچہ وہ رات انھوں نے قبرستان بقیع میں بغیر

تسی سائے کے لبرکی جب صبح ہوئی تو عمر، علی کے پاس آئے اور ان سے کہا:
 اے علی! تمہیں معلوم ہے کہ ابوبکر رسول اللہ کے یارِ غار ہیں، آپ کے صحابی اور
 ایک دقیق القلب انسان ہیں، ہم لوگ کئی مرتبہ تمہارے پاس فاطمہ زہرا سے ملاقات
 کی غرض سے آچکے ہیں مگر وہ راضی نہیں ہوتیں لہذا اب تم ان سے مزید سفارش کرو،
 تاکہ ملاقات ہو جائے۔

ان کے کہنے پر حضرت علی علیہ السلام گھر میں تشریف لے گئے اور شہزادی سے
 کہا، اے بنتِ رسول! ان دونوں نے جو کچھ کہا ہے وہ تم کو معلوم ہے، یہ دونوں متعدد مرتبہ
 گھر پر تم سے ملاقات کے لیے آچکے ہیں مگر میں نے ہر مرتبہ واپس کر دیا۔ اب وہ پھر میرے پاس
 آئے ہیں اور تمہاری اجازت کے منتظر ہیں؟

جناب فاطمہ زہرا نے فرمایا کہ میں ان دونوں کو ملاقات کی اجازت نہ دوں گی
 نہ ان سے بات کروں گی یہاں تک کہ اپنے بابا سے ملاقات کروں۔

حضرت علی علیہ السلام نے کہا، میں نے ان دونوں سے وعدہ کر لیا ہے۔
 جناب فاطمہ زہرا نے کہا، اگر آپ نے وعدہ کر لیا ہے تو یہ گھر آپ کا ہی ہے اور
 عورتوں کو اپنے شوہروں کی اطاعت کرنی چاہیے اس لیے میں آپ کی مخالفت نہ کروں گی۔
 آپ جس کو چاہیں اندر آنے کی اجازت دیدیں۔

پس حضرت علی علیہ السلام باہر تشریف لائے اور دونوں کو اندر آنے کی اجازت
 دے دی۔ وہ اندر آ گئے جب ان کی نظر فاطمہ زہرا پر پڑی تو انہوں نے سلام کیا، لیکن
 شہزادی نے جواب نہ دیا، اور اپنا منہ ان کی طرف سے پھیر لیا۔ وہ دونوں دوسری طرف سے سائے
 آئے اور پھر سلام کیا، فاطمہ زہرا نے پھر منہ پھیر لیا۔ ایسا کئی مرتبہ ہوا۔

(پھر مجبوراً) جناب فاطمہ زہرا نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا، اے علی! بچاؤ
 کو کشادہ کر دو اور پاس کی عورتوں سے کہا، میرے چہرے کو موڑ دو۔

جب ان عورتوں نے آپ کا چہرہ موڑ دیا، تو وہ دونوں پھر سامنے آئے۔
 ابوبکر نے کہا، اے بنتِ رسول! ہم تمہارے پاس تم کو راضی کرنے اور تمہارے
 غصے سے بچنے کے لیے آئے ہیں اور خواہشمند ہیں کہ اب تم ہمیں معاف کر دو، اور جو کچھ ہو چکا
 ہے اس کو درگزر کرو۔

جناب فاطمہ زہرا نے کہا، میں نے تم سے اس سلسلے میں بات نہ کرنے کا عہد کیا،
 نائین کہ اپنے پیرِ گرامی کی خدمت میں پہنچ کر تمہارے ان افعال کی جو تم نے میرے ساتھ وارد کئے

شکایت کروں۔

ان دونوں نے کہا، ہم اب تمہارے پاس معذرت کرنے آئے ہیں اور تمہیں
 راضی کرنا چاہتے ہیں۔ لہذا ہمیں معاف کر دو اور درگزر سے کام لو اور جو کچھ ہو گیا اس پر خفا نہ ہو
 تب جناب فاطمہ زہرا حضرت علی علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئیں، اور کہا میں ان
 دونوں سے بالکل بولنا نہیں چاہتی، صرف ایک بات آپ ان سے پوچھیے، جو انہوں نے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنی ہے۔ پس اگر انہوں نے سچ کہا تو جو میری رائے ہوگی اس ہی پر عمل
 کروں گی۔

ان دونوں نے کہا، ہم خدا کو گواہ کر کے کہتے ہیں کہ ہم حق کہیں گے۔
 جناب فاطمہ زہرا نے فرمایا، اچھا، میں خدا کی قسم دے کر تم سے پوچھتی ہوں کہ کیا
 رسول اللہ نے تم دونوں کے سامنے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ”فاطمہ میرا ایک ٹکڑا ہے میں اس سے ہوں
 وہ مجھ سے ہے جس نے اس کو اذیت دی اُس نے مجھ کو اذیت دی جس نے مجھے اذیت دی، اُس نے
 خدا کو اذیت دی، اور جس نے میرے مرنے کے بعد بھی اذیت دی تو ایسا ہی ہے کہ جیسے اُس نے اُس
 کو میری حیات میں اذیت دی اور جس نے اس کو میری حیات میں اذیت دی، یہ ایسا ہی ہے جیسے اُس
 نے اس کو میرے مرنے کے بعد اذیت دی؟“

دونوں نے کہا، ہاں خدا کی قسم ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سنا ہے۔
 جناب فاطمہ زہرا نے فرمایا، بس اب میں خدا کو گواہ کر کے کہتی ہوں اور جو لوگ یہاں
 موجود ہیں وہ سب گواہ رہیں کہ ان دونوں نے مجھ کو اذیت دی ہے میری زندگی میں بھی اور مرتے وقت بھی۔
 خدا کی قسم، میں تم دونوں سے مطلق بات نہ کروں گی، یہاں تک کہ اپنے رب کے پاس پہنچ جاؤں اور اس
 کی بارگاہ میں تمہاری شکایت کروں۔

یہ سن کر ابوبکر نے آہ و واویلہ کرنا شروع کر دیا اور کہا، اے کاش میری ماں نے مجھ کو نہ
 جنا ہوتا کہ میں یہ دن دیکھتا۔

عمر نے کہا، لوگوں پر تعجب ہے کہ انہوں نے تم کو کیسے اپنے امور کا والی بنا دیا درآخالیہ
 تم بہت بوڑھے ہو گئے ہو اور ایک عورت کی ناراضگی پر حزرع و فرع کرتے ہو اور اس کی رضامندی کے
 خواستگار ہو، اگر ایک عورت ناراض بھی رہے گی تو اس میں کونسا حرج ہے۔

یہ کہہ کر دونوں کھڑے ہو گئے اور گھر سے باہر نکل گئے۔
 اس کے بعد جب جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو ان کی وفات کی خبر منجانب اللہ
 دی گئی تو آپ نے اُمّ ایمن کو اپنے پاس بلایا۔

اُمّ امین، ان عورتوں میں سے تھیں جن پر حضرت فاطمہ زہرا کو بڑا اعتماد تھا۔ آپ نے اُمّ امین سے فرمایا اے اُمّ امین! مجھ کو میری وفات کا خبر دی گئی ہے لہذا علی کو میرے پاس بلاؤ۔

جب حضرت علی علیہ السلام اُن کے پاس آئے تو آپ نے اُن سے کہا: اے بن عمیر! میں آپ سے چند باتوں کی وصیت کرنا چاہتی ہوں۔ آپ انھیں خوب یاد رکھیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: جو چاہو وصیت کرو۔

جناب فاطمہ زہرا نے کہا: میرے بعد فلاں عورت سے عقد کریں، اس لیے کہ وہ میرے بچوں کی میری ہی طرح پرورش کرے گی اور میرے لیے ایسا تابوت تیار کریں جس کے شکنجے مانگنے سے مجھ کو دکھا دیں۔ اور جب میرا انتقال ہو تو یوں یارات کے جس حقے میں بھی ہو میرا جنازہ فوراً ہی اٹھائیں تاخیر نہ کریں لیکن اس کا سنا کر رکھیں کہ دشمنوں میں سے کوئی بھی میرے جنازے میں شریک نہ ہونے پلئے اور نہ میری نماز جنازہ پڑھے۔

حضرت علی علیہ السلام نے وعدہ فرمایا کہ آپ کی تمام وصیتوں پُرل کیا جائے گا۔ پس جس وقت جناب فاطمہ زہرا کی وفات ہوئی تو وہ رات کا وقت تھا لہذا حضرت علی علیہ السلام نے آپ کی وصیت کے مطابق اسی وقت آپ کا جنازہ اٹھانے کی تیاری کی۔ جب غسل و کفن سے فراغت پائی تو آپ نے جنازہ مکان سے باہر نکالا اور کھجوروں کی شاخیں روشن کر کے جنازے کے آگے آگے چلے۔ پھر آپ نے اُن کی نماز جنازہ پڑھی اور رات ہی کو دفن کیا۔ جب صبح ہوئی تو ابو بکر و عمر جناب فاطمہ کا حال معلوم کرنے کے لیے دوبارہ چلے۔ راستے میں ایک مرد قریشی سے ملاقات ہوئی۔

ان دونوں نے اُس سے پوچھا: تم کہاں سے آ رہے ہو؟ اُس نے جواب دیا: علی ابن ابی طالب کو فاطمہ کی تعزیت دینے گیا تھا۔ اُن دونوں نے کہا: کیا فاطمہ کا انتقال ہو گیا؟ اُس نے کہا: ہاں، وہ رات ہی کے وقت دفن بھی کر دی گئیں۔

یہ سن کر اُن دونوں نے بہت جزع و فزع کیا اور حضرت علی علیہ السلام سے آکر ملے اور کہا: خدا کی قسم، تم نے ہمارے ساتھ بُرائی کرنے میں کوئی کمی نہ نکھار رکھی، یہ اس وجہ سے کہ تمہارے سینے میں ہماری طرف سے کینہ ہے۔ یہ بالکل اسی طرح کا واقعہ ہے جس طرح تم نے رسول اللہ کے غسل و کفن میں نہیں شریک نہ کیا، اور جس طرح اپنے فرزند حسن کو تم نے سکھایا تھا کہ انھوں نے ابو بکر سے کہا: کہ میرے بابا کے منبر سے اُتر آؤ۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اگر میں قسم کھا کر کچھ کہوں تو کیا تم کو میری قسم پر اعتماد ہوگا انھوں نے کہا: کیوں نہیں۔

حضرت علی علیہ السلام اُن دونوں کو مسجد میں لے کر آئے اور فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محمد سے وصیت فرمائی تھی کہ غسل کے وقت اُن کے جسم کے حصّوں (اعضاء) کو سوائے اُن کے ابن عم کے کوئی اور نہ دیکھے۔ اس لیے میں غسل دیتا تھا اور ملائکہ اُن کو کروٹ دلاتے تھے اور فضل بن عباس پانی دیتے جلتے تھے، درآنحالیکہ وہ اپنی آنکھوں پر پٹی باندھے ہوئے تھے میں نے جب ارادہ کیا کہ آنحضرت کے جد مبارک سے پراسن جُدا کروں تو زور سے ایک آواز آئی (میں نے آواز دینے والے کی صورت نہیں دیکھی) کہ رسول اللہ کا پیرا میں نہ اُتارو، یہ آواز کئی مرتباً آئی چنانچہ میں نے پیرا ہٹا نہیں اُتارا۔ اور پیرا ہٹانے کے اندر سے آنحضرت کو غسل دیا۔ پھر آپ کو کفن پہنایا پیرا ہٹا کفن پہنانے کے بعد جد مبارک سے جُدا کیا۔

اب رہا میرے فرزند حسن کا معاملہ، تو یہ تم ہی جانتے ہو اور تمام اہل مدینہ بھی جانتے ہیں کہ وہ نماز جماعت میں مسجد میں داخل ہوتے اور نمازیوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے محراب مسجد میں پہنچ جاتے اور جس وقت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت میں ہوتے تھے تو وہ آپ کی پشت مبارک پر بیٹھ جاتے تھے، اور آنحضرت اس طرح مسجد سے سہرا اُٹھاتے تھے کہ آپ کا ایک ہاتھ حسن کی پشت پر ہوتا تھا اور دوسرا ہاتھ اپنے زانو پر۔ اس طرح آپ نماز کو تمام کرتے تھے۔ اُن دونوں نے کہا: ہاں، ہم کو بھی یہ معلوم ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: پھر تم دونوں کو یہ بھی معلوم ہے اور تمام اہل مدینہ کو بھی علم ہے کہ حسن دوڑتے ہوئے نبی اکرم کے پاس جاتے تھے اور جا کر کاندھے پر سوار ہو جاتے تھے اور ان کے پاؤں رسول اللہ کے سینہ اقدس پر اس طرح ٹپکتے ہوئے ہوتے کہ اُن پہنچوں (پیروں کے ٹخنوں) کی جھک مسجد کے آخری حقے سے دکھائی دیتی تھی۔

نیز جب رسول اللہ خطبہ دیتے ہوئے تو حسن آپ کے کاندھے پر چڑھے رہتے تھے، یہاں تک کہ آپ خطبے سے فارغ ہو جاتے تھے۔

لہذا جب اُس بچے نے یہ دیکھا کہ ایک اجنبی شخص اُس کے جد کے منبر پر ہے تو اُس کو یہ بات شاق ہوئی اور اُس بے بسیاقتہ یہ کہہ دیا کہ میرے بابا کے منبر سے اُتر آؤ۔ خدا کی قسم، میں نے حسن کو اس بات کا حکم دیا تھا اور نہ اُس نے میرے کہنے سے یہ کہا تھا۔

اب رہا بات فاطمہ زہرا کی، تو تم نے دیکھا کہ میں نے اُن سے تم دونوں کے منبر کے لیے اجازت لی تھی، پھر جو کچھ انھوں نے تم لوگوں سے گفتگو کی تھی وہ بھی تمہیں معلوم ہے۔

اس کے بعد یہ روایت اور آگے بڑھی جس میں ان عظیم مصائب کا تذکرہ کیا گیا ہے جو اس کے بعد وقوع پذیر ہوئے۔

ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ پھر فاطمہ زہرا کو خبر ہوئی کہ ابوبکر نے فدک پر قبضہ کر لیا ہے۔ تو آپ نبی ہاشم کی عورتوں کے حلقے میں باہر نکلیں، ابوبکر کے پاس آئیں اور فرمایا: لے ابوبکر! کیا تم مجھ سے وہ زمین مجھ لے لینا چاہتے ہو، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دی تھی۔

یہ سن کر ابوبکر نے دوات طلب کی اور چاہا کہ اس زمین کو واپس کرنے کے لیے حکمتانہ صادر کر لیا جائے میں عمر بن خطاب آئے اور بولے:

لے خلیفہ رسول! آپ یہ دستاویز اس وقت تک نہ لکھیں جب تک فاطمہ اپنے دعوے کا ثبوت پیش نہ کریں۔

جناب فاطمہ زہرا نے فرمایا، علی اور امین اس کے گواہ ہیں۔

عمر نے کہا، ایک عجمی عورت جو اجمعی طرح بات نہ کر سکتی ہو اس کی گواہی قبول نہیں اب رہے علی، تو وہ اپنے ہاں مطلب کی بات کہیں گے۔

یہ سن کر جناب فاطمہ زہرا غصہ کے عالم میں واپس آگئیں اور آپ کا مرض بڑھ گیا۔ حضرت علی علیہ السلام کا معمول تھا کہ پانچوں وقت کی نماز میں پڑھا کرتے تھے، ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام جب نماز سے فارغ ہو چکے تو ابوبکر و عمر نے پوچھا:

رسول کی بیٹی کیسی ہیں؟ اور کہاٹے علی! ہمارے اور فاطمہ کے درمیان جو ناخوشگوار امور پیش آئے ہیں ان سے تم واقف ہو، اگر تم مناسب سمجھو تو ہمیں ان کے پاس لے چلو تاکہ ہم اپنی غلطیوں کی ان سے معافی طلب کریں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، تمہاری مرضی ہے۔

چنانچہ یہ دونوں، حضرت علی کے ہمراہ دروازہ فاطمہ پر پہنچے۔ حضرت علی اندر گئے اور فرمایا:

لے سیدہ! فلاں و فلاں دروازے پر کھڑے ہیں تم کو سلام کرنا چاہتے ہیں تمہاری کیا رائے ہے؟ کیا انہیں اندر بلا لیا جائے؟

جناب فاطمہ زہرا نے فرمایا، لے علی! یہ گھر بھی آپ کا ہے اور میں بھی آپ کی زوجہ ہوں آپ کو ہر طرح کا اختیار ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، اچھا تم نقاب ڈال لو۔

جناب سیدہ نے نقاب پہن لی اور دیوار کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئیں۔ تب وہ دونوں اندر داخل ہوئے اور سلام کرنے کے بعد بولے:

لے فاطمہ! آپ ہم سے راضی ہو جائیں، اللہ آپ سے راضی ہو۔

جناب سیدہ نے کہا، مجھے راضی کرنے اور اپنی غلطی پر ندامت کی کیا وجہ ہے کہ جس کی بنا پر تم دونوں میرے پاس آتے ہو؟

انہوں نے عرض کیا، واقعاً اب ہم اپنی غلطی پر نادم ہیں اور امید ہے کہ آپ اسے درگزر کریں گی۔

جناب فاطمہ زہرا نے فرمایا، اگر تم دونوں سچے ہو تو میں تم دونوں سے ایک بات پوچھتی ہوں سچ بتانا۔ اور میں وہی بات پوچھوں گی جس کے متعلق مجھے معلوم ہے کہ تم اسے جانتے ہو، اگر تم نے سچ بتا دیا تو میں تمہیں بخشوں گی کہ تم لوگ یہاں سچی نیت سے آئے ہو۔

ان دونوں نے عرض کیا اچھا جو پوچھنا ہو پوچھیے۔

جناب فاطمہ زہرا نے فرمایا، میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتی ہوں کہ تم نے میرے پیڑ بزرگوار کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: فاطمہ بضعة متنی فمن اذاعها فقد اذانی (فاطمہ میرا ہی ایک ٹکڑا ہے جس نے اس کو اذیت دی، اُس نے مجھے اذیت پہنچائی)۔

دونوں نے اقرار کیا اور کہا، جی ہاں سنا ہے۔

یہ سن کر جناب فاطمہ زہرا نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور کہا:

”اللھم انھما قد اذایانی فاننا اشکوھما الیک والی رسولک
لا والله لا ارضی منکم ابد احتی القی الی رسول اللہ“ (خدا یا تو گواہ رہنا کہ ان دونوں نے مجھے اذیت دی، میں ان دونوں کی شکایت تجھ سے اور تیرے رسول سے کرتی ہوں۔ لا والله، میں ان دونوں سے تائب و راضی نہ ہوں گی یہاں تک کہ میں رسول اللہ سے ملاقات کروں۔) و اخیراً ہما صنعتما فیکون ہوا لھا کفر فیکما۔ (اور تمہارا وہ سوک بیان کروں گی جو تم نے میرے ساتھ کیا ہے۔ پس اس وقت وہی تم دونوں کا فیصلہ کریں گے۔)

یہ سن کر ابوبکر رونے لگے اور کافی گریہ و زاری کرنے لگے۔

عمر نے کہا، لے خلیفہ رسول! آپ ایک عورت کی باتوں میں اگر جزع فزع کرنے لگے۔ اس کے بعد جب تک جناب فاطمہ زہرا زندہ رہیں ان دونوں کے لیے بددعا

بجا کرتی رہیں۔

بچاؤ میں دن وفات رسول کے بعد کے ہیں۔

جناب امیر المؤمنین علیؑ نے آپ کو غسل دیا۔ حضرت علیؑ و امام حسنؑ و امام حسینؑ و جناب زینبؑ و ام کلثومؑ اور فضہؑ و اسماء بنت عمیس کے علاوہ کوئی اور آپ کے جنازے پر حاضر نہیں تھا۔ حضرت علیؑ نے آپ کا جنازہ رات کے وقت جنت البقیع لے گئے اس وقت آپ کے جنازے کے ساتھ من حضرت امام حسنؑ و امام حسینؑ تھے ان ہی حضرات نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی، اس وقت بھی آپ کے جنازے کی نماز اور دفن میں کوئی شریک نہیں ہو سکا اور نہ ہی کو آپ کے انتقال کی خبر ملی۔

(دلائل الامت طبری)

• عالمی نے اپنے استاد کے ساتھ محمد بن عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہ زہراؑ سلام اللہ علیہا کی وفات ۳ ماہ رمضان کو ہوئی اور اس وقت آپ کا سن تقریباً اسی سال کا تھا۔

• ابو عبد اللہ بد مذہب اصفہانی نے اپنی کتاب "المعرفت" میں تحریر کیا ہے کہ حضرت علیؑ کا عقد حضرت فاطمہ زہراؑ سے مدینہ میں ہجرت رسول کے بعد ہوا اور عقد کے ایک سال بعد خیمہ عمل میں آئی، آپ کے بطن سے امام حسنؑ امام حسینؑ اور محمد بن اسماعیلؑ پیدا ہوئے۔

(۲۲) آپ کی وفات اور عمر کے بارے میں مختلف روایات

محمد بن اسحاق نے تحریر کیا ہے کہ وقت وفات جناب فاطمہ زہراؑ کی عمر اسی سال تھی اور بعض نے کہا ہے کہ ۲۴ سال تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ کی ولادت میلاد نبوی سے آٹھ لاکھ سال کی ابتداء میں ہوئی اس حساب سے آپ کی عمر ۲۳ سال ہوتی ہے لیکن اکثر مورخین کا کہنا ہے کہ آپ کی عمر اسی سال یا تیس سال تھی۔

• علامہ مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ابو الفرج اصفہانی نے مقال الطالین میں تحریر کیا ہے کہ جناب فاطمہ زہراؑ کی وفات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے کچھ دنوں بعد ہوئی لیکن مدت میں اختلاف ہے لوگ زیادہ سے زیادہ مدت آٹھ ماہ اور کم سے کم چالیس روز بیان کرتے ہیں جو روایت حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس سلسلے میں وارد ہوئی ہے وہ زیادہ قابل اعتماد ہے۔ اس میں ہے کہ آپ کی وفات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے تین مہینہ کے بعد ہوئی۔

• مصباح کفعمی میں اور مصباح الزائر میں مرقوم ہے کہ آپ کی وفات ۳ جمادی الثانی

کو ہوئی۔

• مصباح الزائر میں ہے کہ ابن عباس کے قول کے بموجب حضرت فاطمہ زہراؑ کی وفات اور مدت عمر کے متعلق جو مختلف روایات وارد ہوئی ہیں ان میں سے کسی ایک کو تطبیق ممکن نہیں ہے اور نہ ہی تاریخ نگاروں نے وفات اور اس خبر صحیح کے درمیان تطبیق ممکن ہے جس میں یہ ہے کہ آپ اپنے پدر بزرگوار کی وفات کے بعد پچھتر دن زندہ رہیں کیونکہ اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ۲۸ صفر مانی جائے تو اس بنا پر جناب فاطمہ زہراؑ کی وفات جمادی الاولیٰ کے دن درمیانی تاریخوں میں قرار پاتی ہے۔ اور اگر وفات رسول کے متعلق ۱۲ ربیع الاول کا قول اختیار کیا جائے جس کی عام مسلمان روایت کرتے ہیں، تو آپ کی وفات جمادی الثانی کی آخری تاریخوں میں مانتی پڑتی ہے۔

ابو الفرج اصفہانی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے جو روایت کی ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے تین ماہ کے بعد تک زندہ رہیں۔ اس کی تطبیق بقول ۲ جمادی الثانی کے ساتھ ممکن ہے۔ بایں معنی کہ تین ماہ سے صرف چند روز بڑھے ہوئے ہیں، ہو سکتا ہے کہ اس کا شمار کیا گیا ہو اور اس کی تائید اسی روایت سے بھی ہوتی ہے جس کو طبری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے واسطے سے نقل کیا ہے۔

(۲۳) وقت وفات آپ کے سن میں اختلاف

سید الحفاظ ابو منصور دہلی نے اپنے استاد کے ساتھ روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ عبداللہ بن حسن ہشام بن عبد الملک کے پاس گئے وہاں کلبی بھی موجود تھا، ہشام نے عبداللہ بن حسن سے پوچھا: اے ابو محمد! فاطمہ زہراؑ کی عمر (وفات کے وقت) کتنی تھی؟

عبداللہ بن حسن نے جواب دیا تیس سال۔

پھر اُس نے کلبی سے پوچھا، تم کیا کہتے ہو؟

کلبی نے کہا پینتیس سال۔

ہشام نے عبداللہ بن حسن سے کہا، سنتے ہو کلبی کیا کہتا ہے؟

عبداللہ بن حسن نے جواب دیا مجھ سے میری ماں کے متعلق پوچھو اور کلبی سے اُس

کی ماں کے متعلق۔ اس کو اپنی ماں کی عمر کا زیادہ علم ہے اور مجھے اپنی ماں کی عمر کا زیادہ علم ہے۔

دلائل طبری میں مرقوم ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آبائے کرام سے اور انھوں نے حضرت فاطمہ زہرا کے متعلق روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے وصیت کی کہ ازواجِ نبوی میں سے ہر ایک کو بارہ اوقیہ اور زنانِ نبی ہاشم میں سے بھی ہر ایک کو اتنا ہی دیا جائے پھر امام بنت البواص کو بھی اس میں سے کچھ دیدیا جائے۔ (دلائل طبری)

• دوسری اسناد کے ساتھ عبداللہ بن حسن نے زید بن علی سے روایت کیا ہے کہ: حضرت فاطمہ زہرا نے اپنا تمام مال بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کو تصدق کرنے کی وصیت کی اور حضرت علی علیہ السلام نے اس میں غیر افراد کو بھی شامل کر لیا۔

۲۵۔ تحریری وصیت نامہ

”یہ وصیت نامہ ہے فاطمہ زہرا بنت رسول اللہ کا: سب سے پہلے میں گواہی دیتی ہوں کہ خدا نے وحدہ لا شریک کے سوا کوئی اللہ نہیں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے عبد اور رسول ہیں۔ حجت و جہنم ختم ہے۔ قیامت آنے والی ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے اور اللہ اہل قبور کو دوبارہ زندہ کرے گا۔“

”اے علی! میں فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں جس کی شادی اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کی تھی تاکہ دنیا و آخرت میں تمہاری زوجہ ہوں اور تم دوسروں کی بہ نسبت میرے لیے زیادہ اولیٰ ہوں۔ لہذا تم ہی رات کے وقت مجھے غسل و کفن و جنود کرنا اور کسی کو خبر نہ دینا۔ میں تم کو خدا کے حوالے کرتی ہوں، میرے بچوں سے میرا سلام کہنا، اب قیامت ہی میں ملاقت ہوگی۔“

جب رات ہوئی تو حضرت علی علیہ السلام نے حسب وصیت فاطمہ کو غسل دیا اس کے بعد امام حسن سے کہا جاؤ ابوذر کو بلاؤ جب وہ آئے تو دونوں فاطمہ زہرا کو اس جگہ لٹایا، جہاں آپ نماز پڑھا کرتی تھیں۔ پھر آپ نے ان پر نماز پڑھی، بعد ازاں دو رکعت نماز اور پڑھی، نماز کے بعد اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر یہ کہا:

”خدا یا! یہ تیرے نبی کی دختر فاطمہ زہرا ہے جس کو تو نے ظلمات سے نور کی طرف نکالا اور اس نے اپنے نور سے زمین کو روشن کر دیا۔“

پھر آپ جناب فاطمہ زہرا کا جنازہ لیکر بیچ پہنچے اور آواز آئی کہ ہماری طرف آؤ ہماری طرف آؤ، کیونکہ فاطمہ کی خاک ہمیں سے اٹھانی گئی تھی۔ چنانچہ بیچ کے جس گوشے سے آواز آئی تھی حضرت علی علیہ السلام جناب فاطمہ زہرا کے جنازے کو اسی طرف لے گئے تو آپ نے دیکھا کہ ایک قبر کھدی ہوئی ہے۔ لہذا تابوت اس قبر کے پاس رکھ دیا گیا، دفن کے بعد آپ قبر کے کنارے بیٹھ گئے اور فرمایا:

”اے زمین! میں اپنی امانت تیرے سپرد کرتا ہوں، یہ بنیت رسول ہیں، ذرا خیال رہے۔ کسی نے غیب سے جواب دیا۔ یا علی! میں فاطمہ پر تم سے زیادہ فہرمان ہوں۔ لہذا اطمینان سے پلٹ جاؤ۔“

یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام نے اس قبر کو زمین کے باکل برابر کر دیا اور ہمیشہ کے لیے نشان قبر محو کر دیا۔ کوئی نہیں جانتا کہ قبر کہاں ہے۔؟ (کتاب مناقب قدیم)

۲۶۔ جناب فاطمہ کی وفات پر حضرت علی کا مراثی

پھر جب جناب فاطمہ زہرا نے وفات پائی تو حضرت علی علیہ السلام نے یہ مراثی کہا: لكل اجتماع من خلیلین فرقة... الخ یعنی: جب کبھی دو دوست جمع ہوتے ہیں تو ان کو جدا بھی ہونا پڑتا ہے۔ حاکم نے تحریر کیا ہے کہ جب حضرت فاطمہ زہرا نے رحلت کی تو حضرت علی نے یہ مراثی پڑھا:

ترجمہ: میری جان آہوں کے ساتھ اٹھی ہوئی ہے کاش وہ بھی آہوں کے ساتھ ہی نکل جاتی (اے فاطمہ زہرا) تمہارے بعد جینے میں کوئی لطف نہیں ہے۔ رونا اس لیے ہوں کہ کہیں میری مدت حیات طویل نہ ہو جائے۔

۲۷۔ وفات جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا پر حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا مراثی

وہ دیوان جو حضرت علی علیہ السلام کی طرف منسوب ہے اس میں مرقوم ہے کہ آپ نے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی وفات کے بعد یہ اشعار پڑھے: ترجمہ اشعار ۱) اے کیا زندگی کو طویل کرنے کی کوئی سبیل ہے، مگر یہ کہاں ممکن ہے جبکہ موت

- مجھے اگرچہ موت کا پورا یقین ہے کہ اگر رہے گی مگر اس کے باوجود میری آرزوؤں اور تمناؤں کی رسی بہت دراز ہے۔ (۲)
- زمانہ دن رات رنگ بدلتا رہتا ہے اور اسی کے درمیان لوگوں کی روح بھی پرواز کرتی رہتی ہے حق کی منزل تک لوگوں کی بازگشت یقینی ہے اور ہر شخص کو اسی راستے پر جانا ہے۔ (۳)
- میں نے عزت کے دنوں میں موت کے ذکر کو کاٹ دیا، حالانکہ ہر صاحب عزت موت کی منزل پر پہنچ کر ذلیل و سرنگوں ہو جاتا ہے۔ (۴)
- میں خود کو دنیا کی طرح طرح کی علتوں کا شکار پاتا ہوں اور واقعات دنیا میں رہنے والا شخص مرتے دم تک طرح طرح کی علتوں میں گرفتار رہتا ہے۔ (۵)
- میں اپنے محبوب سے ملنے کا بیحد مشتاق ہوں، مگر کیا اس تک پہنچنے کی کوئی مہل ہے؟ مکان کے اعتبار سے میں اُس سے بہت دور ہوں اور مجھ سے پہلے اس جہان کی جہم سے اور مجھی اچھے اچھے لوگ مر چکے ہیں۔ (۶)
- جہان کی مثل جو ایک کہنے والے نے نہیں ہے، میں اس مثل کو اپنی زبان سے بیان کرتا ہوں جب بھی دو دوست ملیں گے اُن میں بالآخر جہان ہو جائے گی۔ جہان ایسی کٹھن شے ہے کہ اس کے مقابلے میں ہر شے آسان ہے۔ (۷)
- میرا فاطمہ زہرا کو کھو دینا، رسول اللہ کی وفات کے بعد اس بات کی دلیل ہے کہ کوئی دوست باقی نہیں رہتا۔ (۸)
- ابن دونوں کی جہان کے بعد اب دنیا میں کس طرح زندگی کے دن گزاروں، تمہاری جان کی قسم اس کی کوئی صورت ممکن نہیں۔ (۹)
- میرے مرنے کے بعد جلد ہی میری یاد بھی لوگوں کے دلوں سے محو ہو جائے گی اور میرے دوست کے دل میں میری جگہ دوسرا آفانے گا۔ (۱۰)
- نہ وہ دوست سچا ہے جو دوستی کا حق ادا کرتے کرتے تھک جائے اور نہ وہ سچا دوست ہے جو میرے غائب ہونے کے بعد میرا بدل اختیار کرے۔ (۱۱)
- حقیقی دوست وہ ہے جس کی محبت ہمیشہ برقرار رہے جو میرے رازوں کی حفاظت کرے اور میرے معاملات میں میرا ہاتھ بٹائے۔ (۱۲)
- جس دن دنیا سے میری زندگی کا رشتہ ٹوٹ جائے گا تو اس پر رونے والیاں جتنا بھی روئیں کم ہے۔ (۱۳)

- انسان یہ چاہتا ہے کہ میرا دوست نہ مرے حالانکہ اس کی تمنا کے برآئے کی کوئی صورت ہی نہیں ہے۔ (۱۴)
- دنیا کے مال کا ضائع ہو جانا اتنا زیادہ نقصان دہ نہیں ہے جتنا باعزت لوگوں کی موت سے نقصان ہوتا ہے۔ (۱۵)
- یہی وجہ ہے کہ فریضِ خواب سے میرا سپلو کبھی ٹس نہیں ہوتا، اور ایسا کیسے ہو سکتا ہے جبکہ دل میں فراق کی آگ سلگ رہی ہے۔ (۱۶)
- نیز حضرت فاطمہ زہرا کی وفات پر آپ نے یہ بھی اشعار کہے:
- میرا محبوب وہ ہے کہ جس کی جگہ کوئی محبوب نہیں لے سکتا اور میرے دل میں اُس کے سوا کسی اور کی جگہ نہیں۔ (۱)
- میرا محبوب اگرچہ میری آنکھوں سے جسمانی طور پر دور ہو گیا ہے لیکن میرے دل سے وہ ہرگز دور نہیں ہوگا۔ (۲)
- نیز آپ نے یہ اشعار بھی جناب فاطمہ زہرا کی رحلت کے بعد اُن سے خطاب کر کے کہے ہیں:
- مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں قبرستان میں کھڑا ہوا اپنے دوست کی قبر کو سلام کرتا ہوں مگر مجھ کو کوئی جواب نہیں ملتا۔ (۱)
- لے دوست! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ میرے سلام کا جواب تک نہیں دیتے۔ کیا تم نے آدابِ دوستی کو بھلا دیا ہے۔ (۲)
- پھر آپ نے خود ہی اس دوست کی طرف سے کہا:
- اس دوست نے جواب دیا کہ میں تم کو کیونکر جواب دوں جبکہ میں تمہارے اور خاک کے ڈھیر کے تنے دبا ہوا ہوں۔ (۱)
- میرا حسن و جمال تو اس مٹی نے کھا لیا، اس لیے میں نے بھی تم کو بھلا دیا، میں اب اپنے دوستوں اور عزیزوں سے چھپا دیا گیا ہوں۔ (۲)
- اب میرا سلام آخر قبول کرو، اب ہماری اور تمہاری محبت کے رشتے ٹوٹ چکے ہیں۔ (۳)
- مگر شرح دیوانِ جناب امیر المومنین میں یہ روایت مرقوم ہے کہ یہ آخری تین اشعار (دیوانِ منسوب بہ امیر المومنین) ہاتھ سے سنے گئے تھے۔

۴۸ = وفات سے قبل آپ کی دعاء

کتاب مصباح الافکار میں حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ

بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا صرف ساتھ دن زندہ رہیں۔ اس کے بعد آپ کا مرض شدت اختیار کر گیا۔ آپ اس موسم میں جو دعاء اور شکایت اپنے معبود سے کرتی تھیں وہ یہ ہے:

ترجمہ: " اے جی و اے قیوم! میں تجھ سے تیری رحمت کا واسطہ دیکر فریاد کرتی ہوں کہ تو میری قریباً رہی فرما مجھے آتش جہنم سے نجات دے، مجھے جنت میں پہنچا دے اور مجھ کو میرے بابا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملادے۔ "

جناب فاطمہ زہرا کی یہ دعاء سن کر حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اے فاطمہ! پریشان نہ ہو، اللہ تمہیں صحت و عافیت دے گا، ابھی اللہ تمہیں باقی رکھے گا۔

آپ فرماتی تھیں کہ اے ابوالحسن! میں بہت جلد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچنا چاہتی ہوں پھر جناب امیر المومنین علیہ السلام سے آپ نے وصیت کی کہ میرے بعد صدقہ دیا جائے اور گھر کا سامان صدقے میں دیا جائے۔ نیز یہ وصیت بھی کی کہ آپ میرے بعد امام سے عقد کریں، وہ میرے بچوں کو بہت چاہتی ہے۔

الغرض رحلت کے بعد جناب امیر المومنین علیہ السلام نے ان کو شب میں دفن کیا۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ وہ خود بیان کرتی ہیں کہ میں نے خواب میں اپنے پیڑ پر گراہی سے ان منہا کی شکایت کی جو دو گولے مجھ پر آپ کی وفات کے بعد کیے تھے۔ تو میرے بابا نے فرمایا: بیٹی! تمہارے لیے آخرت میں وہ ہے جو متقین کے لیے وہاں فراہم ہے اور تم عنقریب میرے پاس آنے والی ہو۔

حضرت جعفر بن محمد علیہ السلام نے اپنے آباؤں کے نام سے روایت کی ہے کہ جب جناب فاطمہ زہرا کا وقت وفات قریب آیا تو آپ رونے لگیں۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے پوچھا: سیدہ! کیوں روتی ہے؟ انہوں نے کہا: میں یہ خیال کر کے رو رہی ہوں کہ میرے بعد آپ کو کیا معائب برداشت کرنے پڑیں گے جعفر علی نے فرمایا: تم نہ روؤ، اللہ کی راہ میں یہ تمام معائب میری نظر میں ہیں۔ پھر آپ نے وصیت کی کہ میرے جنازے پر شیخین کو آنے کی اجازت نہ دیجیے گا جناب امیر المومنین علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔



○ حشر کے روز اللہ تعالیٰ کی نظر میں

○ جناب فاطمہ زہرا کا مرتبہ و عظمت

① خالون جنت کا میدان حشر اور جنت میں استقبال

فلان کر کے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ میں نے جناب امیرالمؤمنین علی ابن ابی طالب بیان کرتے ہوئے سنا کہ ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمہ کے پاس تشریف لائے تو دیکھا کہ جناب فاطمہ زہرا محزون و مغموم ہیں۔

آپ نے پوچھا بیٹی رنجیدگی کا کیا سبب ہے؟ انھوں نے عرض کیا، یا با جان، آپ نے (ایک بار) روزِ محشر کا ذکر کیا تھا کہ روزِ لوگ برہنہ محسور ہوں گے۔

آپ نے فرمایا، بیٹی وہ ایک عظیم دن ہوگا، مگر جبریل امین نے اللہ کی جانب سے یہ خبر دی ہے کہ بروزِ قیامت سب سے پہلے جس کے لیے زمین شگافتہ ہوگی، وہ میں اس کے بعد میرے جد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوں گے، پھر تمہارے شوہر علی ابن ابی طالب اس کے بعد اللہ تعالیٰ جبریل امین کو ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ نازل فرمائے گا وہ تمہارے قبر پر سات نیچے نصب کریں گے۔ پھر اسرافیل جنت سے نور کے تین حلقے لیکر آئیں اور تمہارے سر بالیں کھڑے ہو جائیں گے اور جبریل امین آواز دیں گے۔ لے فاطمہ بنت محمد محشر میں چلنے کے لیے اُٹھیے۔

اُس وقت تم اطمینان سے اٹھو گی، تم برہنہ نہ ہو گی، تب اسرافیل تم کو وہ نوری حلقے دیں گے، تم ان کو پہنو گی۔

پھر روقائیل نامی ایک فرشتہ نور کا ناقہ لے کر حاضر ہو گا جس کی مہارت ازہر ہو گی کی ہو گی جس میں سونے کی ڈوری ہو گی، تم اس پر سوار ہو گی۔ روقائیل اس کی مہار لیکر چلیں گے تمہارے آگے آگے ستر ہزار فرشتے ہوں گے، ان کے ہاتھوں میں تیسرے کے علم ہوں گے جب تمہاری سواری آگے بڑھے گی تو ستر ہزار حورانِ جنت تمہارے استقبال کے لیے آئیں گی جو بیوی مسرور

ہر ایک کے ہاتھ میں نور کی ایک اینگٹھی ہو گی جس سے بغیر کسی آگ کے عود کی خوشبو پھیل رہی ہو گی ان حوروں کے سروں پر سبز زبرجد کے تاج ہوں گے۔ یہ حوریں تمہارے دلہنے جانب چلیں گی تم سمجھ آگے بڑھو گی تو مریم بنت عمران تمہارے استقبال کو آئیں گی، ان کے ساتھ بھی وہی سامان ہو گا جو تمہارے ساتھ ہو گا۔ وہ تم کو سلام کریں گی اور مع اپنے خدم و حشم کے تمہارے بائیں جانب تمہارے ساتھ ساتھ چلیں گی۔

اس کے بعد تمہاری مادرِ گرامی خدیجہ بنت خویلد تمہارے استقبال کو آئیں گی جو تمام عورتوں میں سب سے پہلے اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لائیں۔ ان کے ہمراہ بھی ستر ہزار ملک ہو گے جو اپنے ہاتھوں میں تکبیر کے علم لیے ہوئے ہوں گے۔ جب تم اس جمع کے پاس پہنچو گی تو ایک حورا تمہارے استقبال کو آئے گی، اُس کے ساتھ ساٹھ ہزار حوریں ہوں گی اور اس کے ساتھ آسیہ بنت مرہم بھی ہوں گی۔ پھر یہ سب مع اپنے ساتھ کی تمام حوروں وغیرہ کے تمہارے ہمراہ چلیں گی اور اہلِ محشر کے درمیان آئیں گی، کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام خلائق کو ایک ہی میدان میں اس طرح محسور کرے گا کہ ان سب کے قدم برابر ہوں گے۔

اس کے بعد ایک منادی عرش کے نیچے سے ندا کرے گا اور اُس کی ندا کو تمام اہلِ محشر سنیں گے۔ لے اہلِ محشر! اپنی آنکھیں بند کر لو تاکہ فاطمہ بنت محمد اور ان کے ہمراہ عورتیں بھی گزر جائیں۔ پس لے بیٹی! اُس دن کو فی شخص تمہاری طرف نہیں دیکھ سکے گا سوائے حضرت ابراہیم خلیل اللہ سلام اللہ علیہ اور علی ابن ابی طالب کے۔ پھر حضرت آدم حوا کو طلب کریں گے تو وہ ان کو تمہاری والدہ خدیجہ کے ساتھ پائیں گے جو تمہارے آگے ہوں گی۔

اس کے بعد تمہارے لیے ایک نور کا منبر نصب کیا جائے گا جس کے ساتھ زینے ہوں گے، ایک زینے سے دوسرے زینے کے درمیان ملائکہ کی صفیں ہوں گی ان کے ہاتھوں میں نور کے علم ہوں گے حورانِ جنت اُس منبر کے دلہنے اور بائیں حلقہ کیے ہوں گی تمہارے منبر کے بائیں جانب قریب ترین عورتیں حضرت حواء اور حضرت آسیہ ہوں گی جب تم اس منبر کے سب سے بلند زینے پر پہنچو گی تو تمہارے پاس جبریل امین آکر عرض کریں گے: لے فاطمہ، آپ اپنی حاجت بیان فرمائیں کیا چاہتی ہیں؟

تم کہو گی: پروردگارا! تو مجھے میرے بیٹوں حسن و حسین کو دکھا دے۔ پس وہ دونوں تمہارے پاس اس حالت میں آئیں گے کہ حسین کی کٹی ہوئی گردن سے خون جاری ہو گا اور اس سے آواز آئے گی: پروردگارا! تو آج میرا اشقام ان لوگوں سے لے کر لے کر مجھ پر ظلم کیا ہے۔

اس وقت رب جلیل غضب میں آئے گا اس کے غضب کے باعث جہنم اور تمام ملائکہ غضب میں آجائیں گے اور جہنم سے ایک خوفناک آواز آئے گی اور اندر سے ایک فوج نکلے گی جو قاتلان حسین اور ان کی اولادوں اور نسلوں وغیرہ کو چن چن کر مچلے گی۔

وہ لوگ کہیں گے، پروردگارا! ہم تو قتل حسین کے وقت موجود ہی نہ تھے (مگر ان کا یہ عذر مسموع نہ ہوگا) اللہ تعالیٰ جہنم پر متعین فرشتوں کو حکم دے گا، دیکھو! ان میں جتنے نیل آنکھوں اور سیاہ چہرے والے لوگ ہیں ان سب کو پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر جہنم کے سب سے نیچے پھینکے (درک اسفل) میں ڈال دو کیونکہ یہ حسین کے دوستوں کے ساتھ دشمنی کرنے میں اس دشمنی سے بڑھ گئے تھے جو ان کے آباء و اجداد کو حسین سے تھی اور انہوں نے حسین کو قتل کیا تھا۔

پھر جبریل کہیں گے، فاطمہ! مزبور جو حاجت ہو بیان کرو۔ تم کہو گی: پروردگارا! میرے شیعہ؟

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے انہیں معاف کیا۔

تم کہو گی: پروردگارا! اور میرے بچوں کے دوستدار؟

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے انہیں بھی معاف کیا۔

تم پھر کہو گی: پروردگارا! میرے دوستوں کے دوست؟

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: لے فاطمہ! تم جنت میں تو چلو، جو بھی تم سے متمسک رہا ہے وہ

مجھ سے ہمراہ جنت میں جائے گا۔

اس وقت تمام خلائق حسرت سے کہے گی، کاش، ہم بھی فاطمہ کے دوستدار ہوتے

پس تم جنت کی طرف روانہ ہو جاؤ گی اور تمہارے ساتھ تمہارے دوستدار تمہارا

بچوں کے دوستدار اور علی بن ابی طالب امیر المؤمنین کے دوستدار ہوں گے۔ یہ سب مٹھن ہونگے

ان کی شہرہ گاہیں ستور و پوشیدہ ہوں گی، ان سے قسم کے رنج و غم دور ہونگے، دیگر تمام لوگ خود

ہراس میں مبتلا ہوں گے، مگر انہیں کوئی خوف ہی نہ ہوگا۔ سب لوگ پیاسے ہوں مگر وہ پیاسے نہ ہونگے

جب تم دروازہ جنت پر پہنچو گی تو بارہ ہزار حوریں تمہارے استقبال کے لیے باہر

نکلیں گی جنہوں نے تم سے پہلے یا بعد کسی کا استقبال نہ کیا ہوگا۔ ان کے ہاتھوں میں نور کے ترے

ہوں گے وہ نور کی سواروں پر سوار ہوں گی جن پر زرد سونے کے اور سرخ یا قوت کے ہودج ہوں گے

ان کی مہار میں تازہ موتیوں کی ہوں گی، ہر سواری پر سانس کا فرش ہوگا۔ جب تم جنت میں داخل

ہو گی تو اہل جنت تمہیں مرحبا کہیں گے، تمہارے شیعوں کے لیے جو اہرات کے خوان نور کے پایوں

پر رکھے جائیں گے اور وہ ان خوانوں سے کھانے میں مشغول ہو جائیں گے جبکہ دوسرے لوگ اسی میدان

میں اپنا حساب کتاب دے رہے ہوں گے۔

اس کے بعد جب تمام اولیاء اللہ جنت میں اپنی اپنی جگہوں پر پہنچ جائیں گے تو حضرت آدم اور ان کے بعد کے انبیاء و صحابی زیارت کو آئیں گے۔

جنت کے بالکل وسط میں ایک ڈال کے دو موتی ہوں گے۔ ایک سفید ہوگا

دوسرا زرد۔ ان دونوں موتیوں کے اندر بہت سے قصر اور گھر تراش کر بنائے ہوتے ہونگے

ہر موتی کے اندر ستر ہزار گھر ہوں گے۔ سفید موتی میں ہمارے اور ہمارے شیعوں کے گھر ہیں

اور زرد موتی میں حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم کے گھر ہیں۔

فاطمہ زہرا نے عرض کیا، بابا، میں نہیں چاہتی کہ آپ کی وفات کا دن دیکھوں

یا آپ کے بعد ایک دن بھی زندہ رہوں۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بیٹی! جبریل نے مجھے خبر دی ہے

کہ تو میرے بعد زندہ رہے گی مگر میرے اہل بیت میں سب سے پہلے تو مجھ سے ملحق ہوگی۔

پس دلیل عظیم ہے اس کے لیے جو تجھ پر ظلم کرے اور کامران و کامیاب ہے وہ جو تیری نصرت

اور مدد کرے۔

عطا کا بیان ہے کہ ابن عباس جب بھی اس حدیث کو بیان کرتے تو اس

کے بعد اس آیت کی تلاوت ضرور کرتے تھے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلْتَنَا هُمْ مِنْ عَدْلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ يُكْفَىٰ أَمْثِلًا

لِيَمَا كَسَبَ رَبِّهِمْ • (سورہ طور آیت ۲۱)

جو لوگ ایمان لائے اور ان کی ذریت نے ان کا اتباع کیا تو ہم ان کی ذریت

کو (جنت میں) ان سے ملحق کر دیں گے اور ان کے عمل کی جزا میں کوئی کمی نہیں

کریں گے۔ ہر شخص وہی پائے گا جو اس نے کیا ہے۔ (تفسیر زات)

② = خاتون جنت کا جنت میں داخلہ

ابو القاسم علوی حسنی نے من

فلاں عن فلاں کر کے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ بروز قیامت ایک منادی ندا کرے گا

» يَا مَعْشَرَ الْخَلَائِقِ غَضَبُوا الْبَصَارَ كَع... الخ لے گروہ خلائق اپنی آنکھیں

بند کر لو تاکہ فاطمہ زہرا بنت محمد مصطفیٰ کی سواری یہاں سے گزر جائے۔

پس آپ ہی وہ پہلی ہستی ہوں گی، جن کو جنت کی خلعت پہنائی جائیگی اور بارہ ہزار خورانِ جنت آپ کے استقبال کے لیے جنت سے آئیں گی جنہوں نے اس سے قبل کسی کا استقبال نہ کیا ہو گا۔ جناب فاطمہ زہرا اور وہ حوریں ایسے ناقوں پر سوار ہوں گی جن کے پاؤں یا قوت کے ان کی مہاریں موتیوں کی، ان کی عماریاں گوہر آبدار کی ہوں گی ہر عساری میں سُنْدُس کی تو شک بھی ہوتی ہوگی۔ یہ سب ناقوں پر مراط سے گذر کر جنت میں پہنچیں گی تو اہل جنت انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوں گے۔

جنت کے وسط میں کچھ سفید رنگ کے قہر ہوں گے کچھ زرد رنگ کے۔ یہ قہر ایک ڈال موتی کے نرے ہوں گے۔ سفید قہروں میں ستر ہزار گھر محمد و آل محمد علیہم السلام کے لیے ہوں گے اور زرد قہروں میں ستر ہزار گھر حضرت ابراہیم و آل ابراہیم کے لیے ہوں گے جنت میں پہنچ کر حضرت فاطمہ زہرا ایک نور کی کرنی پر بیٹھ جائیں گی اور باقی افراد آپ کے گرد حلقے میں بیٹھ جائیں گے اس وقت جناب فاطمہ زہرا کے پاس ایک ملک بھیجا جائے گا جو نہ اس سے قبل کسی کے پاس بھیجا گیا اور نہ اس کے بعد کسی کے پاس بھیجا جائے گا۔ کہے گا کہ اسے فاطمہ زہرا آپ کا رب آپ پر بہت مہربان ہے اور آپ کو بعد تکھ درود و سلام کہہ لایا ہے، اور یہ فرمایا ہے کہ تم جو چاہو مانگو میں عطا کروں گا۔

جناب فاطمہ زہرا عرض کریں گی: اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر طرح کی نعمتیں عطا فرمادی ہیں اور اپنے کرم اور بزرگی سے مجھے نوازا ہے، اپنی جنت میرے لیے مباح کر دی ہے میں اب اللہ تعالیٰ سے اپنی ذریت اور ان کے دوستوں کے متعلق سوال کرتی ہوں کہ ان کو بھی جنت میں داخل کر دے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ جناب فاطمہ کو ان کی ذریت اور جس نے ان کی ذریت کو (فاطمہ کی وجہ سے) دوست رکھا ہے اور جناب فاطمہ کی خاطر ان کی حفاظت کی ہے (جنت اور دیگر نعمات) عطا فرمائے گا۔

جناب فاطمہ اللہ تعالیٰ کی بخشش اور عطا دیکھ کر عرض کریں گی
"الحمد لله الذي اذهب عنا الحزن واقر بعيني" (حمد ہے اُس اللہ کی جس نے ہم سے حزن کو دور فرمایا اور میری آنکھوں کو ٹھنڈا کیا۔)"

جعفر کا بیان ہے کہ میرے والد کہا کرتے تھے کہ جب ابن عباس اس حدیث کو یاد کرتے تو فوراً اس آیت کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ • (سورہ طور آیت ۲۱) (تفسیر فرات)

۳ = اہل محشر کو آنکھیں بند کرنے کا حکم

سمعانی نے اپنے رسالے "قوامیہ" میں زعفرانی نے فضائل صحابہ میں، اسٹنہی نے کتاب اعتقاد اہل سنت میں، عکبری نے ابانہ میں، احمد نے کتاب فضائل میں اور ابن یوزن نے اپنی کتاب "الربعین" میں اپنے اپنے اسناد کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے، کہ روز قیامت تمام لوگ پروردگارِ عالم کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ اُس وقت پردے کے اندر سے ایک منادی ندا کرے گا: (آواز قدرت)

"ايها الناس غضوا ابصاركم ونكسوا رؤسكم فان فاطمة بنت محمد تجوز على الصراط." رے لوگو! اپنی آنکھیں بند کرو اور اپنے سروں کو جھکا لو کیونکہ فاطمہ بنت محمد کی سواری بلِ صراط سے گذرنے والی ہے۔ اور البواب کی روایت میں ہے کہ پھر فاطمہ زہرا کے ساتھ ستر ہزار خود بھی جسبلی کی طرح بلِ صراط سے گذر جائیں گے۔ (مناقب ابن شہر آشوب)

• دیگر:

شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اپنے اسناد کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق سے روایت کیا ہے کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو ایک میدان میں اکٹھا فرمائے گا پھر ایک منادی ندا کرے گا: "سب اہل محشر اپنی آنکھیں بند کر لیں اور اپنے سروں کو جھکا لیں تاکہ فاطمہ بنت محمد بلِ صراط سے گذر جائے۔"

آپ نے فرمایا، پس سب لوگ اپنی آنکھیں بند کر لیں گے اُس وقت فاطمہ زہرا جنت کے ایک ناقے پر سوار ہو کر ستر ہزار فرشتوں کے حلقے میں میدانِ جنت میں وارد ہوں گی اور ایک معزز مقام پر کھڑی ہو جائیں گی، پھر وہ اپنے ناقے سے اتریں گی اور امام حسین علیہ السلام کا خون بھرا پیراں ہاتھ میں لیکر یوں فریاد کریں گی:

"پروردگارا! یہ میرے بچے حسین کا پیراں ہے اور تجھے خود معلوم ہے کہ اس کے ساتھ جو سلوک کیا گیا۔"

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آنے گی اُسے فاطمہ! میری مرضی تمہارے حوالے سے (جو کہو گی وہی کیا جائے گا)

جناب فاطمہ زہرا عرض کریں گی، پروردگارا! میں حسین کے قاتلوں سے انتقام چاہتی ہوں۔

پس اللہ تعالیٰ جہنم کے ایک شعلے کو حکم دے گا، وہ شعلہ جہنم سے نکل کر میدانِ حشر میں سے قاتلانِ حسین کو اس طرح چمک لے گا جس طرح کوئی کبوتر دانہ چمکتا ہے، پھر وہ شعلہ ان لوگوں کو لیکر جہنم میں واپس پلٹ جائے گا، اور وہ لوگ وہاں پر طرح طرح کے اذیت ناک عذاب میں گرفتار کر دیے جائیں گے۔

اس کے بعد جناب فاطمہ زہرا اپنے ناکہ پر سوار ہو کر جنت میں داخل ہوئی، ملائکہ آپ کے ہمراہ ہوں گے، فاطمہ کی ذریت ان کے آگے آگے ہوگی۔ ان کے چلنے والے فاطمہ زہرا کے داہنے اور بائیں ساتھ ساتھ ہوں گے۔

④ حضرت امام حسین کا میدانِ حشر میں آنا

حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: ”قیامت کے دن فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے لیے ایک نور کا خمبہ نصب کیا جائے گا، اس کے بعد امام حسین علیہ السلام وہاں اس طرح آئیں گے کہ اپنا سر بڑبڑہ اپنے ہاتھوں پر لیے ہوں گے۔ ان کو اس حال میں دیکھ کر آپ ایک چیخ ماریں گی، جس کو سن کر کوئی منکب مقرب، کوئی نبی مرسل اور کوئی عبد مومن ایسا نہ ہوگا جو فاطمہ زہرا کے حالِ نادر پر آنسو نہ بہائے گا۔“

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کسی شخص کو بشکل انسان بھیجے گا جو امام حسین کے قاتلوں سے جنگ کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جنھوں نے امام حسین کو قتل کیا تھا اور ان کے خلات سامانِ جنگ مہیا کیا تھا، یا لشکرِ اعداء میں کسی طرح بھی شرکت کی تھی، ان سب کو ایک جگہ اکٹھا کرے گا، پھر وہ شخص تمام اعداءِ حسین کو ایک ایک کر کے قتل کر دے گا۔ اس کے بعد مقتولین کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا، اس مرتبہ امام حسین کے پیرِ عالی قدر (علی امیر المؤمنین) ان سب کو قتل کریں گے۔ اس کے بعد وہ لوگ پھر زندہ کیے جائیں گے اور ان سب کو امام حسن قتل کریں گے۔ اس کے بعد پھر سب کو زندہ کیا جائے گا، اس دفعہ ان سب کو امام حسین قتل کریں گے۔ اسی طرح وہ لوگ بار بار زندہ کیے جائیں گے اور ہماری ذریت میں سے کوئی ایسا نہ بچے گا جو ان لوگوں کو قتل نہ کرے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ فاطمہ کے دل سے

غضب اور فسوس کو دور کر دے گا۔

اس کے بعد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ہمارے شیعوں پر رحم فرمائے، خدا کی قسم یہی وہ لوگ ہیں جو حقیقت میں مومن ہیں، کیونکہ ان لوگوں نے ایک عرصہ طویل تک حزن و دلال میں ہمارے ساتھ شرکت کی۔ (نواب الاعمال)

• دیکھو:

روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن فاطمہ زہرا اپنی عزیز عورتوں کے حلقے میں میدانِ حشر میں آئیں گی تو ان سے کہا جائیگا کہ اے بنتِ رسول! جنت میں داخل ہو جاؤ۔

آپ عرض کریں گی، جب تک میں یہ نہ دیکھ لوں کہ میرے فرزند حسین کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا ہے، میں ہرگز جنت میں داخل نہ ہوں گی۔

خطاب ہوگا کہ میدانِ قیامت میں نظر کرو۔

جب آپ نظر کریں گی تو امام حسین کو اس طرح دیکھیں گی کہ ان کے جسم پر سرنہ ہوگا۔ آپ یہ منظر دیکھ کر ایک چیخ ماریں گی اور مصروفِ آہ و بکا ہو جائیں گی، ان کو روٹنا ہوا دیکھ کر میں بھی رونے لگوں گا اور تمام فرشتے بھی مصروفِ گریہ ہو جائیں گے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کو جلال آئے گا اور وہ ایک قسم کی آگ کو جسے ہبیب کہتے ہیں اور جسے اللہ تعالیٰ نے ہزار سال تک اپنے غضب کی ہوائے عجز کا یا ہے اور جو جلتے جلتے سیاہ پڑ گئی ہے جس میں خوشی و مسرت کبھی داخل نہ ہوگی اور جس میں غم بھی باہر نہ نکلے گا۔ اس آگ کو اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ ان قاتلانِ حسین کو جو حاملینِ قرآن بھی ہیں نکلے۔

پس وہ شعلہ جہنم ان سب کو نکل لے گا۔ جب یہ لوگ اس کے جوت میں پہنچیں گے تو جہنم بھی چیخ اٹھے گی اور وہ لوگ بھی جہنم میں آئیں گے اور واضح الفاظ میں کہیں گے، پروردگارا! تو نے ہمیں بت پرستوں سے بھی پہلے کیوں داخل جہنم کر دیا۔

جواب ملے گا کہ جو باوجود علم کے گناہ کرتا ہے اس کو ایسی ہی سزا دی جاتی ہے اور جو لاعلمی میں گناہ کرتا ہے اس کو ایسی سزا نہیں ملتی، بلکہ اس کے لیے معافی کی گنجائش ہے۔ (نواب الاعمال)

• دیکھو:

حضرت علی سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا کہ بعد قیامت فاطمہ زہرا کے سامنے امام حسین کا سر بڑبڑہ پیش کیا جائے گا جس سے خون ٹپک رہا ہوگا۔ اس سرِ اقدس کو دیکھ کر فاطمہ فریاد کریں گی:

”واولادہ واشمرۃ فواداہ“ ہائے میرے لال ہائے میرے میوہ دل
 فاطمہ زہرا کی فریاد سن کر ملائکہ بھی فریاد کرنے لگیں گے اور اہل محشر کہیں گے کہ:
 اے فاطمہ! آپ کے فرزند کے قاتل کو اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کڑا رہیگا۔
 اُس وقت خدائے جلیل کی آواز آئے گی، ہاں بیشک، میں حیثین کے قاتل اور
 اس قاتل کے دوستوں اور اس کے ماننے والوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کروں گا۔
 فاطمہ زہرا اُس روز جنت کے ایک آرامستہ و سپرستہ نائقے پر سوار ہونگی
 جس کے رخسار کشادہ، آنکھیں بڑی، سرخالص سونے کا، گردن مشک و عنبر کی، مہار نہر جہیز
 کی اور موتیوں کی جھول (بطور زین) اُس کی پشت پر پڑی ہوگی۔ پھر اس پر ایک ہودج ہوگا،
 جس پر نور الہی کے پردے پڑے ہوں گے، وہ ہودج رحمت الہی سے پڑ ہوگا، اُس کی مہار دنیا
 کے فرسخوں کے حساب سے ایک فرسخ (تین میل) طویل ہوگی، ستر ہزار منک اس ہودج کو
 چاروں طرف سے حلقہ کیے ہوئے ہوں گے۔ اور تسبیح و تحمید و تہلیل و تکبیر میں مشغول ہوں گے
 اور خدا کی حمد و ثنا کرتے ہوں گے۔ اس کے بعد ایک منادی عرش کے نیچے سے آواز دے گا
 ”اے اہل محشر! اپنی آنکھیں بند کر لو کیونکہ فاطمہ بنت رسول کی سواری پہلے
 سے گذر رہی ہے۔“

پس فاطمہ زہرا اور ان کے شیعہ علی صراط سے جہلی کی طرح گذر جائیں گے
 اور فاطمہ زہرا کے دشمن اور ان کی اولاد طاہرین کے دشمن جہنم کی آگ میں ڈال دیے جائیں گے
 (شواب الاحمال)

(۵) = جناب فاطمہ زہرا کی فریاد

حضرت علی ابن امام موسیٰ الرضا نے اپنے آباؤں کو کرام سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
 میری بیٹی فاطمہ زہرا قیامت کے دن اس طرح محسوس ہوگی کہ اس کے پاس کچھ
 خون آلود کپڑے ہوں گے اور وہ قائمہ عرش کو کھٹ کر فریاد کرے گی کہ: ”اے سب سے بڑے
 عادل! میرے اور میرے فرزند حیثین کے قاتلوں کے درمیان فیصلہ فرمادے۔“
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: رب کعبہ کی قسم اللہ تعالیٰ
 ان کے درمیان ضرور فیصلہ فرمائے گا۔

(عیون الاخبار الرضا)

”صحیفۃ الرضا“ میں بھی اسی کے مثل روایت نقل کی گئی ہے۔

(۶) = شفاعت

طاہقان نے محمد بن جریر طبری سے اور اس نے اپنے اسناد
 کے ساتھ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے جابر
 ابن عبد اللہ انصاری سے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جب قیامت
 کا دن ہوگا تو میری بیٹی فاطمہ زہرا جنت کے ایک نائقے پر سوار ہوگی جس کی مہار نہر جہیز
 نائقے کے دونوں پہلوؤں پر ریشم و دیباچ کے جھول لٹک رہے ہوں گے۔ اُس کی مہار تار و موتیوں
 کی، پاؤں زبر و سبز کے، دم مشک اذفر کی اور آنکھیں سرخ یا قوت کی ہوں گی۔

اُس کی پشت پر نور کا ایک ہودج ہوگا، جس کا باطن اس کی ہڈیوں کے برابر ہوگا
 ہوگا اور باطن طاہر سے نظر آئے گا، اُس کا باطن عفو الہی سے ملے ہوگا اور باطن عفو الہی سے گھرا
 ہوگا، اُن کے سر پر نور کا ایک تاج ہوگا جس کے سرگوشے نور سے بنے ہوں گے اور نور الہی سے
 سے مرتضیٰ ہوگا اور یہ جواہرات میدان حشر میں یوں چمکتے ہوئے ہوں گے جیسے میدان حشر میں چمکتے ہیں۔
 پھر آپ کی داہنی جانب ستر ہزار فرشتے اور بائیں جانب ستر ہزار فرشتے ہوں گے۔
 جبریل امین نائقے کی مہار تھا ہے ہوتے باواز بندندہ کر سیکے کہ وہی ہوں گے اور ان کے
 کرو تاکہ فاطمہ بنت محمد کی سواری میدان حشر سے گزرتی ہوگی اور وہی ہوں گے اور ان کے
 اُس وقت کوئی رسول، کوئی نبی، کوئی صدیق، کوئی امام، کوئی جلیل القدر، کوئی
 اعلان کو سن کر اپنی آنکھیں نہ بند کرے۔ پھر آپ میدان حشر میں ہوں گے اور ان کے
 پہنچیں گی، اور خود کو وہاں نائقے سے گرا دیں گی اور فریاد کریں گی کہ: ”اے میرے
 ” اے میرے اللہ! میرے مالک! تو میرے اور محمد کے درمیان فیصلہ فرمادے۔“
 فیصلہ فرمادے، نیز میرے درمیان اور میرے بچے کے قاتلوں کے درمیان فیصلہ فرمادے۔“
 اس وقت خداوند عالم کا خطاب ہوگا: ”اے میرے محبوب! تم جو چاہو مانگو، لو، میں تمہیں عطا کروں گا۔ جس کی تم چاہو، میں تمہیں عطا کروں گا۔
 کروں گا۔ میں اپنی عزت و جلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آج کل میں نے کوئی شخص کو
 فاطمہ زہرا عرض کر سکی، اے میرے اللہ! میرے مالک! میں نے کوئی شخص کو
 اپنے شیعوں اور اپنی خدیت کے شیعوں کی شفاعت کرتی ہوں۔ لہذا اللہ عز و جل
 ہیں فاطمہ کی اولاد، ان کے شیعہ، ان کے محب ان کی اولاد کے شیعہ، ان کے محب ان کی اولاد کے شیعہ،
 کہ چاروں طرف رحمت فرشتے حلقہ کیے ہوں گے فاطمہ ان کے آگے ہوں گی تا ان کے

جناب فاطمہ زہرا کی اولاد کا ذریعہ رسول اللہ ہونا

① امام حسن و امام حسین رسول اللہ کے
صلبی فرزند ہیں، قرآن مجید سے ثبوت

احتجاج طبرسی میں ابو الجارود

سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا:

اے ابو الجارود! لوگ امام حسن و امام حسین کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

میں نے عرض کیا کہ لوگ انکار کرتے ہیں کہ وہ فرزندان رسول ہیں۔

آپ نے فرمایا: پھر تم نے ان لوگوں کے سامنے ان کے قول کی مخالفت پر کونسی

دلیل پیش کی؟

میں نے عرض کیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ان کی رد کر دی جو اللہ

نے حضرت صلی کے متعلق فرمایا ہے کہ:

”وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ ذَاؤُدَّ وَكُلُّ مِّنَ الصَّالِحِينَ ۝“

(سورۃ آل عمران آیت ۷)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریم کو حضرت ابراہیم کی ذریعہ

میں تسرار دیا ہے۔

نیز میں نے ان لوگوں کے سامنے اس کی دلیل میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی پیش کیا:

”فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ آبْنَاءَنَا وَابْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ
وَآنْفُسَنَا وَآنْفُسَكُمْ“

(سورۃ آل عمران آیت ۷)

امام علیہ السلام نے فرمایا: پھر وہ لوگ کیا بولے؟

میں نے عرض کیا کہ ان لوگوں نے اس کا جواب یہ دیا کہ ہاں کبھی کسی لڑکی کی اولاد کو

بھی اپنی اولاد (بیٹا) کہہ دیا جاتا ہے مگر نواسہ اپنے نانا کی صلی اولاد نہیں ہوتا۔

یہ سن کر آپ نے فرمایا: اے ابو الجارود! بخدا میں اللہ کی کتاب سے اب ایک ایسی

آیت پیش کرتا ہوں جس کی رو سے امام حسن و امام حسین صلی رسول میں داخل ہیں اس کا کوئی

انکار نہیں کر سکتا اور وہ آیت یہ ہے:

”حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخْوَاتُكُمْ وَعَخْتُكُمُ
وَحَلَائِلُ أَبْنَاءِ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ“

(سورۃ نساء آیت ۲۳)

یعنی: (حرام کی گئیں تم پر تمہاری مائیں، تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری چھوہریاں

اور تمہارے ان بیٹوں کی بیویاں جو تمہارے صلب سے ہوں۔)

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: اے ابو الجارود! ان منکروں سے بچو کہ کیا رسول اللہ

کے لیے یہ جائز ہے کہ حسن و حسین کی ازواج سے نکاح کریں؟ اگر وہ کہیں کہ: جائز تھا تو اللہ

یہ جھوٹ ہے اور اگر وہ کہیں کہ جائز نہیں تھا، تو یہ دونوں (حسن و حسین) خدا کی قسم، رسول اللہ کے

صلبی بیٹے قرار پاتے کیونکہ ان کی بیویاں، رسول اللہ پر صرف اس لیے حرام ہیں کہ یہ دونوں ان کی

صلبی اولاد ہیں (یعنی ان کے صلب سے ہیں) (منقہ ابن شہر آشوب)

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ اس روایت کو تحریر کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ اولادِ فاطمہ پر

ابن اور ولد کا اطلاق بہت ہوا ہے۔ اس مطلب کی بہت سی احادیث باب احتجاج رضائیں پیش کی

جا چکی ہیں اور باقی احادیث (باب احتجاج موسیٰ بن جعفر سے خلفاء زمانہ) میں مذکور ہوں گی۔

مذکورہ آیت سے امام محمد باقر علیہ السلام نے جو استدلال فرمایا ہے۔ غالباً اس کی

وجہ یہ ہے کہ تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ لڑکی کا لڑکا (نواسہ) اس آیت میں داخل ہے اور

در اصل یہ حقیقی اطلاق ہے اور یہ لوگ اس آیت سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ نواسہ کی بیوی نانا پر حرام

اور یہ استدلال اس وقت درست ہوگا جبکہ نواسہ کو نانا کی صلی اولاد مان لیا جائے اور موضوع پر

پوری بحث انشاء اللہ ابواب خمس میں کی جائے گی۔

تفسیرات میں ابو الجارود کی یہی روایت الفاظ کے معمول اختلاف کے ساتھ قوم ہے

• کتاب کافی میں بھی عبدالصمد سے یہی روایت ہے۔

تذنیب: کیا امام حسن و امام حسین کو فرزندانِ رسول کہا جاسکتا ہے؟

عبدالمجید بن ابی الحدید مفضل شارح پنج السباعہ نے جناب امیر المؤمنین کے اس

قول کے ذیل میں جو آپ نے صفین میں امام حسن کو میدان جنگ کی طرف دوڑنا ہوا دیکھ کر فرمایا تھا کہ:

اس لڑکے کو روک لو کہیں یہ میری مکر نہ توڑے کیونکہ مجھ کو ان دونوں (حسن و حسین) کا بڑا خیال ہے۔

کہیں ان کے مرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل منقطع ہو جائے۔
 شارح موصوف تحریر کرتے ہیں کہ اگر تم یہ کہو کہ کیا حسن و حسین اور ان کی اولاد کو
 ابن رسول اللہ اور ولی رسول اللہ کہا جاسکتا ہے؟
 میں اس کے جواب میں کہوں گا کہ ہاں کہا جاسکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود ان
 دونوں کو رسول اللہ کا بیٹا کہا ہے، چنانچہ ارشاد رب العزت ہے:
 فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ آبَاءَنَا وَآبَاءَكُمْ... الخ
 اس میں اللہ تعالیٰ نے آبَاءَنَا سے حسن و حسین کو مراد لیا ہے۔
 نیز اگر کوئی شخص کسی کی اولاد کے لیے کچھ مال کی وصیت کر جائے تو لڑکی کی اولاد بھی
 اس مال کی مستحق ہوگی۔
 علاوہ بریں، اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریم کو حضرت ابراہیم کی ذریت قرار دیا
 اور اہل لغت نے بھی اس میں کوئی اختلاف نہیں کیا ہے کہ لڑکی کی اولاد کسی انسان کی نسل قرار نہیں
 دیا جاسکتی۔

اب اگر تم یہ کہو تو اللہ تعالیٰ کے اس قول کا کیا جواب دو گے کہ: مَا كَانَ
 مُحَمَّدًا أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ: محمد تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔
 میں اس کے جواب میں تم سے خود سوال کروں گا کہ بتاؤ اس آیت کے ہوتے ہوئے
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے فرزند ابراہیم بن ماری قبیلہ کے باپ تھے یا نہ تھے
 ابراہیم کے بارے میں جو تمہارا جواب ہوگا، وہی میرا جواب حسن و حسین کے بارے میں ہوگا۔
 دوسرا جواب جو سب میں مشترک ہے، وہ یہ ہے کہ اس آیت سے زید بن حارثہ مراد
 ہیں جن کو عربوں نے رسول اللہ کا بیٹا کہنا شروع کر دیا تھا، اور بجائے زید بن حارثہ کے زید بن محمد
 کہنے لگے تھے کیونکہ اہل عرب جن غلاموں کو مبتغی کرتے ہیں ان کو مبتغی کرنے والے کا بیٹا کہنے لگتے
 ہیں۔ لہذا، اللہ تعالیٰ نے اس قول سے اس رسم کو باطل کر دیا اور دور جاہلیت کے اس طریقے سے
 لوگوں کو منع فرمایا، اور کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں جو بالغ
 ہیں اور تمہارے درمیان معروف ہیں لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اپنے ان بچوں کے بھی باپ نہ تھے جن پر لفظ رجال (مرد) صادق نہیں آتا جیسے ابراہیم و حسین
 اس کے بعد علامہ ابن ابی الحدید مستزلی نے بعض اور اعتراضات کا ذکر کیا ہے اور
 اس کے جوابات دیے ہیں۔

۲۔ اولادِ فاطمہ ہی ذریتِ رسول ہے
 قرآن مجید سے ایک اور ثبوت

(علامہ مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں)
 میں نے مناقب کی ایک قدیم کتاب میں یہ روایت دیکھی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ہر ماں کی اولاد اپنے باپ کے نسب سے منسوب ہوتی ہے مولیٰ اولادِ
 فاطمہ کے، کہ میں ان کا باپ ہوں اور ان کا نسب ہوں۔
 ابوالحسن بن بشران نے اپنے اسناد کے ساتھ یحییٰ بن یعر عامری سے روایت کی ہے
 اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حجاج بن یوسف نے مجھے آدمی بھیج کر بلایا اور کہا: اے یحییٰ! کیا تمہارا یہ
 خیال ہے کہ وہ اولادِ عسلی جو فاطمہ کے لہجے سے ہے، اولادِ رسول ہے؟
 میں نے کہا: اگر آپ مجھے جان کی امان دیں تو میں اس کے مستحق کچھ کہوں؟
 حجاج نے کہا: میں نے امان دی۔

میں نے کہا: اچھا تو میں تمہارے سامنے قرآن مجید کی آیت پڑھا ہوں تمہارے سنو!
 ” وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ كُلًّا هَدَيْنَا وَنُوحًا هَدَيْنَا مِن
 قَبْلُ وَمِن ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَى
 وَهَارُونَ وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۗ وَذَكَرْنَا وَيْحَ يَحْيَىٰ وَيَعْقُوبَ
 الْيَاسِينَ كُلًّا مِّن الصَّالِحِينَ ۗ ”
 (سورۃ الانعام آیت ۸۴، ۸۵)

ترجمہ: (اور ہم اُسے (ابراہیم کو) اسماعیل اور یعقوب عطا کیے۔ ہم نے اُن سب کو ہدایت دی
 اور اُسے پیشتر نوح کو ہدایت دی اور اُس (ابراہیم) کی ذریت میں سے داؤد اور سلیمان
 اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ و ہارون کو بھی (ہدایت دی) اور ہم احسان کرنے والوں کو
 یونہی جزا دیتے ہیں۔ اور ذکریا و یحییٰ و عیسیٰ اور ایسا سب ہی صالحین میں سے تھے۔)
 اے حجاج! آپ کو بھی معلوم ہے کہ حضرت عیسیٰ کلمۃ اللہ و روح اللہ میں ان کو
 اللہ تعالیٰ نے بول مژدا حضرت مریم کے رحم میں بغیر باپ کے القا کیا ہے مگر اللہ نے ان کا شمار بھی
 حضرت ابراہیم کی ذریت میں کیا ہے۔

حجاج نے کہا: اچھا تو پھر تمہیں اس کے نشر کرنے کی کیا ضرورت ہے؟
 میں نے کہا: خدا نے اہل علم پر واجب کیا ہے کہ وہ جو کچھ جانتے
 اس کو نہ چھپائیں، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ

الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ (سورہ آل عمران آیت ۸۴)
ترجمہ: (اور جب اللہ نے ان لوگوں سے جنہیں کتاب دی گئی، عہد لیا، کہ تم نے واضح طور پر
لوگوں سے بیان کریں گے اور اُسے چھپائیں گے نہیں۔)
حجاج نے کہا، ٹھیک ہے مگر اب اس کا اعادہ نہ کرنا۔

دیکھو:

عامر شعبی کا بیان ہے کہ ایک شب کو حجاج نے مجھے بلانے کے لیے آدی بھیجا، مجھے
خطرہ محسوس ہوا، مجبوراً اٹھا، وضو کیا، اپنے گھر والوں سے وصیت وغیرہ کی، پھر حجاج کے پاس پہنچا
تو دیکھا کہ چمڑا اچھا ہوا ہے اور برہنہ تلوار سامنے رکھی ہوئی ہے۔ میں نے حجاج کو سلام کیا۔ اُس نے
میرے سلام کا جواب دیا۔ پھر بولا:

ڈرو نہیں، میں نے تم کو آج رات سے کل ظہر تک کے لیے امان دی ہے۔
پھر اُس نے مجھ کو اپنے پہلو میں بٹھایا، اور اس کے اشارے پر ایک شخص کو جوتوق
سلاسل میں پابجولاں تھا، حاضر کیا گیا۔
حجاج نے مجھ سے کہا، یہ شیخ کہتا ہے کہ حسن و حسین فرزندانِ رسول ہیں، یہ اپنی اس
بات کو قرآن سے ثابت کرے، ورنہ ابھی اسکی گردن اڑا دوں گا۔
میں نے کہا، امیر سید اس کو طوق و سلاسل سے آزاد کرے، پھر اس سے ثبوت
طلب کر، تاکہ یہ آزادی سے گفتگو کر سکے۔

چنانچہ اس کو طوق و سلاسل سے آزاد کر دیا گیا۔ اب جو میں نے دیکھا تو وہ سعید بن جبیر
تھے۔ یہ دیکھ کر مجھے برا غم ہوا۔ میں نے دل میں کہا، سعید جلا اس بات کو قرآن سے کیسے ثابت کریں گے۔
حجاج نے پھر کہا، سعید! تم نے جو کچھ کہا ہے، اُس کا ثبوت قرآن سے پیش کرو، ورنہ
میں ابھی تم کو قتل کرتا ہوں۔

سعید نے کہا، اے حجاج! تھوڑی سی مہلت تو دے۔

حجاج تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولا۔ قرآن سے دلیل پیش کر۔

سعید نے کہا، قدرے اور مہلت دے۔

حجاج پھر خاموش ہو گیا، پھر بولا، قرآن سے دلیل پیش کر۔

سعید نے کہا، بہتر ہے، اچھا سنو! اَهُؤذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ، وَ وَ هَبْنٰلَهٗ اسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ

وَ كَذٰلِكَ نَخْطِي الْمُحْسِنِيْنَ ، سائیک سعدؓ کو خاتمہ ہونے اور تملیح سر کرنا،

اب اس کے آگے ذرا تم پڑھو۔
حجاج نے آگے پڑھنا شروع کیا: وَ زَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيسٰى:
سعید نے کہا، ذرا ٹھہر جاؤ۔ اب یہ بتاؤ کہ حضرت عیسیٰ کا ذکر اس ذیل میں کیسے
آی ہے جبکہ وہ بغیر باپ کے تولد ہوئے تھے؟

حجاج نے کہا، کیسے نہ آئے، آخر یہ بھی تو ذریتِ ابراہیم میں ہیں۔

سعید نے کہا، اے حجاج! اگر حضرت عیسیٰ کا شمار ذریتِ ابراہیم میں ہے جن کے والد
ہی نہیں تھے بلکہ وہ حضرت ابراہیمؑ کی کئی پشتوں کے بعد نواسے ہیں، اس کے باوجود وہ ذریتِ ابراہیمؑ
کہلائے۔ لیکن حضرت امام حسنؑ و امام حسینؑ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب
ہونے کا بدرجہ اولیٰ حق رکھتے ہیں کیونکہ وہ حضرت تو جناب رسول اللہ کے بلا واسطہ نواسے ہیں۔
یہ سن کر حجاج نے حکم دیا، سعید کو دس ہزار دینار دیے جائیں اور یہ مال اُن کے ساتھ
ان کے گھر پہنچا دیا جائے۔

پھر اُس نے سعید کو رہا کیا اور واپس جانے کی اجازت دی۔

شعبی کا بیان ہے کہ جب صبح ہوئی تو میں نے دل میں کہا، میں سمجھتا تھا کہ میں قرآن کا
بڑا عالم ہوں، مگر اب معلوم ہوا کہ میں تو کچھ بھی نہیں جانتا۔ چنانچہ میں سعید کی تلاش میں نکلا اور مسجد میں
پہنچا تو دیکھا کہ وہ دینار اُن کے سامنے پڑے ہوئے ہیں اور لوگوں کو دس دس دینار صدقہ بانٹ رہے
ہیں اور یہ کہتے جاتے ہیں هٰذَا كَلِمَةُ الْمَحْسِنِ وَالْمَحْسِنِ (یہ سب حسن و حسین کی
برکت ہے) اگر ہم نے ایک کو نارا ض کیا ہے تو ہزار کو خوش بھی کیا ہے اور اللہ اور اس کے رسول کو
اپنے سے راضی کر لیا ہے۔ (کتاب مناقب قدیم)

کتاب دلائل طبری میں فاطمہ کبریٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا، مہربانی کی ایک آل اور ذریت ہوتی رہی ہے جو اُس نبی کی طرف منسوب کی جاتی ہے اور میری
آل و ذریت وہ ہے جو میری طرف منسوب ہے۔

۳) بطنِ فاطمہ سے پیدا ہونے والوں کا شرف

حسن بن موسیٰ و شاربنداری

سے روایت ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ خراسان میں حضرت امام علی ابن موسیٰ الرضا
علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا، اس وقت وہاں زید بن موسیٰ بھی موجود تھے، کچھ لوگوں سے
اس وقت وہاں موجود تھے، فخر یہ کہنے لگے کہ ہم لوگ ایسے ہیں اور ویسے ہیں وغیرہ

حضرت امام رضا علیہ السلام نے زید کی باتیں سن کر فرمایا: اے زید! کیا تم کو ذرہ کے بقالوں کے قول پر فخر کرتے ہو کہ فاطمہ زہرا نے اپنے کو گناہوں سے بچائے رکھا، اسلئے پناہ پر اللہ نے ان کی ذریت پر آتش جہنم کو حرام قرار دے دیا ہے۔ خدا کی قسم یہ حدیث تو صرف حضرت امام حسن و امام حسین اور بنی جناب فاطمہ زہرا سے پیدا ہونے والوں کے لیے ہے۔

سنو! اگر موسیٰ بن جعفر علیہ السلام اللہ کی اطاعت میں دن کو روزہ رکھیں اور رات کو عبادت کریں، اور تم اللہ کی نافرمانی کرو، پھر روز قیامت دونوں اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں اور وہاں دونوں کے ساتھ یکساں سلوک ہو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ تمہارا مرتبہ اللہ کے نزدیک تمہارے باپ سے بھی زیادہ ہے۔ یاد رکھو! حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ:

” لِمَ حَسَنًا كِفْلَانٍ مِنَ الْاَجْرِ وَمَلْسِينًا صَعْفَانٍ مِنَ الْعَذَابِ “
(ہمارے نیکو کاروں کے لیے دو برابر اجر و ثواب ہے اور ہمارے بدکاروں کے لیے دو برابر عذاب ہے۔)

حسن اوشار کا بیان ہے کہ پھر آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے حسن! تم لوگ اس آیت کو کس طرح پڑھتے ہو؟

” يَنْوَحُونَ اِنَّهُ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ “

(سورۃ ہود آیت ۶۲)

میں نے عرض کیا: کچھ لوگ اس کو یوں پڑھتے ہیں کہ اِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ (اس کا عمل چونکہ غیر صالح ہے) اس لیے اے نوح! یہ تمہارے اہل سے خارج ہے اور کچھ لوگ اس کو یوں پڑھتے ہیں کہ اِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ (اے نوح!) یہ تمہاری اولاد ہی نہیں ہے یہ تو ایک غیر صالح شخص کی اولاد ہے۔

آپ نے فرمایا: نہیں، ہرگز ایسا نہیں ہے، وہ حضرت نوح کی ہی اولاد تھا، مگر چونکہ اس نے اللہ کی نافرمانی کی اس لیے اللہ اس کو ان کی ولدیت سے خارج کر لیا ہے۔ بس اسی طرح جو ہم میں سے اللہ کی اطاعت نہ کرے گا، وہ ہم میں سے نہیں ہے اور تم اگر اللہ کی اطاعت کرو گے تو ہم میں سے ہو گے۔ (معانی الاخبار)

نسائی نے اسدی سے اور اس نے صالح بن احمد سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔

(عیون الاخبار الرضا)

محمد بن مروان سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ فاطمہ زہرا نے خود کو خدا کی

گناہوں محفوظ رکھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کی ذریت کے لیے آتش جہنم کو حرام قرار دیدیا؟ آپ نے فرمایا: ہاں، مگر اس سے مراد صرف حسن و حسین و زینب و ام کلثوم ہیں۔ (معانی الاخبار)

• حاد بن عثمان سے روایت ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق سے عرض کیا، مولا! میں آپ پر قربان، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے کیا معنی ہیں کہ: ” ان فاطمۃ احصنت فرجھا فحرم اللہ ذریتھا علی النار “ (فاطمہ زہرا نے خود کو گناہوں سے پاک رکھا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے جہنم پر ان کی ذریت کو حرام قرار دیدیا۔)

آپ نے فرمایا جہنم سے بڑی ان کی صرف وہ ذریت ہے جو ان کے لطن سے پیدا ہوئی ہے۔ یعنی حسن و حسین، زینب اور ام کلثوم۔ (معانی الاخبار)

• حضرت امام رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ” فاطمہ نے خود کو گناہوں سے بچایا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کی ذریت کو جہنم پر حرام قرار دے دیا۔ (عیون الاخبار الرضا)

• مصباح الاوار میں بھی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی سند سے اسی کے مثل روایت بیان کی ہے۔

۴ — زید بن موسیٰ کو امام رضا کی تنبیہ

ماجیلویہ ابن متوکل اور بہرانی نے اپنے اسناد کے ساتھ یا سر سے روایت کی ہے کہ زید بن امام موسیٰ نے مدینہ میں خروج کیا۔ لوگوں کے گھر جلائے اور انہیں قتل کیا۔ اسی بنا پر ان کا لقب زید النار ہو گیا۔ چنانچہ مامون نے فوج بھیج کر انہیں گرفتار کرایا۔ جب وہ مامون کے سامنے پیش کیے گئے تو مامون نے کہا: ان کو ابوالحسن امام رضا علیہ السلام کے پاس لے جاؤ۔

یا سر کا بیان ہے کہ جب زید کو امام رضا علیہ السلام کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا: اے زید! کیا تم پست دین اہل کوفہ کے اس قول پر غلطی میں مبتلا ہو کہ: (حدیث) ” فاطمۃ احصنت فرجھا فحرم اللہ ذریتھا علی النار “

یعنی (فاطمہ نے خود کو گناہوں سے محفوظ رکھا اس لیے اللہ نے ان کی ذریت کو جہنم کے لیے حرام کر دیا ہے۔) اس سے پوری نسل فاطمہ مراد نہیں ہے بلکہ صرف حسن و حسین مراد ہیں۔ اگر تمہارا

یہ خیال ہے کہ تم اللہ کی نافرمانی کرو، اس کے باوجود تم کو جنت میں داخل مل جائے اور حضرت امام موسیٰ بن امام جعفر صادقؑ اللہ کی اطاعت کرنے کے بعد جنت میں جائیں تو اس کے معنی یہ ہوتے کہ تم اللہ کے نزدیک امام موسیٰ بن جعفرؑ علیہ السلام سے بھی زیادہ محترم ہو۔
خدا کی قسم، بغیر اطاعت کوئی شخص اللہ کی بارگاہ سے کچھ نہیں پاسکتا، اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ تم اللہ کی نافرمانی کر کے جنت لے لو گے تو یہ غلط خیال ہے۔

زید نے کہا، میں آپ کا بھائی ہوں اور آپ ہی کے باپ کا بیٹا ہوں۔
امام علیؑ نے فرمایا، تم میرے بھائی اسی وقت تک ہو جب تک تم اللہ کی اطاعت کرو گے۔ سنو! حضرت نوحؑ نے خدا سے کہا تھا کہ: رَبِّ اِنِّیْ مِنْ اَهْلِ وَاٰتٍ وَعَدَدِكَ الْحَقِّ وَرَاٰتُ اَحْكَمُ الْحٰكِمِیْنَ • (سورہ ہود آیت ۴۵)
(پروردگارا! بیشک میرا بیٹا میرے اہل سے ہے اور یقیناً تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب فیصلہ کرنے والا ہے۔)
اللہ تعالیٰ نے جواب دیا تھا کہ: یُنۡوَحُّ اِنَّهُ لَمِنَ مِنْ اَهْلِکَ اِنَّهُ عَمَلٌ غَیۡرُ صٰلِحٍ • (سورہ ہود آیت ۴۶)

(اے نوح! یہ رونا، تمہارے اہل میں سے نہیں ہے کیونکہ اس کا عمل غیر صالح ہے)
پس دیکھو! (اے زید) خدائے عزوجل نے پسر نوحؑ کو اس کی معصیت کی وجہ سے نوحؑ کے اہل سے خارج کر دیا۔ (عیون الاخبار الرضا)

تاریخ بغداد و کتاب سمعانی و اربعین مؤذن و مناقب فاطمہؑ ابن شاپرین میں اپنے اپنے اسناد کے ساتھ حذیفہ و ابن مسعود سے یہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "فاطمہؑ نے خود کو گناہوں سے پاک رکھا، اس لیے اللہ نے ان کی ذریت کو جہنم پر حرام قرار دیا ہے۔"

ابن منذر کہتے ہیں کہ یہ مخصوص امام حسنؑ و امام حسینؑ کے لیے ہے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بطین فاطمہؑ سے جو بھی پیدا ہوا ان سب کے لیے ہے۔ اور یہ روایت حضرت امام رضاؑ سے بھی ہے۔ اور اولیٰ سے ہے کہ نسل فاطمہؑ میں جتنے مومن ہیں ان سب کے لیے ہے۔

(مناقب ابن شہر آشوب)

باب ۱۰ جناب فاطمہ زہراؑ سلام اللہ علیہا کے اوقاف و صدقات

① = آپ کا صدقہ بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کیلئے

کتاب کافی میں ابوہریرہ سے مروی ہے۔ اُس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادقؑ علیہ السلام سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی ابن ابی طالبؑ علیہ السلام کے صدقے کے متعلق دریافت کیا گیا،

آپ نے فرمایا، وہ ہمارے لیے حلال ہے۔
زیر یہ بھی فرمایا کہ حضرت فاطمہ زہراؑ سلام اللہ علیہا نے اپنے صدقہ کو بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے لیے مخصوص کر دیا تھا۔ (کافی)

② = وقف نامے کی عبارت

ابو بصیر سے روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک قریب مجھ سے فرمایا، کیا میں تمہیں حضرت فاطمہ زہراؑ کی وصیت پڑھ کر سناؤں؟
میں نے عرض کیا، جی ہاں، سنائیے۔
پس آپ نے ایک صدقہ فقیہ یا ایک ڈبہ نکالا اور اس میں سے ایک نوشتہ نکالا اور اسے پڑھا جس میں یہ لکھا ہوا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ : یہ فاطمہ بنت محمد کا وصیت نامہ ہے
میں (فاطمہؑ) وصیت کرتی ہوں اپنے ان ساتوں باغات کے متعلق جن کے نام یہ ہیں:
العوان، دلال، برقعہ، مہیت، حستی، صافہ، اور ام ابراہیم والا باغ، کہ یہ سب علی ابن ابی طالبؑ کو عین حجاب و دنیا سے گزر جائیں تو ان سب کے متعلق حسنؑ ہوں گے اور جب حسنؑ گزر جائیں تو ان سب کے متعلق حسینؑ ہوں گے اور حسینؑ گزر جائیں تو ان سب کے متعلق محمدؑ ہوں گے اور ان سب کے متعلق علیؑ ہوں گے۔

دیکھو :

علی نے اپنے باپ سے، انھوں نے ابن ابی عمیر سے، انھوں نے حماد بن عثمان سے اور انھوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: کیا میں تمہیں فاطمہ زہرا کا وصیت نامہ پڑھ کر سناؤں؟ میں نے عرض کیا، جی ہاں سناؤں۔

آپ نے ایک صحیفہ نکالا جس میں یہ تحریر تھا:

”یہ وصیت عہد ہے فاطمہ بنت محمد کی جانب سے اپنے اموال کے متعلق علی ابن ابیطالب کے لئے، پھر جب وہ مرجائیں تو حسین کی طرف منتقل ہوگا، حسین کے بعد حسین کی طرف اور حسین کے بعد میرے بطن کے سلسلے کی جو اولاد اکبر ہو اس کی طرف (اولاد علی میں میرے بطن کی اولاد کے سوا کسی کی طرف نہیں) اور وہ اموال یہ ہیں: دلال، عوات، بیت بمرقہ، حسنی صافیہ اور ام ابراہیم والاباغ۔ اس وصیت و عہد کا گواہ اللہ ہے پھر مقداد بن الاسود اور زبیر بن العوام ہیں۔ (کافی)

۳ = سلمان کا لگایا ہوا باغ

علی نے اپنے باپ سے، انھوں نے ابن ابی بھران سے، انھوں نے عاصم بن حمید سے، انھوں نے ابراہیم بن ابی یحییٰ مرزنی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے، آپ نے فرمایا، بیت نامی باغ وہ ہے جو سلمان نے بذریعہ مکاتبتہ ادا کیا تھا، پس اس کو اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی معاوضہ کے اپنے رسول کو عطا کر دیا تھا۔ یہ باغ بھی فاطمہ کے صدقے میں شامل تھا۔ (کافی)

۴ = جناب فاطمہ زہرا کے باغات کے نام

محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے اور انھوں نے حضرت امام رضا سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے امام سے ان سات باغات کے متعلق دریافت کیا جو جناب رسول اللہ کی وراثت میں جناب فاطمہ زہرا کو ملے تھے۔ آپ نے فرمایا وہ باغات دراصل وقف تھے، آنحضرت ان میں سے آتالیق تھے جتنا آپ اپنے مہانوں و تابعین پر صرف کرتے تھے۔ بعد وفات آنحضرت، عباس بن عبدالمطلب نے فاطمہ زہرا سے اپنا حصہ باغات طلب کیا تو حضرت علی اور دیگر افراد نے ان کے وقف ہونے پر گواہی دیا جو یہ ہیں دلال، عوات، حسنی صافیہ، ام ابراہیم، کاغ، اور زبیر